مقبول
اسرارِ خطابت
مرتب: حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور
۵
5
شبیر برادرز

واعظین کے لیے بے مثال تحفہ

اسرارِ خطابت

پنجم

مرتب :

حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور

شبیر برادرز

40 اُردو بازار لاہور فون 7246006

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

نام کتاب .... مقبول اسرارِ خطابت (جلد پنجم)

مصنف .... مولانا پیر محمد مقبول احمد سرور

صفحات ۴۴۸

اشاعت .... نومبر ۲۰۰۴ء

کمپوزنگ .... ورڈز میکر

مطبع .... اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ناشر .... ملک شبیر حسین

قیمت ....

ملنے کے پتے

☆ **ادارہ پیغام القرآن** اُردو بازار لاہور

☆ **مکتبہ اشرفیہ** مریدکے

☆ **احمد بک کارپوریشن** کمیٹی چوک راولپنڈی

☆ **مکتبہ ضیائیہ** بوہڑ بازار راولپنڈی

☆ **کتبخانہ حاجی مشتاق احمد** اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

فہرست مضامین جلد پنجم

انتساب

احقر اپنی اس اولین جدوجہد کو اپنے جدامجد شیخ الشیوخ امام خطابت عاشق رسول کریم حضرت علامہ مولانا پیر محمد غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المعروف سمندری والے) کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے کہ جن کی صدائے عشق رسول سے ایک زمانہ گونجتا رہا جن کے دلائل نے باطل کی زبانیں گونگی کردیں۔ جن کے براہین قرآن و حدیث سے ایوان بخدیت لرزہ انداز رہے اور جن کی سریلی آواز اس مصرعہ کا مصداق تھی کہ جسے مولیناً ظفر علی خان نے تخلیق کیا تھا کہ

؎ بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں

اللہ تعالیٰ نے آپ کے درجات مزید بلند سے بلند تر فرماتا رہے۔ آمین ثم آمین۔

احقر العباد

صاحبزادہ حافظ محمد اطہر مقبول

فیصل آباد

الاھداء

ناچیز اس کتاب کا جملہ ثواب بطفیل سرورِ کائنات علیہ السلام تمام اکابرین اہلسنّت کو خصوصاً اپنے جداعلیٰ عاشق قرآن حضرت بابا اکبر علی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ (والد گرامی حضرت امام خطابت) کی روح پرفتوح کو پیش کرتا ہے۔

الھم اغفرلھم وارفع لھم الدرجات فی الجنة

محمد اطہر مقبول

معروضات مرتب

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ ناچیز کا اس گھرانے سے تعلق ہے کہ جو نسل بعد نسل سرکار دو عالم ﷺ کی صفت وثنا کرتا چلا آ رہا ہے جس پر جتنی سپاس گزاری کی جائے کم ہے کہ

؎ جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں

میرے پردادا بھی ایک درویش صفت شخصیت تھے جو ہمہ وقت تلاوت قرآن میں مصروف رہتے اور اسی طرح تمام عمر گزار دی۔

میرے جد امجد شیخ الشیوخ پیر طریقت امام خطابت حضرت علامہ غلام رسول المعروف سمندری والے رحمۃ اللہ علیہ کے نغمات محبوب اور خطبات مدح حبیب کہاں کہاں نہیں گونجے دنیائے علم ومعرفت اس سے خوب آگاہ ہے۔

میرے والد محترم خطیب پاکستان جانشین امام خطابت حضرت صاحبزادہ پیر محمد مقبول احمد سرور دام ظلہم کو یہ خطابت وراثت میں ملی اور ان کے خطبات نے پاکستان

میں دھوم مچا دی۔ وہ سراپا عشق رسالت ہیں جن کے عشق رسول کی بدولت مجھے یہ ذوق نصیب ہوا کہ آج میں ان کی دلکش ومدلل تقریروں کا بہترین مجموعہ ''اسرار خطابت جلد پنجم'' آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

دراصل یہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے میرے والد گرامی نے شروع فرمایا تھا اور اس کے نتیجہ میں ''شجاعت صحابہ' مفید الخطباء' اسرار خطابت اول' دوم' سوم' چہارم'' منظر عام پر آ کر بے پناہ مقبول ہوئیں۔

میں نے اپنے والد گرامی کی تقاریر کو من وعن ان جلسوں سے نوٹ کیا ہے جہاں وہ خطابات فرماتے رہے۔ اس سلسلہ میں کس حد تک کامیاب رہا ہوں یہ فیصلہ قارئین کریں گے۔

دعا کرتا ہوں کہ مجھے اس کے بعد بھی رب العالمین اپنے حبیب پاک علیہ السلام کے طفیل ایسے تحفے نذر قارئین کرنے کی توفیق مرحمت فرماتا رہے اور والد گرامی کا سایہ عاطفت بصحت ودعافیت دراز فرمائے۔

آمین بجاه نبی الکریم الرؤف الرحیم علیه التحیة والتسلیم

ناچیز
صاحبزادہ حافظ محمد اطہر مقبول
فیصل آباد

تقدیم

حَامِدًا وَّمُصَلیا

گرامی قدر قارئین السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

اس خدائے بزرگ وبرتر کا لاتعداد شکر ادا کرتا ہوں کہ جس کی اس حقیر پر بے پایاں عنایات ہیں اور اس محبوب کریم ﷺ کے حضور بے حد وحساب سلام عرض کرتا ہوں کہ جن کی خاص نگاہ رحمت اس فقیر بے نوا پر ہے۔ عزیزم صاحبزادہ حافظ محمد اطہر مقبول نے بندہ کی تقاریر کو نوٹ کیا اور مجھے فرمایا کہ ان پر حوالہ جات لگا دیں۔ چنانچہ فقیر نے اس کی فرمائش پر تمام حوالہ جات لگا دیئے۔ اگر کہیں کوئی حوالہ رہ گیا ہو تو اس کیلئے معذرت خواہ ہوں گا۔ براہ کرم اس کی اطلاع ادارہ کو دی جائے تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کمی کو پورا کیا جائے۔

عزیزم اطہر! نے بہت محنت سے یہ تحفہ آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے جس کیلئے وہ میرے ساتھ ساتھ آپ کی دعاؤں کا بھی مستحق ہے۔ اس کی درازی عمر اور علم وعمل میں برکت کیلئے دعا فرماتے رہیں۔ بڑی نوازش ہوگی۔ آخر میں قارئین سے التجا کرتا ہوں کہ جو احباب اس کتاب سے مستفید و مستفیض ہوں وہ میرے والد گرامی حضرت امام خطابت علامہ پیر غلام رسول المعروف سمندری والے رحمۃ اللہ علیہ کے بلندی درجات کی دعا ضرور فرمائیں۔

والسلام!

ناچیز محمد مقبول احمد سرور

عشق رسول ﷺ

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ لِاَهْلِهَا .

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ .

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ .

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

صاحب صدر و حاضرین محفل! مجھ سے قبل نہایت محبت والفت کے ساتھ آقائے نامدار مدنی تاجدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ الثناء کی بارگاہ بے کس پناہ میں ہدیہ نعت مختلف نعت خوانان شیریں لسان نے پیش کیا اور ایک عظیم الشان خطاب بھی آپ حضرات نے سماع فرمایا۔ اب خطاب کی کوئی گنجائش تو نہیں کیونکہ آدھی رات سے زیادہ شب گزر چکی ہے بہرحال حسب الحکم میں بھی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

قاعدہ یہ ہے:

گرامی حضرات! اس دارفنا میں ہر ایک کو کسی نہ کسی سے محبت ضرور ہوتی ہے اور ہر کسی کا کوئی نہ کوئی محبوب لازمی ہے اور ہر ایک محبت کرنیوالا غیر محدود لا معدود اور بے شمار طریقوں سے اپنے محبوب کے ساتھ اظہار محبت کرتا ہے تا کہ کسی نہ کسی طرح سے اس کے محبوب کو اس محبت کا یقین ہو جائے۔ پس معلوم ہوا کہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر محب اپنے ذہن' عقل' انداز' اختیار سے اپنی محبت کے اظہار کے طریقے خود وضع کرتا ہے۔ کبھی کسی محبوب نے اپنے محب کو خود انداز محبت نہیں سکھایا کیونکہ جس کے دل میں کسی کی محبت ہوگی اس اہل دل کو انداز سکھانے کی ضرورت نہ ہوگی۔'

درد منداں دے سخن محمد دین گواہی حالوں
جس پلے پھل بدھے ہوون آوے باس رومالوں

سامعین کرام:

جہاں شمع ہو پروانہ	ضرور ہوگا
جہاں پھول ہو بلبل	ضرور ہوگا
جہاں گلاب ہو خوشبو	ضرور ہوگی

اس طرح جہاں محبت ہو وہاں انداز خود بخود آئے گا۔ سکھانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ وہاں طریقہ واسلوب ضرور جلوہ گر ہوں گے کسی کے کہنے سمجھانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار یداللہی

عشق بلالی:

سیدنا بلال کے عشق کی حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب نقشہ

کشی کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اے بلالؓ

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

تو سامعین مکرم!

محبت عقل سے نہیں	عشق سے ہوتی ہے
پیار شعوری نہیں	لاشعوری ہوتا ہے
عشق لایا نہیں جاتا	خود بخود آتا ہے
جہاں محبت ہوتی ہے	تنقیص نہیں ہوتی
جہاں پیار ہوتا ہے	تنفیق نہیں ہوتی
جہاں عشق ہوتا ہے	تنقید نہیں ہوتی

جبھی تو ڈاکٹر اقبال علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

اور

عقل است غلام من
عشق است امام من

اور پنجابی کے شاعر میاں عبدالستار نیازی مرحوم نے کہا۔

عشق دے جھلے ای نمبر لے گئے
عقلنداں اینویں عمراں گالیاں

جناب صدیقؓ اور جناب خزیمہ:

جناب صدیق اکبرؓ اگر عقل سے فیصلہ کرتے تو ابوجہل لعین کی تصدیق کرتے مگر آپ نے عشق سے پوچھا تو جواب ملا۔ ''لئن قال لصدق'' 'اگر محبوب نے فرمایا ہے

کہ میں آنِ واحد میں لامکاں کی سیاحی سے سرفراز کیا گیا ہوں۔ تو سچ فرمایا۔ اسی طرح حضرت خزیمہؓ اگر عقل سے کام لیتے تو سرکار علیہ السلام کی گواہی نہ دیتے مگر عشق نے سکھایا خزیمہ اگر محبوب فرماتے ہیں کہ میں نے اس بے ایمان سے یہ اونٹ خریدا ہے۔ تو سچ ہے۔ تو پھر دربارِ رسالت سے انعام کیا ملا۔

صدیق...... امام الصدیقین بنا دیئے گئے

خزیمہ کی ایک گواہی دو گواہوں کے برابر کر دی گئی

؎ انداز حسینوں کو سکھائے نہیں جاتے

حضرات ذی وقار۔ تمنا مختصر ہے مگر تمہید طولانی۔ اس تمہید طولانی سے ثابت یہ ہوا کہ محبت کے انداز طور وطریقے محب از خود وضع کرتا ہے۔

یہاں قاعدہ بدل گیا:

اب ذرا توجہ رہے تو عرض کروں کہ ہم ہیں محب اور ذات باری جل جلالہ ہے۔ محبوب کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (پ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۱۶۵)

ایمان والے اللہ تعالیٰ سے شدید محبت رکھتے ہیں۔

قاعدہ تو یہی تھا کہ محب آپ انداز محبت پیدا کرتا ہے اور اپنے محبت کے طریقوں کا خود ہی خالق و واضع ہوا کرتا ہے مگر یہاں یہ قاعدہ وکلیہ یکسر بدل گیا اور معاملہ الٹ ہوگیا۔ وہ محبوب حقیقی خود محبوب ہو کر اپنے محبت کرنیوالے کو طریقہ سکھا رہا ہے۔ فرمایا اے محبوب! یہ میرے بندے اگر مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہیں تو

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ (پ۳ سورۃ آل عمران آیت ۳۱)

فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔

اگر تم   اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو

اگر تم   اللہ کی قربت پانا چاہتے ہو تو

اگر تم   اللہ کی روحانیت کا حصول چاہتے ہو تو

اگر تم   اللہ کی توحید کا گلستان بسانا چاہتے ہو تو

پھر اپنے قاعدے چھوڑ دو...... اپنے کلیے بدل دو اور اپنے طریقے بالائے طاق رکھ دو۔

پھر اسی کا قاعدہ اپناؤ...... اسی کا کلیہ استعمال کرو اور اسی کا فرمودہ طریقہ تسلیم کرو۔

ایک ہی قاعدہ ہے:

اور وہ ایک ہی طریقہ ہے   جو   معرفت الٰہی کا ذریعہ ہے

وہ ایک ہی قاعدہ ہے   جو   قربت خداوندی کا وسیلہ ہے

وہ ایک ہی کلیہ ہے   جو   محبت کردگار کا قرینہ ہے

بس ایک ہی راستہ ہے کہ جو منزل توحید پر پہنچاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ میرے نقش قدم پر چلو۔ میری اتباع کرو۔ میری محبت کا دم بھرو۔

؎ خلافت پیمبر کسے راہ گزید

کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

محبت کرنیوالے تو سبھی ہیں:

گرامی قدر سامعین! اس عالم رنگ وبو میں ہر فرد محبت الٰہی کا دعویدار ہے

اگر کوئی مشرک ہے تو   محبت الٰہی کا دعویدار ہے اور اس کی توحید کا اقرار کرنیوالا

اگر کوئی کافر ہے تو   محبت الٰہی کا دعویدار ہے اور اس کی توحید کا اقرار کرنیوالا

اگر کوئی منافق ہے تو   محبت الٰہی کا دعویدار ہے اور اس کی توحید کا اقرار کرنے والا

مشرک توحید کو تسلیم کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان مشرکوں سے پوچھو کہ تم بتوں کی پرستش کیوں کرتے

ہو؟ ان اپنے ہی بنائے ہوئے الہٰوں اور خود تراشیدہ پتھروں کی عبادت کیوں کرتے
ہوتو یہ اپنا مرکزی نکتہ ایک ہی بیان کریں گے اور ایک ہی جواب دیں گے کہ

مَانَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (پ۲۳ سورۃ الزمر آیت ۳)

ہم ان (بتوں) کی عبادت صرف اور صرف اسی لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ
کے مقرب بنا دیں۔ اس ارشاد باری سے ثابت ہوا کہ مشرک توحید کے قائل ہیں اور
اسی عقیدہ توحید کی پختگی کیلئے وہ بتوں کو پوجتے ہیں اور تقرب خداوندی حاصل کرنا
چاہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ
(پ۵ سورۃ النساء آیت ۴۸)

بے شک اللہ تعالیٰ مشرک کو معاف نہیں فرمائے گا اس کے علاوہ جسے
چاہے معاف فرما دے گا۔

حضرات گرامی! باوجود قرب خداوندی چاہنے اور قائل توحید باری ہونے کے وہ
قابل معافی نہیں۔

کافر توحید کو تسلیم کرتے ہیں:

اسی طرح کافروں سے سوال کرو کہ

مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (پ۲۱ سورۃ لقمان آیت ۲۵)

آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا کون ہے؟ البتہ وہ ضرور اقرار کریں گے کہ اللہ
ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (۲۱ سورۃ العنکبوت آیت ۶۱)

اور اگر آپ ان سے سوال کریں آسمانوں زمین کو پیدا کرنیوالا اور سورج
و چاند کو مسخر کرنیوالا کون ہے؟ تو البتہ ضرور تسلیم کریں گے کہ اللہ ہی

ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ
مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (پ۲۱ سورۃ العنکبوت آیت ۶۳)

اور اگر آپ ان سے دریافت فرمائیں کہ آسمانوں سے بارش برسانیوالا
پھر اس بارش سے بنجر زمین کو زندہ کرنیوالا کون ہے؟ البتہ ضرور جواب
دیں گے کہ اللہ ہی ہے۔

ثابت ہوا کہ توحید باری تعالیٰ کے منکر تو کافر بھی نہیں بلکہ ان کا یقین ہے کہ

آسمانوں کو پیدا کرنیوالا　　اللہ
زمین کو معرض وجود میں لانے والا　　اللہ
سورج کو مسخر کرنے والا　　اللہ
چاند کو مسخر کرنے والا　　اللہ
آسمانوں سے بارش نازل فرمانے والا　　اللہ
بارش سے زمین کو زندہ کرنیوالا　　اللہ

اس کے باوجود اللہ کریم فرماتا ہے۔

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ
(پ۱ سورۃ البقرۃ آیت ۲۴)

پس بچو تم اس آگ (جہنم) سے جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر اور وہ
کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

منافقین توحید کو تسلیم کرتے ہیں:

محترم سامعین! منافقین بھی توحید کو تسلیم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک
ہے کہ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (پ۱ سورۃ البقرۃ آیت ۸)

اور لوگوں میں سے جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور یوم آخرت پر۔
مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (پ۱ سورۃ البقرۃ آیت ۸) یہ مؤمن نہیں ہیں

منافقین جھوٹے ہیں:

بلکہ اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔
اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ
(۲۸ سورۃ المنافقون آیت ۶۳)

(اے محبوب) یہ منافق آپ کے پاس آ کر گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً ضرور اللہ کے رسول ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ آپ ضرور اس کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً منافق جھوٹے ہیں۔

اس کی وجہ کیا ہے؟:

احباب ذی وقار

باوجودیکہ یہ مشرک — اللہ کی قربت چاہتے ہیں مگر نا قابل معافی
باوجودیکہ یہ کافر — اللہ کی توحید کو تسلیم کرتے ہیں مگر جہنمی
باوجودیکہ یہ منافق — اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کی رسالت کے گواہ ہیں مگر مومن نہیں۔

کیوں؟ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے:

اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ
یہ میرا قرب تو چاہتے ہیں مگر — میرے حبیب کا قرب نہیں چاہتے

یہ مجھے خالق و مالک تو مانتے ہیں مگر — میرے محبوب سے محبت نہیں رکھتے
یہ مجھ پر اور یوم آخرت پر ایمان تو رکھتے ہیں مگر — میرے پیارے سے پیار نہیں کرتے
یہ میرے رسول کی رسالت کے گواہ تو ہیں مگر — میرے رسول کی اتباع نہیں کرتے

یہ مشرک تھے مشرک ہی ہیں۔ یہ کافر تھے کافر ہی ہیں۔ یہ منافق تھے منافق ہی ہیں۔ یہ میری قربت کے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ یہ میری توحید کے تسلیم کرنے میں جھوٹے ہیں۔ یہ یوم آخرت پر ایمان لانے میں جھوٹے ہیں۔ یہ تیری رسالت کے اقرار میں جھوٹے ہیں۔

زِیَابٌ فِیْ ثِیَابٍ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد پر یہ تسلیم زبانی ہے

اگر یہ سچے ہوں تو؟:

اگر یہ اپنے دعویٰ میں سچے ہوں تو میرے حبیب کی تنقیص کیوں کریں؟
اگر یہ مجھ سے محبت کرتے ہوں تو میرے حبیب سے عداوت کیوں رکھیں؟
اگر یہ میری قربت چاہتے ہوں تو میرے حبیب سے دور کیوں رہیں؟

اگرچہ یہ نمازی ہیں — مگر جھوٹے ہیں
اگرچہ یہ روزے دار ہیں — مگر جھوٹے ہیں
اگرچہ یہ طویل اللحیہ ہیں — مگر جھوٹے ہیں
اگرچہ یہ حاجی ہیں — مگر جھوٹے ہیں
اگرچہ یہ مبلغ ہیں — مگر جھوٹے ہیں
اگرچہ ان کے ماتھوں پر محراب ہیں — مگر جھوٹے ہیں
اگرچہ ان کے ہاتھوں میں قرآن ہے — مگر جھوٹے ہیں
اگرچہ ان کی شلواریں ٹخنوں سے بہت اوپر ہیں — مگر جھوٹے ہیں

اگر چہ یہ لچھے دار تقریریں کرتے ہیں — مگر جھوٹے ہیں

اگر چہ یہ جہاد کرتے ہیں — مگر جھوٹے ہیں

کیونکہ یہ میرے حبیب کے چاہنے والے نہیں ہیں اور ایمان کا معیار صرف میرے محبوب کی اتباع اور اس کی محبت ہے۔

؎ یہ عبادت رات دن کی مجھ کو نامنظور ہے
دور ہے جو میرے احمد سے وہ مجھ سے دور ہے

کیا انہوں نے میرے حبیب پاک علیہ السلام کا ارشاد نہیں سنا کہ

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (بخاری شریف جلد اول ص ۷)

تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک والد و ولد بلکہ ساری انسانیت سے زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھے۔

اگر تم میری محبت کے دعویٰ میں صادق ہو تو اپنے قاعدے چھوڑ دو اور میرے ارشاد کو تسلیم کر لو کہ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ

فرما دیجئے (اے محبوب) اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔

تین انعامات:

دعویٰ محبت الٰہی میں سچا وہ ہے جو اس معیار پر پورا اترے گا اور جو اس پر پورا اترے گا اسے میں تین انعامات سے سرفراز فرما دوں گا۔

۱۔ میں تمہیں محبوب بنالوں گا:

پہلا انعام یہ کہ میں تمہیں اپنا محبوب بنالوں گا۔

فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

پس تم میری اتباع کرو تو اللہ تم سے محبت فرمائے گا۔

کیا خوب ارشاد ہے اور کیا بے مثال انعام۔ کہاں تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو اور کہاں یہ کہ وہ تم سے محبت کرے۔ اللہ اکبر۔ بندہ سے وہ بے نیاز محبت کرے کیا مقام ہے کہ

؎ خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

حضرات ذی وقار! ذرا غور کیجئے جس سے خالق و مالک محبت فرمائے اس کی شان کیا ہوگی۔ درحقیقت وہی بندہ درجہ ولایت پر فائز ہوتا ہے۔ پھر اس سے جبرائیل بھی محبت کرتے ہیں۔ اہل آسمان بھی اس کو محبوب بنا لیتے ہیں۔ نہیں نہیں بلکہ حدیث قدسی کے مطابق جب بندہ اللہ کا اور جبرائیل علیہ السلام کا محبوب بن جاتا ہے تو پھر اہل آسمان ہی نہیں بلکہ

ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِى الْاَرْضِ (بخاری شریف جلد ثانی ۸۹۲)

پھر اس کی مقبولیت و محبوبیت اہل زمین میں بھی رکھ دی جاتی ہے۔

جب خالق خود محبت فرمائے تو مخلوق کیوں نہ کرے؟

؎ انج تے ہر کوئی میرا بن دا اے پر میں اینویں کسے دا نئیں بن دا
جہڑا تیرا ہو جائے محبوبا میں اوسے دا ہو جاندا ہاں

یہ بات صاف عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جس سے میں محبت کرتا ہوں اسی سے سب محبت کریں۔

حکایت رومی:-

مولانا روم علیہ الرحمۃ ایک حکایت نقل فرماتے ہیں جسے میں بلا تشبیہ و مثال عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مثنوی میں مولانا فرماتے ہیں کہ

ایک مرتبہ مجنوں جنگل میں گیا تو اس نے ایک ہرن کو دیکھا۔ بے اختیار اس کی

آنکھوں کو چومنے لگا۔ کسی نے پوچھا مجنوں صاحب! آخر آپ اس ہرن کی اتنی محبت میں اس قدر گرفتار کیوں ہیں اور اس کی آنکھوں کو کیوں چومتے ہیں؟

مجنوں نے جواب دیا' تجھے کیا معلوم۔ تو کیا جانے۔ میری اس محبت کا راز یہ ہے کہ اس ہرن کی آنکھیں میری لیلیٰ سے مشابہ ہیں۔

نتیجہ کیا نکلا؟:

نتیجہ کیا نکلا۔

جس ہرن کی آنکھیں لیلیٰ سے ملتی ہوں اس پر مجنوں کو پیار آتا ہے۔

جس بندے کی ادائیں رسول اللہ ﷺ سے ملتی ہوں اس پر اللہ کو پیار آتا ہے۔

؎ جھڑا تیرا ہو جائے محبوبا میں اوسے دا ہو جاندا ھاں

فرمایا: فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

لوگو! اپنی ادائیں میرے محبوب کی اداؤں سے ملا لو جب۔

تمہاری رفتار — میرے حبیب کے مشابہ ہوگی
تمہاری گفتار — میرے حبیب کے مشابہ ہوگی
تمہارا کردار — میرے حبیب کے مشابہ ہوگا
تمہارا اٹھنا — میرے محبوب کے مشابہ ہوگا
تمہارا بیٹھنا — میرے حبیب کے مشابہ ہوگا
تمہارا چلنا — میرے حبیب کے مشابہ ہوگا
تمہارا کھانا — میرے حبیب کے مشابہ ہوگا
تمہارا پینا — میرے حبیب کے مشابہ ہوگا
تمہاری خوشی — میرے حبیب کے مشابہ ہوگی
تمہاری غمی — میرے حبیب کے مشابہ ہوگی
تمہاری زندگی کا ہر لمحہ ولحظہ — میرے حبیب کے مشابہ ہوگا

تو پھر یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ تم بھی میرے محبوب ہو جاؤ گے۔

؎ جھڑا تیرا ہو جائے محبوبا میں اوسے دا ہو جاندا ھاں

اسی لئے ہم اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ

؎ جن کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

لہٰذا اتباع حبیب خدا کرو۔ ان کے غلام بنو۔ ان کی خاک پا کو آنکھوں کا سرمہ بنالو۔ ان کی اداؤں کو اپنا لو تو دعویٰ ایمان میں صادق ہو۔

ہم کیسے مان لیں:

ہم کیسے مان لیں کہ

کلمہ تو پڑھو حبیب خدا کا — اور — غلامی کرو انگریز کی
کلمہ تو پڑھو حبیب خدا کا — اور — لباس ہو انگریز کا
کلمہ تو پڑھو حبیب خدا کا — اور — چہرہ ہو انگریز کا
کلمہ تو پڑھو حبیب خدا کا — اور — وضع قطع ہو انگریز کی

تو یہ محض دعویٰ ہے اور وہ بھی بغیر دلیل کے۔ آؤ اس دعویٰ کو سچا ثابت کرنے کیلئے

؎ یاری ربّ دے حبیب نال لا ہور غیراں دا خیال چھڈ دے
ھادی اپنے بنالے مصطفیٰ انہاں غیراں دا خیال چھڈ دے
اک دن جان تیری وختاں وچہ پینی ایں وختاں وچہ پینی ایں
کملی والے آقا لاج تیری رکھ لینی ایں لاج تیری رکھ لینی ایں
اوہدے دردا توں بن جا گدا انہاں غیراں دا خیال چھڈ دے
یاری ربّ دے حبیب نال لا انہاں غیراں دا خیال چھڈ دے

ایمان مقدم ہے:

حضرات گرامی! اتباع واطاعت بغیر محبت کے ممکن نہیں اور محبت رسول کا نام ایمان ہے لہٰذا پہلے ایمان پھر اعمال۔ اگر ایمان کامل نہیں تو اعمال بے کار ہوں گے۔ اگر حضور کی بے ادبی ہوگی تو

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ۲۶ سورۃ الحجرات' آیت ۲)

یہ کہ تمہارے اعمال حبط ہو جائیں گے اور تمہیں پتہ بھی نہ چل سکے گا۔

جبھی تو درویش لاہوری علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں کہ

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحٰی کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

ذی وقار سامعین!

سب سے اہم بات یہ ثابت ہوئی کہ خالق کائنات آپ سے اتباع محبوب کا تقاضا فرماتا ہے تاکہ اس کے حبیب پاک کی محبت آپ کے قلوب میں راسخ ہو جائے کیونکہ اتباع اور محبت لازم وملزوم ہیں۔ اگر محبت ہوگی تو اتباع لازمی ہوگی۔ اگر محبت نہ ہوگی تو اتباع بھی نہ ہوگی اور اتباع ذریعہ ہے محبت کو راسخ کرنے کا۔

ساری انسانیت کا آئیڈیل:

آپ نے بارہا تجربہ کیا ہوگا اور ہمارا بھی روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ انسان اپنے آئیڈیل کی تلاش کرتا ہے۔ اس کا نظریہ ہوتا ہے کہ مجھے ایسا انسان ملے جو

قول کا سچا ہو
فعل کا پکا ہو
امانت کا امین ہو

خوبصورت بھی ہو خوب سیرت بھی ہو

اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان نے ان اہمیتوں کے متعلق سوچا بھی نہیں ہوتا مگر اس کو جب یہ تمام امور ایک انسان میں نظر آئیں تو وہ اس انسان سے محبت کرنے لگ جاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ

کسی کو اپنے قول میں صادق پایا تو اس وجہ سے اس سے محبت ہوگئی۔

کسی کو اپنے فعل کا پکا پایا تو اس وجہ سے اس سے محبت ہوگئی۔

کوئی ایک آدمی کسی کو امانت دار ہونے کی وجہ سے بھا گیا تو اسے اس سے محبت ہوگئی۔

ایک شخص انتہائی خوبصورت ہونے کی وجہ سے دوسرے کو محبوب ہوگیا۔

کوئی اپنی نیک سیرتی کی وجہ سے کسی کی آنکھ کا تارا بن گیا۔

مگر غور کیجئے کہ یہ ہر شخص چاہنے' محبت کرنے میں منفرد اور وہ خوبی رکھنے والا بھی ایک ایک ہی خوبی کی وجہ سے منفرد۔ اگر کوئی صادق ہے تو امین نہیں۔ امین ہے تو صادق نہیں۔ اگر کوئی خوب صورت ہے تو نیک سیرت نہیں۔ نیک سیرت ہے تو خوبصورت نہیں۔ اسی لئے کسی کا ایک چاہنے والا کسی سے دو افراد محبت کرنے والے۔ کسی سے سو آدمی الفت کے خواہاں مگر میرے آقا مدنی تاجدار ایسی شخصیت ہیں کہ تنہا ان ساری خوبیوں کے مالک ہیں اور اپنے پرائے سب ان کے معترف۔ ساری کائنات آپ سے محبت کرنے کی خواہاں ہے۔

اگر قول مصطفیٰ کا نظارہ کرو تو وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ (پ۲۴ سورۃ الزمر' آیت ۳۳)

اگر فعل کا مشاہدہ کرو تو بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ
(پ۶ سورۃ المائدہ' آیت ۶۷)

اگر خوبصورتی کی طرف دیکھو تو وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا
(پ۲۲ سورۃ الاحزاب' آیت ۴۶)

اگر نیک سیرتی کا مطالعہ کرو تو لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ
(پ۲۱ سورۃ الاحزاب' آیت ۲۱)

اگر امین ہونے کا معائنہ کرو تو قریش کے سردار یہ کہتے ہوئے نظر آئیں گے کہ

اَنْتَ صَادِقٌ اَنْتَ اَمِیْنٌ

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا۔

؎ تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

تو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کو حکم فرما دیا کہ میرے حبیب کو آئیڈیل بنالو۔ ان کی اتباع کرو کیونکہ وہ میرا آئیڈیل ہے جو انہیں اپنی زندگی کا مرکز بنالے گا تو میں اس کو محبوب بنالوں گا۔

تیری ہر ہر ادا پہ ہو جاں فدا:

سامعین کرام! آپ کو اس میدان میں میرے محبوب علیہ السلام کے صحابہ علیہم الرضوان سب سے آگے نظر آئیں گے۔ جنہوں نے ہر ادائے محبوب کو اپنایا اور اپنا مقصد حیات بنایا گویا کہ ان کی زیست مستعار اس قول کا پورا مصداق تھی کہ

؎ تیری ہر ہر ادا پہ ہو جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزا دیا

سیّدنا فاروق اعظم اور حجر اسود:

بخاری مسلم کے علاوہ حدیث کی تمام کتب میں موجود ہے کہ سرکار سیّدنا فاروق اعظمؓ جب حجر اسود کو چومتے تو فرماتے مجھے معلوم ہے کہ تو جنتی پتھر ہے مگر میں تجھے محض اس لئے بوسہ دیتا ہوں کہ میرے آقا نے تجھے چوما تھا۔

؎ جواب سوال مخالف دیا پھر
کسی کی ادا کو ادا کر رہا ہوں

سیّدنا عثمان غنی کی مسکراہٹ:

حضرت سیّدنا عثمان غنیؓ نے ایک مقام پر وضو فرمایا اور مسکرا دیئے۔ جب اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا بات تو ایسی کوئی نہ تھی کہ میں مسکراتا مگر میں محض ادائے محبوب کو پورا کرنے کیلئے مسکرایا ہوں۔ اسی مقام پر میرے آقا نے وضو فرمایا تھا اور اس طرح مسکرائے تھے۔

؎ وضو کر کے خندہ ہوئے شاہ عثمان
کہا کیوں تبسم بھلا کر رہا ہو
جواب سوال مخالف دیا پھر
کسی کی ادا کو ادا کر رہا ہوں

ہم دوران سفر نماز قصر کیوں کرتے ہیں:

حضرات گرامی! جب ہم ستاون میل سفر کرلیں تو چار رکعت نماز کی دو کیوں پڑھتے ہیں؟ حالانکہ اب سفر کی وہ نوعیت نہیں جب یہ حکم آیا تھا۔ اس وقت تو سفر انتہائی دشوار گزار تھا۔ مہینوں مہینوں کا سفر۔ اونٹنیوں پر سفر۔ راستے خطرناک مگر اب تو سفر مہینوں کا نہیں گھنٹوں کا ہے۔ اونٹوں پر نہیں ہوائی جہازوں پر ہے۔ خطرناک نہیں شاندار ہے تو اب یہ چار کی جگہ دو کیوں؟

اسی لئے اللہ سفر کو نہیں دیکھتا۔ ادائے محبوب کو دیکھتا ہے۔ فرماتا ہے چاہے سینکڑوں میلوں کا سفر ہوائی جہاز میں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ میں ہو نماز میں ادائے محبوب برقرار رہنی چاہئے۔ اگر تم قصر نہ کرو گے تو مستحق عتاب ٹھہرو گے۔ اگر محبوب کی ادا برقرار رکھو گے تو یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کے مصداق ٹھہرو گے۔

وصلی روزے:

نبی اکرم ﷺ کے وصلی روزوں کی طرف دیکھ کر شمع رسالت کے پروانوں اور

حسن مصطفیٰ ﷺ کے دیوانوں یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی یہ روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ عالم وارفتگی میں یہ بھی خیال نہ رہا کہ اگر پے در پے بغیر کھائے پئے روزے رکھتے رہے تو جسمانی کمزوری غائب آ جائے گی۔ سچی محبت کا تقاضا تھا کہ ہر ادائے یار کو حرز جان بنایا جائے۔

جدوں عشق حقیقی لگ جاوے فرتوڑ نبھاؤ ناں پیندا اے
ہر شئی نوں چھڈ کے تے یارو سجناں ول اوناں پیندا اے

آج کون ہے جو صحابہ کے جذبہ صادق کی مثال پیش کرے؟ ان کے عشق رسالت کی نظیر کا ملنا مشکل ہی نہیں محال ہے۔

عشق چنگا پر اوکھے پینڈے کوئی مرد ہووے دکھ جھلے
واہ چلے دکھ پاون ویلے ایہہ پردم نہ ٹھلے

کمریں تو جھک گئیں۔ رنگ تو زرد پڑ گئے۔ کمزوری کے آثار تو ہوئے مگر ادائے محبوب نہ چھوٹی۔

کون ہے میرے جیسا تم میں سے:

بالآخر سرکار ابد قرار کو خود ہی فرمانا پڑا کہ

وَاَیُّکُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ

تم میں کون ہے میرے جیسا میں تو رات اپنے ربّ کے پاس گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

(بخاری شریف جلد اوّل ص ۲۶۲، مسلم شریف کتاب الصوم باب صوم الوصال)

حضرات مکرم!

حضرت ابوبکرؓ صدیقین کے سردار ہیں مگر — حضور علیہ السلام کی مثل نہیں
حضرت عمرؓ عادلوں کے تاجدار ہیں مگر — حضور علیہ السلام کی مثل نہیں
حضرت عثمان غنیؓ سخاوت کے شہسوار ہیں مگر — حضور علیہ السلام کی مثل نہیں

حضرت مولا علیؓ شجاعت کے علمبردار ہیں مگر — حضور علیہ السلام کی مثل نہیں

وہ صحابہ جن کے متعلق ارشاد ہے کہ یہ ہدایت کے ستارے ہیں وہ تو حضور علیہ السلام کی مثل نہیں۔ وہ صحابہ کہ راشدین و مرشدین اور ہادیین ومہدیین ہیں وہ تو حضور علیہ السلام کی مثل نہیں۔ جنہوں نے صحبت رسول پائی اور آپ کی خلوت وجلوت سے سرفراز ہوئے۔ وہ تو حضور علیہ السلام کی مثل نہیں۔ یہ کالے رنگ والا۔ اندرا گاندھی کا متوالا۔ مسجد کا سریہ سیمنٹ چرانے والا نبی کریم علیہ السلام کی مثل کیسے ہو سکتا ہے؟ میرا نبی بے مثل و بے مثال ہے۔

رتبہ کراں بیان کیہہ اس بے مثال دا
ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

گرامی حضرات! بات دور نکل گئی۔ فرمایا پہلا انعام یہ ہے کہ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ تمہیں محبوب بنالے گا۔ یہ اتنا بڑا انعام ہے جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

یہ بہت بڑی بات ہے:

مثال کے طور پر میں چاہتا ہوں کہ صاحب صدر زیب سجادہ آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف حضرت پیر سید علی حسین شاہ کے جو میرے مرشد برحق ہیں۔ میں ان سے بے مثال اور لازوال محبت کروں۔ یہ بہت بڑی بات ہے اور میں کبھی یہ سوچ بھی سکتا کہ اچانک وہ مجھے فرما دیں کہ ہم تجھ سے محبت کرتے ہیں۔ کہاں میں گنہگار اور کہاں علی پور شریف کے تاجدار۔

بس اس طرح کہاں تو بندہ چاہتا ہے میں اپنے پروردگار سے محبت کروں اور کہاں پروردگار فرما رہا ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ کہاں بندہ گنہگار اور کہاں ذات پروردگار۔ تو بس یہ اتباع محبوب کا انعام ہے جس نے کی وہ محبوب خدا ہو گیا اور جو محبوب ہو گیا وہ۔

تھا تو ابوبکر — بن گیا صدیق اکبرؓ

تھا تو عمر	بن گیا فاروق اعظمؓ
تھا تو عثمان	بن گیا ذی النورینؓ
تھا تو علی	بن گیا شیر خدا کرم اللہ وجہہ
تھا تو حسن	بن گیا سید الاسخیاءؓ
تھا تو حسین	بن گیا سید الشہداءؓ
تھا تو ابو حنیفہ	بن گیا امام اعظمؒ
تھا تو عبدالقادر جیلانی	بن گیا غوث اعظمؒ
تھا تو احمد رضا	بن گیا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ
تھا تو احمد سرہندی	بن گیا مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
تھا تو سردار احمد	بن گیا محدث اعظم علیہ الرحمۃ
تھا تو غلام رسول	بن گیا امام خطابت علیہ الرحمۃ

تو فرمایا: فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

تو میری اتباع کر اللہ تجھ سے محبت فرمائے گا۔

تمام گناہ معاف:

گرامی قدر سامعین! دوسرا انعام یہ ہے کہ اگر اتباع محبوب کرو گے تو

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ

اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہ بخش دے گا۔

کیا نسخہ کیمیا ہے کہ کائنات کا ہر مسلمان کہتا ہے اے مولا میں انتہائی گناہ گار سراپا خطا کار ہوں۔ مجھے معاف فرما دینا۔ میری بخشش فرما دینا۔ آواز قدرت آتی ہے میرے حبیب کا دامن تھام لے میں تیرے تمام گناہ بخش کر تجھے دامن عفو و کرم سے وابستہ کرلوں گا۔

غور کیجئے! ذَنْبَكُمْ نہیں فرمایا بلکہ ذُنُوْبَكُمْ کیونکہ ذنوب جمع ہے ذنب کی۔ فرمایا

مت گھبرانا بس میرے محبوب کی الفت سے دل کو لبریز کرنا تمہارا کام ہے۔ اس کے قدموں سے وابستہ ہونا تمہارا کام ہے۔ اب تک جتنے گناہ ہوئے سب کو معاف کرنا میرا کام ہے۔ میرے حبیب کے غلام بن جاؤ کائنات کے امام بن جاؤ گے۔

تمام اعمال ضائع:

اگر میرے محبوب کی غلامی کرلو گے تو تمام گناہ معاف اور خیال رکھنا۔ اگر ادنیٰ سی بھی گستاخی کی تو تمام اعمال حبط ہو جائیں گے۔ اگر میرے محبوب کی آواز سے آواز اونچی ہوگئی تو سب اعمال ضائع۔ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ۔ نہ آواز بلند کرنا نبی کی آواز سے۔

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ

یہ کہ ضائع ہو جائیں گے تمہارے اعمال

ادھر زنوب ہے جمع زنب کی ادھر اعمال جمع ہے عمل کی۔ اتباع محبوب سے تمام گناہ معاف اور اگر گستاخی کی تو تمام۔

عبادات	ضائع
نمازیں	ضائع
روزے	ضائع
حج	ضائع
زکوٰۃ	ضائع
تقویٰ	ضائع
تبلیغ	ضائع
یہ حدیث دانیاں	ضائع
یہ قرآن خوانیاں	ضائع
یہ پھرتیاں روانیاں	ضائع

کیونکہ گنہگار کو تو معافی ہے لیکن غدار کو نہیں۔ جو در رسول کا باغی ہے وہ سب سے بڑا طاغی ہے۔ فرمایا: وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔ تیرے تمام گناہ بخش دوں گا بس تو غلام رسول بن جا۔

غلامی دے سوا کجھ وی نہ منگیں
بڑی ہے شان احمد دے گدا دی

تیسرا انعام:

میں نے عرض کیا اے پروردگار عالم میں آخر انسان ہوں۔ خطا کا پتلا ہوں۔ مجھ سے نسیان ہونا بعید نہیں۔ اگر اسی طرح گناہ سرزد ہوتے رہے تو کیا کروں گا۔ فرمایا۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اور اللہ معاف فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

میرے محبوب کا دامن نہ چھوڑنا۔ اس کی اتباع کرتے رہنا۔ اس کی غلامی پر نازاں رہنا۔ میں آئندہ بھی معاف فرماتا رہوں گا کیونکہ میں غفور ہوں۔

اے میرے مولا! قیامت کے میدان کی رسوائی سے بہت خوف آتا ہے۔ فرمایا میرے محبوب کی خاک گردِ راہ کو آنکھوں سے لگائے رکھنا میں محشر کی رسوائی سے بھی بچالوں کیونکہ میں رحیم ہوں۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے عالم وجد میں فرمایا۔

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے
کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

گرامی حضرات یہ تھا۔ ترجمہ تلاوت کردہ آیت کا جس سے ثابت ہوا کہ عشق رسول وہ عظیم دولت ہے جو دنیا و آخرت میں مرد مومن کا سرمایہ۔ گناہ گاروں کا سہارا۔ دکھیوں کا مداوا ہے۔ خود نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اپنے چاہنے والوں کا ایک خطبہ میں ذکر فرماتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا کہ

مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِىْ لِىْ حُبًّا نَاسٌ يَكُوْنُوْنَ بَعْدِىْ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْرَاٰنِىْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ (مسلم شریف جلد ثانی ص ۳۷۹)

میری امت میں مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنیوالے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک شخص کی آرزو ہوگی کاش وہ اپنے تمام اہل و مال کو قربان کر کے مجھے دیکھ لے۔

گویا کہ بقول حفیظ جالندھری مرحوم ان کی ارواح پکار پکار کر کہتی ہوں گی۔

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان مال اولاد سے پیارا

لامحدود محبت کرنیوالے:

حضرات محترم نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ ''مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِىْ لِىْ حُبًّا'' مجھ سے بہت زیادہ محبت کرنیوالے۔ اس میں عشاق کیلئے روح پرور وجد آفرین نکتہ موجود ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے اپنی محبت میں وارفتگی کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی۔ اس لئے عشاقان رسالت اپنے آقا و مولا سے بے حد محبت کرتے ہیں اور یہ بہت بڑا مقام ہے۔ حضرت سلطان العارفین سخی سلطان باہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

غوث ولی سب ارے اریرے عاشق جان پریرے ہو
جس منزل نوں عشق پچاوے اوتھے غوث نہ پاندے پھیرے ہو

بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر فرماتے ہیں کہ

ایمان سلامت ہر کوئی منگدا پر عشق سلامت کوئی ہو

جس منزل نوں عشق پچاوے ایمان نوں خبر نہ کوئی ہو

گستاخی اینڈ کمپنی کا عقیدہ:

گستاخان رسالت کے بڑے بڑے پوپ پال لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سے محبت حد میں رہ کر کرو اور سرکار کی تعریف میں حد سے مت بڑھو بلکہ مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا۔

• ''پیغمبر کی تعریف میں حد سے مت بڑھو کہیں نصاریٰ کی طرح مردود نہ ہو جاؤ''

(تقویۃ الایمان ص مولوی اسماعیل دہلوی)

فقیر عرض کرتا ہے کہ تعریف محبت سے ہوتی ہے اور سرکار نے محبت کی حد مقرر نہیں فرمائی۔ فرمایا میرے بعد میری امت کے لوگ مجھ سے بہت زیادہ محبت کریں گے تو جب محبت بے حد ہے تو تعریف بھی بے حد ہے۔ کوئی ملاں شان مصطفیٰ کی حد مقرر کردے۔ ہم اس سے آگے نہیں بڑھیں گے مگر ملاں وہ پیمانہ کہاں سے لائے جو شان مصطفیٰ کو ناپ تول کر سکے۔ اس حد کو تو پیغمبر نہ چھو سکے۔ علامہ جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

ہمہ پیغمبراں در جستجو اند

خدا داند کہ تو درچہ مقامی

اے میرے آقا تمام پیغمبر آپ کے مقام کی تلاش میں سرگرداں ہیں مگر خدا ہی جانے کہ آپ کا مقام کیا ہے؟

محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفیٰ جانے

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوہ طور پر راز و نیاز کرنیوالے کلیم اللہ علیہ السلام مقام مصطفیٰ کو تلاش کرتے رہے مگر نہ پا سکے۔ چوتھے آسمان پر رہنے والے روح اللہ کلمۃ اللہ علیہ السلام مقام مصطفیٰ کو تلاش کرتے رہے مگر نہ پا سکے۔ جنت کے باغیچے میں رہنے

والے ادریس علیہ السلام مقام مصطفیٰ کو تلاش کرتے رہے مگر نہ پا سکے۔ طائر سدرہ جبرئیل امین علیہ السلام مقام مصطفیٰ کو تلاش کرتے رہے مگر نہ پا سکے۔

آج تک بحر عرفاں کے غواص درجہ بدرجہ مقام مصطفیٰ کی تلاش میں سرگرداں رہے مگر نہ پا سکے۔ اس موٹی گردن والے۔ کچھوے کی شکل والے کالے کلوٹے کوتاہ بین کو مقام مصطفیٰ تک کیسے رسائی ہوگی کہ یہ بتا سکے اس کی حد کیا ہے؟ جو لامکاں کی حد سے بھی آگے گزر گئے ان کا مقام کون جانے؟

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے گھٹے

جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

اور

عرش پہ جاکے مرغ عقل تھک کے گرا غش آ گیا

اور ابھی منزلوں پرے ہائے تیرا مکان ہے

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے

جان مراد اب کدھر ہائے تیرا مکان ہے

دونوں احادیث کو ملائیں:

گرامی حضرات! حدیث پاک کا مضمون عرض کر رہا تھا کہ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے عشق رسول کی گواہی خود وہ سرکار ابد قرار ارشاد فرمائیں۔ جن کی زبان اقدس سے خود خدا بولے۔ فرمایا ان کی خواہش ہوگی کہ کاش وہ اپنا مال و آل اہل وعیال تک قربان کر کے مجھے دیکھ لیں۔ گویا کہ بقول مولٰینا غلام رسول عالم پوری وہ کہیں گے۔

رسول اللہ توں صدقے جان میری

ایہہ فانی زندگی قربان میری

جہاں تے تیر نیناں دے چلائے
اوہناں نوں فیر وی مکھڑا وکھائے

اب پہلی پیش کردہ حدیث پاک ہے کہ

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری شریف جلد اوّل ص ۷)

تم میں سے اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے والد ولد بلکہ تمام انسانوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھے۔

اور دوسری پیش کردہ حدیث پاک کہ

مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ یَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْرَاٰنِیْ بِاَھْلِہٖ وَمَالِہٖ (مسلم شریف جلد ثانی ص ۳۷۹)

میری امت میں مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنیوالے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔ ان میں ہر ایک شخص کی آرزو ہوگی کہ کاش وہ مجھے دیکھ لے اپنے اہل و مال کو قربان کرکے اب فقیر آپ سب کو آپ کے ایمان کی قسم دے کر پوچھتا ہے۔ بتایئے عصر حاضر میں وہ کون سے لوگ ہیں جن کا یہی نظریہ ہے جو ان دونوں احادیث کے ملانے سے بنتا ہے۔

ہم سب کچھ سرکار کیلئے کرتے ہیں:

اگر ایمانی و قرآنی فیصلہ کرو گے تو کہنا پڑے گا اس دور میں وہ سنی بریلوی ہی ہیں جو سب سے زیادہ محبوب سرکار کو رکھتے ہیں اور اپنا مال اولاد آپ پر قربان کرنے کیلئے تیار رہتے ہیں۔ جو میلاد النبی ﷺ پر لاکھوں روپیہ لٹا دیتے ہیں اور خواہش یہ رکھتے ہیں آقا

کبھی تو رحم آجائے میری آشفتہ حالی پر
کبھی تو ہو گذر سوئے غریباں یارسول اللہ

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یارسول اللہ
کہیں جس کو دوائے درد ہجراں یارسول اللہ
دکھانا مجھ کو بھی وہ روئے تاباں یارسول اللہ
کیا ہے نام لیواؤں میں شامل اپنے اعظم کو
قیامت تک نہ بھولوں گا یہ احسان یارسول اللہ

یہ لوگ گنہگار ہوں گے ہم مانتے ہیں ضرور ہوں گے۔ سیہ کار ہوں ہم تسلیم کرتے ہیں ضرور ہوں گے۔ خطا کار ہوں گے ہمیں اقرار ہے ضرور ہوں گے مگر سرکار کے دیوانے ہیں۔ مستانے ہیں۔ عظمت محبوب کے ڈنکے بجانے والے ہیں۔ ناموس رسالت پر قربان ہو جانے والے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں سرکار کیلئے کرتے ہیں۔

جھنڈیاں لگاتے ہیں تو سرکار کیلئے
جھنڈے لگاتے ہیں تو سرکار کیلئے
گیٹ بناتے ہیں تو سرکار کیلئے
عطر چھڑکاتے ہیں تو سرکار کیلئے
محفل سجاتے ہیں تو سرکار کیلئے
دولت لٹاتے ہیں تو سرکار کیلئے

کبھی کہتے ہیں۔

سرکار دا میلہ اے
محفل نوں سجائی رکھیو اوہدے اون دا ویلا اے

اور کبھی عرض کرتے ہیں یارسول اللہ علیک السلام۔

اک وار جے سونہیاں آجاویں میری کلی نوں رنگ لا جاویں

تیرے قدماں توں پھل میں اشکاں دے لکھ واری واراں رو رو کے
ھن سن میریاں فریاداں نوں ہر وقت پکاراں رو رو کے
میں تیریاں وچہ اڈیکاں دے دن رات گزاراں رو رو کے

ایک اور حدیث پاک:

ہمارا ایمان ہے کہ ہم اسی محبت و مودّت اور اسی عشقِ رسول کی بدولت انشاء اللہ العزیز سرکار علیہ السلام کے قدموں میں جگہ پائیں گے کیونکہ سرکار نے اپنی اللہ والی زبان پاک سے ارشاد فرمایا۔ جو میں پورا ارشاد آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ غور سے سنیے۔ حضرت انس بن مالکؓ راوی ہیں کہ

اِنَّ رَجُلاً قَالَ یَارَسُوْلَ اللہِ مَتٰی السَّاعَۃُ قَالَ وَیْلَکَ مَا اَعْدَدْتَّ لَھَا

ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ قیامت کب ہوگی۔ آپ نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر قیامت کے لئے تو نے کیا تیاری کی ہے؟

یعنی کہ تو نے کوئی ذخیرہ نیک اعمال کا کر رکھا ہے؟ کوئی نمازیں، روزے، حج و زکوٰۃ صدقات یا دیگر اعمال صالحہ جمع کئے ہیں جو قیامت کا پوچھتا ہے۔

قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَھَا اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ

اس نے عرض کیا میں نے کوئی تیاری نہیں کی البتہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ گویا اس نے عرض کیا یارسول اللہ علیک السلام میرے پاس

نمازوں کا ذخیرہ تو نہیں ہے
روزوں کا ذخیرہ تو نہیں ہے
حجوں کا ذخیرہ تو نہیں ہے
زکوٰۃ کا ذخیرہ تو نہیں ہے
عبادت و ریاضت کا ذخیرہ تو نہیں ہے
اعمال خیر کا ذخیرہ تو نہیں ہے

البتہ ایک ذخیرہ وافر مقدار میں موجود ہے کہ میرے دل اور سینہ میں میری نص نص میں میرے ہر سانس میں اللہ رسول کی محبت کا ذخیرہ موجود ہے۔

سرکار علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر تیرے پاس اعمال صالحہ نہیں ہیں تو یہ ذخیرہ بغیر عمل کے بیکار ہے بلکہ فرمایا۔

اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

تم اسی کے ساتھ ہو جس سے محبت رکھتے ہو

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ

فَمَا رَأَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ فَرِحُوا بِشَیْءٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرْحَھُمْ

(بخاری شریف، جلد اوّل ص ۵۲۱)

اسلام کے بعد میں نے مسلمانوں کو کسی بات سے اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا آپ کے اس ارشاد سے خوش ہوئے۔

حضرت انس کا فرمان:

قَالَ اَنَسٌ فَاَنَا اُحِبُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ مَعَھُمْ بِحُبِّیْ اِیَّاھُمْ وَاِنْ لَّمْ اَعْمَلْ بِمِثْلِ اَعْمَالِھِمْ (بخاری اوّل ص ۵۶۱)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ ”میں نبی کریم علیہ السلام۔ حضرت ابوبکر و حضرت عمرؓ سے محبت رکھتا ہوں تو امید کرتا ہوں کہ ان کی اس محبت کی وجہ سے میں انہیں کے ساتھ ہوں گا۔ اگرچہ میرے اعمال ان کے اعمال جیسے نہیں ہیں۔

سبحان اللہ! حضرت انس بن مالک نے تو اہلسنّت و جماعت حنفی بریلوی عقیدہ کو چار چاند لگا دیئے کہ

اے نبی سے محبت رکھنے والو — تم نبی کے ساتھ ہو گے

اے صدیق و فاروق سے الفت رکھنے والو　　تم انہیں کے ساتھ ہو گے

اگر چہ تمہارے اعمال ان کے اعمال کی مثل نہ ہوں۔ مگر یہ معیت بوجہ اعمال نہیں بلکہ بلحاظ محبت ہے۔

حضرت انس اپنی محبت کو پیش کر کے سرکار کے فرمان اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ کے مطابق نتیجہ نکال رہے ہیں۔

ہم سرکار کے فرمان مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا یَکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ کو بنیاد بنا کر امید رکھتے ہیں کہ

خدا کی قسم مجھ کو حشر کا کھٹکا نہیں رہتا
مجھے جب یاد آتا ہے کہ میرا کون والی ہے

اس حدیث کو بھی ملائیں:

اب اس حدیث کو پہلی حدیث سے ملاؤ جس میں ارشاد فرمایا کہ

مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ یَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْرَاٰنِیْ بِاَھْلِہٖ وَمَالِہٖ (مسلم شریف، جلد ثانی ص ۳۷۹)

میری امت میں مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنیوالے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک شخص کی یہ آرزو ہو گی کاش وہ اپنے تمام اہل و مال کو قربان کر کے مجھے دیکھ لے۔

یہ سرکار کی گواہی اور یہ حدیث کے تو اسی کے ساتھ ہے جس سے محبت کرتا ہے۔ ملانے سے پتہ نہ چل گیا کہ قیامت کے میدان میں کون لوگ سایہ رحمت مصطفوی کے نیچے ہوں گے یہی جو آج کہتے ہیں ہم سب کچھ آمنہ کے درِ یتیم کی محبت میں آپ ہی کیلئے کرتے ہیں۔ حضرت حسن رضاؒ نے کیا خوب فرمایا کہ

ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

ثابت یہ ہوا:

تو ثابت ہوا کہ اگر ایک شخص ایسا ہے کہ اس کے دامن میں سوائے عشق رسول کے کچھ نہیں تو وہ اسی عشق رسول کی بدولت سرکار کی معیت میں ہوگا اور اگر اس شخص کے پاس

نمازوں کی ایک طویل فہرست　　تو ہے
روزوں کا ایک بہت بڑا انبار　　تو ہے
حج و زکوٰۃ وافر تعداد میں　　تو ہے
جذبہ جہاد کی فراوانی　　تو ہے

مگر دولت عشق رسالت نہیں ہے تو وہ معیت رسول میں نہ ہوگا۔ اگر چہ کوئی شیخ الحدیث ہو یا کوئی بہت بڑا شیخ القرآن ہی کیوں نہ ہو۔ چاہے ملک و ملت کا بزعم خویش خطیب و ادیب ہو یا ایشیا کا اپنے آپ کو چوتھا پایا سمجھتا ہو کیونکہ

مغز قرآں روح ایماں جان دین
ہست حب رحمۃ للعلمین

ایک اور حدیث پاک:

جناب حضرت عبداللہ بن ہشام راوی ہیں کہ ہم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ تھے جبکہ حضور سیّدِ عالم ﷺ حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ عمر فاروقؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ میری جان کے سوا ہر شئی سے مجھے زیادہ محبوب ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب تک میں تجھے تیری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوں تیرا ایمان کامل نہیں۔ عمر فاروقؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عمرؓ! اب تمہارا ایمان کامل ہوا ہے۔

(بخاری شریف بحوالہ حبیب اعظم ص ۳۲۶ از استاذی المکرم علامہ شیخ الحدیث رضوی)

اب میں اس عظمت صحابہ کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں سے پوچھتا ہوں کہ جب فاروق اعظمؓ جیسی شخصیت کہ

جو مرادِ رسول ہے وہ — فاروق اعظم
جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں — وہ فاروق اعظم
جس کے سائے سے شیطان فرار ہو وہ — فاروق اعظم
جس کے ایمان لانے پر عرش پہ شادیانے بجیں — وہ فاروق اعظم
جس کی بیٹی ام المومنین ہے وہ — فاروق اعظم
جس کے عدل وانصاف سے قیصر وکسریٰ کانپیں — وہ فاروق اعظم
جس کی رائے کے مطابق کئی مرتبہ قرآن نازل ہوا — وہ فاروق اعظم

اگر اپنی جان سے زیادہ سرکار علیہ السلام کو محبوب نہ سمجھیں تو ان کا ایمان بلسان تاجدار انبیاء علیہ التحیۃ والثنا کامل نہیں تو یہ مولوی ملاں کس کھیت کی مولی ہے؟ اور توحید کا یہ ٹھیکیدار کس حیثیت سے نبی کو اپنے جیسا کہتا ہے اور بڑا بھائی بناتا ہے؟ کیا اس کا ایمان کامل ہے۔

جان لو ایمان کی ہے جان حب مصطفےٰ
بے حب مصطفےٰ مردود ہے ذکر خدا

ایک آیت کریمہ:

اس حدیث پاک کی موید ایک آیت کریمہ سماع فرمائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ
قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (پ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۲۴)

(اے حبیب) آپ فرما دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار جن کے مندے کا تم اندیشہ کرتے ہو اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو زیادہ پیارے ہیں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ تعالیٰ اپنا حکم اور اللہ تعالیٰ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

حضرات گرامی! بحث بہت طول پکڑ گئی اور وقت بہت زیادہ ہو گیا تقریباً اذان فجر کا ٹائم ہوا چاہتا ہے۔ تو میں حدیث پاک کی تشریح وتوضیح کر رہا تھا کہ حضور نے فرمایا۔ اے صحابی تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے۔ ایک اور روایت میں فرمایا کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ انسان جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا پتہ چلا۔

مولویوں سے محبت کرنیوالا — مولویوں کے ساتھ ہوگا
گستاخوں سے محبت کرنیوالا — گستاخوں کے ساتھ ہوگا

اور

نبی کریم علیہ السلام سے محبت کرنیوالا — نبی کریم علیہ السلام کیساتھ ہوگا

ارشاد باری ہے اگر مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میرے محبوب کی اتباع کرو۔ میں تم سے محبت کروں گا اور تمہارے گناہ معاف کردوں گا اور اللہ غفور الرحیم ہے۔ اللہ کریم نبی کریم علیہ السلام کی سچی پکی محبت ہمیں نصیب فرمائے۔ آمین۔

''وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ''

مودت اہل بیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الرُّسُلِ وَالْاَنْبِیَآءِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہِ الْمُجْتَبٰی وَاَصْحَابِہِ الْمُرْتَضٰی وَعَلٰی اَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَآءِ مِلَّتِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْجَزَآءِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمِ

درود شریف:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

جناب صدر محفل، معزز بزرگو، نوجوان ساتھیو، ذی احترام مائیو اور بہنو! یہ سالانہ محفل ذکر اہل بیت کرام علیہم الرضوان جیسے میرے بزم جان کائنات کے ساتھیوں جس میں، میں اور ے نے منعقد کیا ہے جس میں اور آپ سب حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس

محفل پاک کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور ہم سب کیلئے توشہ آخرت بنائے۔

مودت آل مصطفےٰ کے ثمرات:

حضرات گرامی! اس عظیم الشان محفل پاک میں لفظ ''مودت'' کا مفہوم اور پھر ''مودّت آل مصطفےٰ کے ثمرات'' پر قرآن وحدیث کی وضاحت سے روشنی ڈالنی ہے۔ اللہ تعالیٰ بطفیل حبیبہ الاعلیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے حق بیانی کی توفیق انیق مرحمت فرمائے۔ پھر اس کے بعد آپ کو میرے ساتھ مل کر اس پر عمل پیرا ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ایک مرتبہ بڑی محبت سے درود شریف کا نذرانہ بارگاہ رسالت مآب میں پیش کیجئے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

لفظ مودت:

سامعین مکرم! لفظ مودّت قرآن کریم میں کئی مقامات پر ذکر فرمایا گیا ہے جن میں سے ایک تلاوت کردہ آیت کریمہ بھی ہے جس کا ترجمہ اور مفہوم میں آگے چل کر عرض کروں گا۔ پہلے چند آیات سے اس لفظ کا مفہوم عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

پہلی آیت کریمہ:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَمِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ

(پ۲۱، سورۃ الروم، آیت ۲۱)

اور اس کی (قدرت) کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے پیدا فرمائیں تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیویاں تا کہ تم سکون حاصل کرو اور ان سے اور پیدا فرما دیئے۔ تمہارے درمیان محبت و رحمت (کے جذبات) بے شک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور وفکر کرتے ہیں

آیت کا مفہوم:

گرامی قدر حضرات! اس آیت کریمہ میں مودّت کا مفہوم یہ بیان فرمایا گیا کہ وہ ایسا جذبہ ہے دو افراد کے درمیان جس سے سکون ملتا ہے اس جذبہ کو مودّت کہتے ہیں اور پھر زوجین کے درمیان یہ ایسا جذبہ موانستِ ہے کہ جب تک خود نہ ختم کیا جائے یہ ختم نہ ہوگا۔ ادھر شوہر نے اسے ختم کرنے کیلئے منہ سے تین لفظ نکالے ادھر وہ ٹوٹ گیا۔ یہ اتنا مضبوط بھی ہے اور کمزور بھی۔ مضبوط اس قدر کہ کائنات اسے توڑتی رہے تو یہ تعلق نہ ٹوٹے اور کمزور اس قدر کہ شوہر ایک دم ہی توڑنا چاہے تو یہ ٹوٹ جائے۔ اس تعلق اور جذبہ موانست کو خالق کائنات نے فرمایا۔

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً

اور بنایا تمہارے درمیان مودة و رحمت کو۔

لہٰذا اب لاکھوں آندھیاں آجائیں۔ کروڑوں طوفان برپا ہوں اور بے بہا ظلم وستم کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں اور لاتعداد جور و جفا کے سیلاب اُمڈ آئیں تو ان سے

مکانوں کی دیواریں تو گر سکتی ہیں
بجلی کے تار تو ٹوٹ سکتے ہیں
لاتعداد چراغ تو گل ہو سکتے ہیں
بے پناہ نقصانات تو ہو سکتے ہیں

لیکن مودّت کا یہ باہمی رشتہ اور محبت کا یہ گہرا جذبہ ختم نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح سے فرمایا کہ

إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (پ سورۃ الشوریٰ آیت ۲۳)

مگر قربیٰ کی مودت

کیا مطلب؟ یہی کہ اگرچہ
کفر وضلالت کی لاکھوں آندھیاں آ جائیں
خارجیت ورافضیت کے کروڑوں طوفان برپا ہورہے ہوں
دشمنانِ آلِ رسول تم پر ظلم وستم کے بے بہا پہاڑ توڑ رہے ہوں
جفا وجور کے سیلاب تمہیں بہالے جانے کیلئے تیار ہوں
یاد رکھنا! پھر بھی مودّت اہل بیت کا جذبہ ختم نہ ہونے پائے کیونکہ
ہر محبت۔ محبت اہل بیت پر قربان ہوسکتی ہے
ہر مودت۔ مودّت آل رسول پر نثار ہوسکتی ہے
ہر موانست۔ موانست اولاد مصطفٰے پر فدا ہوسکتی ہے

ایمان کا نکتہ عروج:

اگر مودّت فی القربیٰ کا جذبہ اس نکتہ عروج پر پہنچ گیا تو پھر یقین کیجئے کہ

تمہارا ایمان — مکمل
تمہارے اعمال — مقبول
تمہاری عبادات — منظور
اور تمہاری نجات — یقینی

اور اگر یہ جذبہ اس نکتہ عروج تک نہیں آیا تو پھر

تکمیل ایمان بھی — مشکوک
اعمال بھی — نامقبول
عبادات بھی — نامنظور
اور نجات بھی — غیر یقینی

کیونکہ اس جذبہ موّدت کے بغیر اجر رسالت ادا نہ ہوگا۔ اجر رسالت دیے بغیر ایمان کامل نہ ہوگا اور اگر ایمان کامل نہیں تو اعمال بے کار کیونکہ پہلے ایمان پھر اعمال

دوسری آیت کریمہ:

حضرات گرامی! لفظ مودۃ کو ایک اور مقام پر واضح فرمایا گیا۔ ارشاد باری ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ (پ۲۸ سورۃ الممتحنہ آیت ۱)

اے ایمان والو! نہ بناؤ میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو اپنے جگری دوست تم جہاد کرنے نکلے ہو میری راہ میں اور میری رضاجوئی کیلئے (تو انہیں دوست مت بناؤ) تم بڑی راز داری سے انہیں محبت کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ میں جانتا ہوں جو تم نے چھپا رکھا ہے اور جو تم نے ظاہر کیا ہے اور جو ایسا کرے تم میں سے تو وہ بھٹک گیا راہ راست سے۔

آیت کریمہ کا مفہوم:

اس آیت کریمہ میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ بنی ہاشم کے خاندان کی ایک باندی سارہ مدینہ طیبہ میں سید عالم ﷺ کے حضور حاضر ہوئی جبکہ حضور فتح مکہ کا سامان فرمارہے تھے۔ حضور علیہ السلام نے اسے فرمایا کہ کیا تو مسلمان ہو کر آئی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا ہجرت کرکے آئی ہے؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا پھر کیوں آئی

ہو؟ اس نے کہا محتاجی سے تنگ ہو کر۔ بنی عبدالمطلب نے اس کی امداد کی کپڑے پہنائے سامان دیا۔

حاطب بن ابی بلتعہؓ اسے ملے اس کو دس دینار دے کر ایک چادر دی اور ایک خط اہل مکہ کے پاس اس کی معرفت بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ

''سید عالم ﷺ تم پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں تم سے اپنے بچاؤ کی جو تدبیر ہو سکے تم کرلو''

سارہ یہ خط لے کر روانہ ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کو اس کی خبر دی۔ حضور علیہ السلام نے چند اصحاب کو جن میں علی المرتضیٰؓ بھی تھے گھوڑوں پر روانہ کیا اور فرمایا۔

''مقام روضہ خاخ پر تمہیں ایک مسافرہ عورت ملے گی۔ اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے جو اہل مکہ کے نام لکھا گیا ہے۔ وہ خط اس سے لے لو اور اس کو چھوڑ دو۔ اگر وہ انکار کرے تو اس کی گردن مار دو''

یہ حضرات روانہ ہوئے اور عورت کو ٹھیک اسی مقام پر پایا جہاں حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا تھا۔ اس سے خط مانگا وہ انکار کرگئی اور قسم کھا گئی۔

صحابہ نے واپسی کا قصد کیا۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے بقسم کہا کہ

''سید عالم ﷺ کی خبر خلاف واقعہ ہو ہی نہیں سکتی''

اور تلوار کھینچ کر عورت سے فرمایا۔

''خط نکال یا گردن رکھ''

جب اس نے دیکھا کہ حضرت بالکل آمادہ قتل ہیں تو اپنے جوڑے میں سے خط نکالا۔

حضور سید عالم ﷺ نے حضرت حاطبؓ کو بلا کر فرمایا۔ اے حاطب اس کا کیا باعث؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں جب سے ایمان لے آیا کبھی میں

نے کفر نہیں کیا اور جب سے حضور کی نیاز مندی میسر آئی۔ کبھی حضور کی خیانت نہیں کی
اور جب سے اہل مکہ کو چھوڑا کبھی ان سے محبت نہ آئی لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں قریش
میں رہتا تھا اور ان کی قوم سے نہ تھا۔ میرے ساتھ اور جو مہاجرین ہیں ان کے مکہ
مکرمہ میں رشتہ دار ہیں۔ جو ان کے گھر بار کی نگرانی کرتے ہیں۔ مجھے اپنے گھر
والوں کا اندیشہ تھا اس لئے میں نے یہ چاہا کہ اہل مکہ پر یہ احسان رکھ دوں تا کہ وہ
میرے گھر والوں کو نہ ستائیں اور میں یہ یقین سے جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اہل مکہ پر
عذاب نازل فرمانے والا ہے۔ میرا یہ خط انہیں بچا نہ سکے گا۔

حضور ﷺ نے ان کا یہ عذر قبول فرمایا اور ان کی تصدیق کی۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اتار دوں''

حضور علیہ السلام نے فرمایا اے عمرؓ

''اللہ تعالیٰ خبردار ہے جب ہی اس نے اہل بدر کے حق میں فرمایا جو چاہو کرو
میں نے تمہیں بخش دیا''

یہ سن کر حضرت عمرؓ کے آنسو جاری ہو گئے اور یہ آیت نازل ہوئیں۔

(خزائن العرفان) (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۱۹۱-۱۹۲) (بخاری شریف جلد ثانی ص ۱۰۲۶)

اگر قربیٰ سے موّدت نہ ہو تو:

گرامی حضرات! غور کیجئے۔ اس آیت کریمہ میں یہ مفہوم کس قدر واضح ہے کہ
اپنے اہل وعیال کی موّدت کو جب تک نبی کریم ﷺ کی محبت پر قربان نہ کیا جائے
انسان گمراہی کے اٹاٹوپ اندھیروں سے نکل نہیں سکتا۔

خواہ وہ غازی ہو

خواہ وہ روزے دار ہو

خواہ وہ حاجی ہو

خواہ وہ زکوٰتی ہو

خواہ وہ کلمہ ہی کیوں نہ پڑھتا ہو

کیونکہ اس نے اپنی قرابت کو حضور علیہ السلام کی محبت میں قربان نہیں کیا۔

آیت کریمہ کا آخری جز

فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ

تو وہ راہ راست سے بھٹک گیا

اس پر شاہد عادل ہے تو جس رسول عربی کی محبت اپنے اہل وعیال اور قرابت
سے مقدم ہے وہی رسول تو فرما رہے ہیں کہ

اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (پ سورۃ الشوریٰ آیت ۲۳)

مگر قربیوں کی مودت۔

تو ثابت ہوا کہ

نمازی اگر قربیٰ سے موّدت نہ رکھے تو — گمراہ کا گمراہ

روزے دار اگر قربیٰ سے موّدت نہ رکھے تو — گمراہ کا گمراہ

زکوٰۃ دینے والا اگر قربیٰ سے موّدت نہ رکھے تو — گمراہ کا گمراہ

حج کرنیوالا اگر قربیٰ سے موّدت نہ رکھے تو — گمراہ کا گمراہ

قربانی کرنے والا اگر قربیٰ سے موّدت نہ رکھے تو — گمراہ کا گمراہ

کیونکہ نبی مکرم ﷺ ہی کا ارشاد پاک ہے۔

''یاد رکھو تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک مجھ سے محبت نہ کرو
اور تم اس وقت تک میری محبت میں پورے نہیں اتر سکتے جب تک میری
اہل بیت سے محبت نہ کرو۔ جس طرح تم مجھے اپنی اولاد اپنے اہل وعیال
سے زیادہ عزیز رکھتے ہو اسی طرح تم میرے اہل بیت کو اپنے اہل وعیال
سے عزیز رکھو۔'' (شرف النبی ص ۲۳۹)

حضرات گرامی! اس دوسری آیت کریمہ اور اس حدیث پاک سے واضح ہوا کہ مودّت کاملہ یہ ہے کہ اپنے اہل وعیال سے زیادہ قربیٰ سے محبت رکھو۔

سیّدنا صدیق اکبرؓ کا ارشاد:

خلیفۂ اوّل یارِ غارِ مصطفیٰ اوسل سیّدنا صدیق اکبرؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَرَابَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَصِلَ قَرَابَتِیْ

(الصواعق المحرقہ ص۱۵)

''مجھے اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے
کہ مجھے رسول کریم ﷺ کی قرابت اپنی قرابت سے صلہ رحمی کی نسبت
زیادہ محبوب ہے'' (برق سوزاں ص۴۷)

جے توں دشمن آل رسول دا ایں:

معزز سامعین! اب آپ غور فرمائیں بیان کردہ آیت واحادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مودّت اس حد تک پاکیزہ جذبات کا نام ہے کہ مودّت کرنیوالا اگر اپنے محبوب کے خفیہ راز کو فاش کردے یا اپنے محبوب کی محبت اور اس کی قرابت کی مودّت کو اپنی قرابت کی مودّت سے عزیز نہ رکھے۔ تو وہ صف مودّت سے نکل جاتا ہے اور یہ دعویٰ مودّت زبانی دعویٰ ہی ہو کر رہ جاتا ہے۔

جہدا پنجتن نال پیار نئیں اوہدے کلمے تے اعتبار نئیں
لکھ نفل نمازاں پڑھ بھانویں لکھ لے سجدے کر بھانویں
جے توں دشمن آل رسول دا ایں تیرا بیڑا ہوناں پار نئیں

اگر یہ صحابی بدری نہ ہوتے:

گرامی حضرات! نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ان الفاظ پر غور کیجئے کہ ''اے

عمر! اللہ تعالیٰ خبردار ہے جب ہی اس نے اہل بدر کے حق میں فرمایا جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا''

اگر حضرت حاطب بن بلتعہؓ بدری صحابی نہ ہوتے تو شمشیر فاروق ان کی گردن اڑا دیتی؟ تو پھر غور کیجئے کہ پھر ماوشما۔ یہ ملاں ملوانے۔ یہ بزعم خویش سپاہ صحابہ ہونے کے دعویدار کس کھیت کی مولی ہیں؟ یہ لوگ جو باہر سے کچھ اور اندر سے کچھ۔ اہل بیت کا نام بھی لیتے ہیں اور پھر اپنی تقریروں۔ تحریروں میں اہل بیت کرام کی گستاخیوں کے مرتکب ہو کر ان سے عدم مودّت کا ثبوت بھی فراہم کرتے ہیں۔ جو اہل بیت کرام سے محبت رکھے اس پر شیعہ ہونے کا فتویٰ بھی لگاتے ہیں۔ اس فقیر خادم اہل بیت پر محض اس وجہ سے یہ فتویٰ لگایا گیا ہے کہ فقیر قرآن وحدیث سے مودّت اہل بیت کو اجاگر کرتا ہے۔ ان ملاؤں کی عجیب منطق ہے کہ

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

علامہ اقبال مرحوم نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرمایا کہ

زمین بر صوفی و ملاں سلامے
کہ پیغام خدا گفتند مارا
ولے تاویلشاں درحیرت انداخت
خدا و جبرائیل و مصطفیٰ دا

قول امام شافعیؒ:

حضرت امام شافعیؒ نے کیا خوب فرمایا کہ

اِنْ کَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ
فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اِنِّیْ رَافِضٌ

اگر جب اہل بیت کا نام رافضیت ہے تو جن وانسان گواہ ہو جائیں کہ شافعی رافضی ہے۔

تیسری آیت کریمہ:

حضرات محترم! اور مقام پر اللہ کریم نے ارشاد فرمایا

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝

(پ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۲۵)

اور کہا (ابراہیم علیہ السلام) کہ تم نے بنا لیا ہے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو باہمی محبت (و پیار) کا ذریعہ اس دنیوی زندگی میں پھر قیامت کے دن تم انکار کرو گے۔ ایک دوسرے کا اور پھٹکار بھیجو گے۔ ایک دوسرے پر اور تمہارا ٹھکانہ آتش (جہنم) ہوگا اور نہیں ہوگا تمہارا کوئی مددگار۔

آیت کریمہ کا مفہوم:

اس آیت کریمہ میں "مودت" ان جذبات کو کہا گیا ہے جو کفار و مشرکین اپنے بتوں کیلئے رکھتے تھے اور ابراہیم علیہ السلام ان کو ان جذبات مؤدّت سے منع فرما رہے تھے کیوں؟ اس لئے کہ یہ بت اس مؤدّت کے اہل نہ تھے کیونکہ وہ من دون اللہ تھے اور ان کی پوجا کی جاتی تھی اور وہ بروز محشر مددگار نہ بن سکتے تھے۔

مگر اہل بیت سے مودۃ کا حکم دیا جا رہا ہے کیوں؟

اسی لئے کہ وہ نہ تو من دون اللہ ہیں۔ نہ ہی معبود بلکہ وہ مودۃ کا صحیح محل بھی ہیں۔ اور بروز محشر مددگار بھی ہوں گے۔

بتوں سے مؤدّت نہ رکھو کیونکہ — یہ تم نے خود گھڑ لئے ہیں
اہل بیت سے مودۃ رکھو کیونکہ — انہیں ہم نے مؤدّت کا اہل بنایا ہے
بت من دون اللہ ہیں — اہل بیت اہل اللہ ہیں
بت مددگار نہیں — اہل بیت تمہاری شفاعت کریں گے

بت میدان محشر میں رسوا ہوں گے — اہل بیت میدان محشر میں شفعاء ہوں گے

مشرک بتوں کو معبود سمجھ کر ان سے مؤدّت رکھتے تھے۔

تم اہل بیت کو محبوب سمجھ کر ان سے مؤدّت رکھو۔

یہی تقاضائے مؤدّت ہے۔ یہی مقام احتیاط ہے۔ یہی سمجھانا مقصود ہے کہ مؤدّت کرنا۔ ان کو معبود نہ سمجھنا۔ محبوب سمجھنا۔

اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (پ سورۃ الشوریٰ آیت ۲۳)

اجر تبلیغ رسالت:

گرامی قدر حضرات سامعین! ان آیات کے علاوہ متعدد مقامات پر لفظ مؤدّت کو بیان کیا گیا مگر بخوف طوالت اسی تفصیل کو لے کر معاملہ آگے بڑھاتے ہیں۔ ان آیات سے مؤدّت کا یہ مفہوم سامنے آیا ہے کہ

مودۃ وہ لازوال جذبہ ہے جو دائمی ہے

مودۃ جہاں ہوگی وہاں ہر رشتہ قربان ہوگا

مودۃ اتصال محبوب کا نام ہے

مودۃ اس احساس جذبۂ محبوب کا نام ہے جس سے ایمان روشن رہتا ہے۔

تو فرمایا اے لوگو!! میں تم سے اجر تبلیغ یہ چاہتا ہوں کہ قربیٰ سے مؤدّت رکھنا۔

ایسی مؤدّت کہ تم اگر

اس دار فانی میں ہو تو — یہ مؤدّت تمہارے ساتھ ہو
تم اگر قبر میں ہو تو — یہ مؤدّت تمہارے ساتھ ہو
تم اگر حشر میں ہو تو — یہ مودۃ تمہارے ساتھ ہو
تم اگر میزان پر ہو تو — یہ مؤدّت تمہارے ساتھ ہو
تم اگر پل صراط پر ہو تو — یہ مؤدّت تمہارے ساتھ ہو
تم اگر دنیا کو چھوڑ رہے ہو تو — یہ مؤدّت تمہارے ساتھ ہو

تم اگر حساب و کتاب کی منزل میں ہو تو یہ مؤدّت تمہارے ساتھ ہو
کیونکہ یہ جذبہ لازوال ہے۔ ہر مقام پر ساتھ ہوگا۔ یہ ایسی نسبت ہے جو کبھی جدا نہ ہوگی۔ یہ ایسا نور ہے جس سے ایمان کی شمع جگمگاتی رہے گی۔ یہ ایسا رشتہ ہے جو ہر رشتہ سے اہم ہے۔

سات مقامات:

گرامی حضرات سات مقام ایسے ہیں کہ جن کا تصور انسان کو لرزا دے اور جن کا نام سن کر بندہ خوفزدہ ہو جائے

۱-انسان کی وفات
۲-قبر کا عذاب
۳-حشر کا میدان
۴-اعمال کا حساب
۵-اپنی کتاب کا ملنا
۶-پل صراط عبور کرنا
۷-میزان پر حاضری

مگر اہل بیت کی محبت و مودۃ ایسا نسخہ کیمیا ہے کہ انہیں سات مقامامت پر ہمارے کام آئے گا۔ یہ میں نہیں کہہ رہا۔ تمام نبیوں کے سردار۔ تمام رسولوں کے سالار۔ اخی حیدر کرار۔ امام مرسلاں شفیع عاصیاں سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جسے حضرت سیّدنا عبداللہ ابن مسعودؓ نے روایت فرمایا۔ سنیے۔

ارشاد سید عالم علیہ السلام:

سرکار فرماتے ہیں کہ

حُبُّ اَهْلِ بَيْتِىْ نَافِعٌ فِىْ سَبْعِ مَوَاطِنَ اَهْوَالُهُمْ عَظِيْمَةٌ . عِنْدَ

الْوَفَاتِ وَعِنْدَ الْقَبْرِ وَعِنْدَ النُّشُوْءِ وَعِنْدَ الْكِتَابِ وَعِنْدَالْحِسَابِ وَعِنْدَ الْمِيْزَانِ عِنْدَ الصِّرَاطِ اَخْرَجَهُ الدَّيْلِمِىْ

(ارجح المطالب مطبوعہ حق برادرز لاہور ص ۳۱۵)

میرے اہل بیت کی محبت سات مقامات پر نفع دے گی جن کا کھٹکا عظیم ہے۔ وفات کے وقت قبر کے اندر۔ نشر کے وقت۔ کتاب کے وقت۔ حساب کے وقت۔ میزان کے پاس۔ پل صراط پر۔

حضرت حسن رضا علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں کہ

خدا کی قسم مجھ کو حشر کا کھٹکا نہیں رہتا
مجھے جب یاد آتا ہے کہ میرا کون والی ہے

وفات کے وقت:

فرمایا کہ ''عِنْدَ الْوَفَاتِ'' میری اہل بیت کی محبت وفات کے وقت نفع دے گی۔ یہ کتنا کٹھن وقت ہے۔ یہ تصور کرتے ہی کپکپی طاری ہوتی ہے۔ سکرات موت سے اللہ کی پناہ اور ایسا وقت کہ جسے کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی۔

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا (پ۲۸ سورۃ المنافقون آخری آیت)

اور اللہ موخر نہیں فرماتا جب کسی نفس کی موت آ جائے تو

اور فرمایا۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (پ۹ سورۃ الاعراف آیت ۳۴)

ہر امت کیلئے اجل ہے پھر جب ان کی اجل آ جائے تو وہ ایک ساعت آگے پیچھے نہیں ہوتی۔ اس موت کے بغیر کسی کو چارہ نہیں ہر ایک کو آئے گی۔ فرمایا

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۸۵)

موت سے کوئی فرار نہیں ہوسکتا۔ ارشاد باری ہے کہ

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ (پ۲۸ سورۃ الجمعہ آیت ۸)

فرما دیجئے (اے محبوب) وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو ضرور تمہیں ملے گی۔

اَیْنَمَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ

(پ۵ سورۃ النساء آیت ۷۸)

جہاں کہیں تم ہو گے آئے گی تمہیں موت۔ اگرچہ (پناہ گزیں) ہو تم مضبوط قلعوں میں۔

موت ہے وہ آنے والی آئے گی
جان ہے یہ جانیوالی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی
خاک تجھ پر اک روز ڈالی جائے گی

اور

فرشتہ روز کرتا ہے مناری چار کوٹوں پر
محلاں اچیاں والے تیرا گوریں ٹھکانہ ہے
تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر
یہ خاک ہوجائے گا ان دن اسے کرموں نے کھانا ہے
دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے

اس موت کے سامنے ہر ایک بے بس ہے۔ خواہ کوئی مولوی ملاں ہو یا میرے جیسا کوئی حقیر۔ عجیب بات ہے بندہ مر رہا ہے۔ اور

وہ ماں جو ایک کانٹا چبھ جائے تو برداشت نہ کرسکتی تھی آج بے بس ہے۔

وہ باپ جو ایک ادنیٰ سی تکلیف گوارہ نہ کرسکتا تھا اب کچھ نہیں کرسکتا۔

وہ بہن بھائی جو صدقے واری جاتے تھے ارد گرد کھڑے رو رہے ہیں۔

وہ رفیقہ حیات جو ایک لمحہ آنکھوں سے اوجھل نہ کرتی تھی ہمیشہ کیلئے چھوٹ رہی ہے جس کے اور بندہ کے درمیان اللہ تعالیٰ نے مودۃ کا رشتہ قائم کیا تھا۔ وہ بھی حق مودّت ادا کرنے میں بے بس ہے۔

سب بے بس ہیں۔ سب مجبور ہیں۔ کوئی نہیں روک سکتا۔ کوئی سکرات موت کو دور نہیں کرسکتا۔ ایسے وقت میں یہی مودّت اہل بیت تجھے نفع دے گی۔ فرمایا ''عِنْدَ الْوَفَاتِ'' وفات کے وقت میری اہل بیت کی محبت نافع ہوگی کیا نفع ہوگا۔ فرمایا۔

اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ عَلَی الْاِیْمَانِ

(الشرف المؤبد عربی ص۱۰۴)

سنو! جو شخص آل محمد کی محبت میں مر گیا وہ ایمان پر مرا۔

اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ

(الشرف المؤبد عربی ص۱۰۴)

سنو! جو شخص آل محمد کی محبت میں مر گیا وہ بخشا ہوا مرا۔

اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ تَائِبًا

(الشرف المؤبد عربی ص۱۰۴)

سنو! جو شخص آل محمد کی محبت میں مر گیا وہ تائب ہو کر مرا۔

اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ شَهِیْدًا (الشرف المؤبد عربی ص۱۰۵)

سنو! جو آل محمد کی محبت میں مر گیا وہ شہید ہوا۔

گویا کہ میرے آقا علیہ السلام نے مہر لگا دی کہ مودّت اہل بیت پر رہنے والے تجھے مرنے ہی نہ دیا جائے گا کیونکہ تو شہید ہے اور شہید زندہ ہوا کرتے ہیں۔

بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

اہل بیت دا ہر حبدار زندہ:

مؤدّت آل رسول وہ آب حیات ہے کہ انسان پی لے تو پھر مر نہیں سکتا اس لئے ہم کہتے ہیں کہ

مر گئے اوہناں دے جہڑے کہن مر گئے ساڈا اے ہر اک تاجدار زندہ
ساہڈے نبی زندہ مولا علی زندہ ساڈا اے ہر اک مزار زندہ
غوث جلی زندہ مہر علی زندہ اہل بیت دا ہر حب دار زندہ
اک اک اٹ جامعہ رضویہ دی آکھے ہے محدث اعظم سرکار زندہ

ہر ولی محبّ اہل بیت ہے اور عاشق آل رسول ہے لہٰذا وہ شہید ہے اور شہید زندہ ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
اور کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جان دیگر است

ایمان پر موت:

گرامی حضرات! کوئی مولوی۔ کوئی مفتی۔ کوئی ادیب۔ کوئی خطیب۔ کوئی مفسر۔ کوئی محدث۔ کوئی شیخ الحدیث۔ کوئی شیخ القرآن۔ کوئی بڑا یا کوئی چھوٹا دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس کی موت ایمان پر واقع ہوگی۔ مگر پروانہ آل رسول یہ دعویٰ کرسکتا ہے اس لئے کہ زبان نبوت سے یہ اعلان ہو چکا ہے۔

أَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰى حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ مُسْتَكْمِلَ الْإِيْمَانِ
(الشرف المؤبد ص ۱۰۴)

سنو! جو شخص محبت آل محمد پر فوت ہوا وہ مستکمل الایمان مومن فوت ہوا۔

ایسے ہی تو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے نہیں فرما دیا کہ اے مولا میں تیری بارگاہ

سے نبی فاطمہ کے حق کے ساتھ ایک تحفہ مانگتا ہوں

الٰہی بحق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آل رسول

ہر محبّ اہل بیت سنی ہے:

فرمایا نبی کریم علیہ السلام نے

أَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰى حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ
(الشرف المؤبد لآل محمد عربی ۱۰۵)

سنو! جو شخص آل محمد کی محبت میں فوت ہوا وہ سنت و جماعت سے فوت ہوا۔

اس حدیث پاک نے واضح کردیا ہر محبّ اہل بیت سنی ہے۔ نبی کریم ہر محبّ اہل بیت کو سنی فرما رہے ہیں اور یہ مولوی ملوانے اسے شیعہ کہتے ہیں۔

خرد کو جنوں کہہ دیا جنوں کو خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کے

جنت کی بشارت:

شب اسریٰ کے دولہا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

أَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰى حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ مُنْكَرٌ وَّ نَكِيْرٌ

سنو! جو شخص آل محمد کی موت میں فوت ہوا اسے ملک الموت جنت کی بشارت دیتا ہے پھر منکیر نکیر (جنت کی بشارت دیتے ہیں)

محبِّ اہل بیت جنت میں کیسے جائے گا:

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ارشاد پاک ہے کہ

أَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ يُزَفُّ اِلَی الْجَنَّةِ كَمَا تُزَفُّ الْعُرُوْسُ اِلٰی بَيْتِ زَوْجِهَا

سنو! جو شخص آل محمد کی محبت میں مرگیا وہ جنت میں اس طرح جائے گا جس طرح نو بیاہی دلہن اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے۔

محبِّ اہل بیت کیلئے دو بہشتی دروازے:

نبیوں کے سلطان علیہ السلام کا فرمان عالیشان ہے کہ

أَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ فُتِحَ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ بَابَانِ اِلَی الْجَنَّةِ

سنو! جو شخص آل محمد کی محبت میں مرگیا اس کی قبر میں جنت کے دو دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

(الشرف المؤبد آل محمد از حضرت امام نبہانی علیہ الرحمۃ عربی ص۱۰۴)

ان ارشادات عالیہ سے پتہ چلا:

گرامی حضرات! ان احادیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ

محبّ اہل بیت کی موت — ایمان پر واقع ہوگی
محبّ اہل بیت کی موت — اسے گناہوں سے پاک کردے گی
محبّ اہل بیت کی موت — توبہ پر واقع ہوگی
محبّ اہل بیت کی موت — شہادت پر واقع ہوگی
محبّ اہل بیت کی موت — تکمیل ایمان پر واقع ہوگی
محبّ اہل بیت کی موت — اہلسنّت وجماعت پر واقع ہوگی

محبّ اہل بیت کی موت — جنت کی بشارت پر واقع ہوگی
محبّ اہل بیت کی موت — اسے جنت کی دلہن بنادے گی
محبّ اہل بیت کی موت — اس کیلئے جنت سے دروازے کھول دے گی

اس لئے فرمایا کہ

اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

مگر قربیٰ کی مودۃ

کیونکہ یہ سب بشارتیں

کسی امیر کیلئے نہیں — اہل بیت کے فقیر کیلئے ہیں
کسی مبغض اہل بیت کے لئے نہیں — ہر محبّ اہل بیت کیلئے ہیں

یہ سب بشارتیں محبِّ اہل بیت کیلئے ہیں:

گرامی حضرات! ایک ادنیٰ سا گدائے آل رسول۔ دروازہ اہل بیت کا جاروب کش۔ آستانہ عالیہ سیدۃ النساء کا سگ۔ بارگاہ حسنین کریمین کا خوشہ چین اور درگاہ مولائے کائنات کا ادنیٰ سا غلام دعویٰ کیساتھ کہہ سکتا ہے کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہوگا کیونکہ یہ فرمان عالیشان اس زبان حق ترجمان سے جاری ہوا ہے۔ جس پر خود خدا بولتا ہے اور مبغض اہل بیت کے متعلق بھی اسی لسان مبارکہ نبویہ سے ارشادات طیبات وارد ہوئے۔ ملاحظہ ہوں۔

جو بغض اہل بیت میں مرگیا:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ

أَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ كَافِرًا

(الشرف المؤبد لال محمد عربی ص۱۰۵)

سنو! جو شخص آل محمد کے بغض میں مرا وہ کافر مرگیا۔

مبغض اہل بیت بروز قیامت:

اور سرکار دوعالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

أَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰى بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّدٍ جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَكْتُوْبًا بَيْنَ عَيْنَيْهِ اٰيِسٌ مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ (الشرف المؤبد لآل محمد عربی ۱۰۵)

خبردار! جو شخص بغض آل محمد پر مرگیا قیامت کے دن وہ اس طرح آئے گا کہ اس کی پیشانی پر اللہ کی رحمت سے مایوس شدہ تحریر ہوگا۔

جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا:

میرے آقا مولا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا

أَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰى بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّدٍ لَمْ يَشُمَّ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ

(الشرف المؤبد ۱۰۵)

خبردار! جو شخص بغض آل محمد پر مر گیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔

وہ دوزخی ہے:

فرمایا نبی کریم علیہ السلام نے

''اگر ایک انسان ساری عمر اپنے دونوں پاؤں پر کھڑا ہو کر نماز ادا کرے اور روزہ رکھے۔ اللہ تک رسائی بھی حاصل کرے مگر دل میں خاندانی نبوت سے کینہ رکھے دوزخ سے نہیں بچ سکے گا۔ (شرف النبی ص ۲۴۷)

ایک ہزار برس عبادت کرنیوالا مبغض:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

''اگر انسان ایک ہزار سال تک رکن ابراہیم کے درمیان عبادت کرتا رہے مگر اس کا دل حب اہل بیت سے خالی ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں ڈالے گا۔ (شرف النبی ص ۲۴۸)

شاعر نے کیا خوب کہا کہ

زاہد تیری عبادت کو میرا سلام ہے
بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے

رکن یمانی اور مقام ابراہیم پر عبادت کرنیوالا:

حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا۔

فَلَوْ اَنَّ رَجُلاً صَعَدَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلّٰى وَصَامَ ثُمَّ مَاتَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِّاَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ النَّارَ

(الشرف المؤبد لآل محمد عربی ص ۱۳۰ للنبھانی علیہ الرحمۃ)

اگر کوئی شخص کعبۃ اللہ میں رکن یمانی اور مقام ابراہیم پر آ کر نماز ادا کرے اور روزے رکھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اہل بیت محمد علیہ السلام سے بغض رکھتا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے
بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے

آگ کے کوڑے:

حضرت مولائے کائنات شیر خدا تاجدار ھل اتیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ایک مقام پر فرمایا کہ ''ہمارے بغض سے بچو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

لَا يَبْغُضُنَا وَلَا يَحْسُدُنَا اَحَدٌ اِلَّا زِيْدَ عَنِ الْحَوْضِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِسِيَاطٍ مِّنْ نَّارٍ (الشرف المؤبد لآل محمد عربی ص ۱۳۲)

''ہم سے بغض اور حسد رکھنے والا ایک شخص بھی ایسا نہیں ہوگا جسے قیامت کے دن آگ کے کوڑے برسا کر حوض کوثر سے پیچھے نہ ہٹایا جائے گا''۔

لکھ نفل نمازاں پڑھ بھانویں لکھ لے سجدے کر بھانویں
جے توں دشمن آل رسول دا ایں تیرا بیڑا ہونا پار نئیں

مبغض اہل بیت منافق ہے:

امام احمد بن حنبلؒ نے مرفوعاً حدیث بیان فرمائی کہ جسے طبرانی نے بھی نقل کیا۔

مَنْ اَبْغَضَ اَهْلَ الْبَیْتِ فَهُوَ مُنَافِقٌ (الشرف المؤبد ص۱۳۲)

اہل بیت سے بغض رکھنے والا شخص منافق ہے۔

لَا یُبْغِضُنَا اَهْلَ الْبَیْتِ اِلَّا اَدْخَلَهُ النَّارَ (الشرف المؤبد ص۱۳۱)

جو شخص ہم اہل بیت سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے آگ میں داخل کرے گا۔

مبغض اہل بیت کا حشر یہود کے ساتھ:

فرمایا

مَنْ اَبْغَضَنَا اَهْلَ الْبَیْتِ حَشَرَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَهُوْدِیًّا

(الشرف المؤبد ص۱۳۱)

جو شخص ہم اہل بیت سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن یہودی اٹھائے گا۔

مبغض اہل بیت کی تین صورتیں:

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا

جس نے میری عترت اور انصار کا حق نہیں پہچانا وہ تین صورتوں سے خالی نہیں۔

۱- یا تو وہ منافق ہے۔

۲- یا وہ حرام زادہ ہے۔

۳- یا ایام حیض میں قرار پانیوالے حمل سے پیدا ہوا ہے۔

(الشرف المؤبد لآل محمد از امام نبہانی عربی ص۱۳۱)

ان احادیث مبارکہ سے ظاہر ہوا:

گرامی قدر سامعین! ان تمام ارشادات نبویہ سے معلوم ہوا کہ

جو شخص بغض اہل بیت میں مرا — وہ کافر مرا

مبغض اہل بیت قیامت کے دن اللہ کی رحمت سے — مایوس ہوگا

مبغض اہل بیت جنت کی خوشبو بھی — نہ سونگھ سکے گا

مبغض اہل بیت عابد و زاہد ہو کر بھی — جہنمی ہے

مبغض اہل بیت پر آگ کے کوڑے — برسائے جائیں گے

مبغض اہل بیت منافق ہے اور اس کا حشر یہودیوں کے ساتھ ہوگا۔

مبغض اہل بیت ایام حیض کی پیداوار ہے اور نطفہ حرام ہے۔

یہ سب وعیدیں مبغض اہل بیت کے لئے ہیں:

یہ سب وعیدیں مبغض اہل بیت کیلئے ہیں:

وہ نمازی ہو کر بھی — جہنمی

وہ حاجی ہو کر بھی — جہنمی

وہ روزے دار ہو کر بھی — جہنمی

وہ عابد ہو کر بھی — جہنمی

وہ زاہد ہو کر بھی — جہنمی

وہ عالم ہو کر بھی — جہنمی

وہ فاضل ہو کر بھی — جہنمی

وہ خطیب ہو کر بھی — جہنمی

وہ ادیب ہو کر بھی — جہنمی

جے توں دشمن آل رسول دا ایں تیرا بیڑا ہونا پار نئیں

جھدا پنجتن نال پیار نئیں اوہدے کلمے تے اعتبار نئیں

ہم نے خود مشاہدہ کیا ہے:

سامعین کرام! عرض کر رہا تھا کہ نبی کریم نے فرمایا کہ وفات کے وقت اہل بیت کی محبت نفع دے گی۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور مشاہدہ کیا ہے کہ

محب اہل بیت دنیا سے گیا	تو چہرہ چمک رہا تھا
مبغض اہل بیت دنیا سے گیا	تو اس پر پھٹکار برس رہی تھی

مبغض اہل بیت:

مبغض اہل بیت مرا۔ نہ وطن نصیب ہوا۔ نہ کلمہ نصیب ہوا اور نہ ہی چہرا دکھانا نصیب ہوا اور لوگ کہتے تھے۔

؎ یہ ہے میت کسی بے ادب کی
منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے

میت سے بدبو آتی رہی۔ ہزاروں روپے کا اس میت پر عطر چھڑکا یا وہ پھر بھی بدبودار اور میت بے دکھائے دفن کردی گئی۔ لندن سے ہوائی جہاز پر آئی اور دفن۔

محب اہل بیت:

جب محب اہل بیت اس دار فانی سے کوچ کر گیا تو ہزاروں کے اجتماع نے دیکھا۔

اس کی میت پر انوار کی بارش	ہو رہی تھی
اس کا چہرہ گلاب کی طرح	مسکرا رہا تھا
سخت گرمی کے موسم میں اس پر سرد ہوائیں	نثار ہو رہی تھیں
لوگ اس کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے	بے تاب تھے

اور آوازیں آ رہی تھیں۔

؎ یہ غلام رسول مبین ہے
منہ چھپانے کے قابل نہیں ہے

یہ جس شخصیت کا جنازہ تھا وہ بھی	غلام رسول (سمندری والے علیہ الرحمۃ)
جس نے یہ جنازہ پڑھایا تھا وہ بھی	غلام رسول (شیخ الحدیث رضوی علیہ الرحمۃ)
جنازہ پر سرکار کی نعتیں پڑھنے والا بھی	غلام رسول (قاری صاحب ایم۔اے)
اور تمام نماز جنازہ ادا کرنیوالے بھی	غلامان رسول (عوام اہلسنّت)

گویا اس غلام رسول (حضرت امام خطابت علیہ الرحمۃ) کے اس شعر کا مصداق آج سامنے آیا کہ

؎ غلامان رسالت کی غلامی مل گئی مجھ کو
غلامان رسالت کار ہے مجھ پر سدا سایہ

زرعی یونیورسٹی گیٹ نزد والا رڈ پر ہر سال ہزاروں کے اجتماع میں والہانہ ذکر اہل بیت کرنیوالا آج دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے اعلان کر رہا تھا کہ لوگو

آج میرا چہرہ دیکھو اور میرے آقا کے ارشادات یاد رکھو کہ

وہ شخص محبت آل رسول میں مراوہ	مومن ہے
جو شخص محبت آل رسول میں مراوہ	شہید ہے
جو شخص محبت آل رسول میں مراوہ	کامل الایمان ہے
جو شخص محبت آل رسول میراوہ	اہلسنّت و جماعت ہے
جو شخص محبت آل رسول میں مراوہ	جنتی ہے
جو شخص محبت آل رسول میں مراوہ	ملائکہ کی زیارت گاہ ہے

حضرات گرامی! بات بہت آگے نکل گئی۔ عرض کر رہا تھا کہ موت ہر ایک کو آئے گی۔ یہ بڑا مشکل وقت ہے اور نہایت دشوار اور کٹھن مرحلہ مگر عزیزان گرامی اس وقت

ماں تو — بے بس ہوگی

باپ تو — بے بس ہوگا

عزیز۔ رشتہ دار۔ ساتھی۔ دوست سبھی۔ بے بس ہوں گے۔

ایک لمحہ جدائی برداشت نہ کرنیوالی وہ رفیقۂ جس کے اور اس میت کے درمیان اللہ تعالیٰ نے موَدّت کا جذبہ رکھا تھا اور وہ تو بے بس ہوگی۔

جب حضرت ملک الموت علیہ السلام تو اپنا امر سرانجام دے رہے ہوں گے مگر یہ سارے احباب بے بسی کے عالم میں چارپائی کے اردگرد مصروف گریہ وزاری ہوں گے۔ ایسے حالات میں محبت اہل بیت نافع ہوگی۔

تجھے سکرات موت کی تکلیف سے بچانے کیلئے۔ کلمہ طیبہ کی تلقین فرمانے کیلئے اور اپنے دیدار کے مژدہ جانفزا سے موت کی تکالیف سے محفوظ فرمانے کیلئے میرے آقا اور ان کی آل پاک ضرور جلوہ گر ہوں گی کیونکہ تو نے ان سے موَدّت رکھی تھی جو اب بھی تیرے ساتھ ہے اور تیری مونس وغم خوار ہے۔

اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

مگر قربیٰ کیساتھ مودت

قبر کے اندر:

گرامی قدر سامعین! بات طویل ترین ہوگی۔ حدیث پاک آپ کو سنا رہا تھا کہ سات مقامات پر حب اہل بیت نفع دے گی۔ پہلا مقام وفات کے وقت اور دوسرا مقام فرمایا کہ

عِنْدَ الْقَبْرِ۔ قبر میں۔ جبکہ

یہ سب احباب اکیلا۔ تن تنہا ہزاروں من مٹی کے نیچے دفن کر دیں گے۔ اس اندھیری کوٹھڑی اور تاریک گور میں۔ جہاں کوئی کام نہ آئے گا۔ فرمایا میری اہل بیت کی محبت وہاں بھی کام آئے گی۔

حب اہل بیت سے قبر میں درجات کی بلندی:

حافظ الحدیث حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی شہرآفاق کتاب شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور میں نقل فرمایا کہ

''ابن عساکر نے ثور بن یزید شامی سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کمیت بن یزید کو خواب میں دیکھا تو معلوم کیا کیسا حال ہے؟

تو وہ فرمانے لگے کہ اس نے مجھ کو بخش دیا اور میرے لئے ایک کرسی بچھائی گئی اور حکم ہوا کہ میں غزل سرا ہوں۔ چنانچہ میں نے پڑھنا شروع کیا جب میں اس مقام پر پہنچا کہ

''اے لوگوں کے ربّ مجھ پر رحم فرما اور مجھے زندگی کے شراب صافی کے دھوکے سے بچا جیسے کہ دوسرے لوگ اس میں مبتلا ہوئے''

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کمیت نے سچ کہا جس طرح دوسرے لوگ دھوکے میں پڑ گئے۔ کمیت بچارہا اے کمیت میں نے تجھ کو بخش دیا کیونکہ تو نے میری مخلوق کے بہترین لوگوں سے محبت کی جس نے تیرے ان اشعار کو پڑھا جو تو نے آل محمد کی تعریف میں کہے ہیں۔ میں اس کے ہر شعر کے بدلے ایک رتبہ دوں گا جو قیامت تک بلند ہوتا رہے گا۔''

(شرح الصدور اردو مطبوعہ لاہور ص ۲۷۷-۲۷۶)

حضرت حسن رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت

مودۃ اہل بیت سے قبر میں درجات بلند ہوتے ہیں اور تا قیام قیامت ہوتے ہی رہیں گے۔ اس لئے فرمایا کہ

اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

مگر قربیٰ کیساتھ مودت

فرمایا قبر میں میری اہل بیت کی محبت نفع دے گی۔ میں ابھی بچپن میں ہی تھا کہ میں نے افتخارِ ملت شہنشاہ خطابت حضرت صاحبزادہ افتخار الحسنؒ کی زبان ایک تقریر میں ایک حدیث پاک سنی۔ بچپن کی وجہ سے ان کا بیان کردہ حوالہ تو ذہن میں نہ رہا مگر حدیث پاک ذہن میں محفوظ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ

"جب تم میت کو قبر میں رکھو تو اس کا منہ قبلہ کی طرف کر کے کفن کے بند کھول دو۔ پھر کھڑے ہو کر یہ دعا کرو

اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبْ ھٰذِہِ الْمَیِّتَ

اے اللہ بحق محمد و آل محمد (علیہم السلام) اس میت کو عذاب نہ دینا۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرشتو! دیکھو میت ہے تو بہت گنہگار مگر واسطہ کس کا دیا گیا ہے۔ گواہ ہو جاؤ میں اب سے عذاب نہیں دوں گا۔

یزید کو ماننے والے:

گرامی حضرات امام حسینؓ کو معاذ اللہ باغی اور یزید ملعون کو پیدائشی جنتی کہنے والے ملاں ان احادیث پر غور کریں اور سوچیں کہ اس طرح وہ جہنم کا ایندھن تو نہیں بن رہے۔

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ دشمنان اہل بیت

حشر و نشر اور حساب و کتاب کے وقت:

فرمایا کہ موت اور قبر کے بعد

وَعِنْدَ النُّشُوْرِ ۔ وَعِنْدَ الْکِتَابِ ۔ وَعِنْدَ الْحِسَابِ

حشر نشر کے وقت۔ کتاب کے وقت۔ حساب کے وقت
میری آل پاک کی محبت نافع ہو گی۔

جب میدان محشر میں جانے کیلئے قبروں سے اٹھیں گے اور حساب و کتاب ہوگا۔
اسی لئے تو امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

آلُ النَّبِیِّ ذَرِیْعَتِیْ وَھُمْ اِلَیْہِ وَسِیْلَتِیْ
اَرْجُوْبِھَا اُعْطٰی غَدًا بِیَدِالْیَمِیْنِ صَحِیْفَتِیْ

آل نبی میرا بخشش کا ذریعہ ہے اور وہی اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا وسیلہ میں امید کرتا ہوں کہ کل بروز محشر مجھے اسی وسیلہ و ذریعہ کی بدولت دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔

حضور علیہ السلام کی وصیت:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اُسْتَوْصُوْا بِاَھْلِ بَیْتِیْ خَیْرًا فَاِنِّیْ اُخَاصِمُکُمْ عَنْھُمْ غَدًا وَمَنْ اَکُنْ اُخَاصِمُہٗ اَخْصَمَھُمُ اللّٰہُ وَمَنْ اَخْصَمَھُمُ اللّٰہُ اَدْخَلَہُ النَّارَ

(الشرف المؤبد لآل محمد ص ۱۳۰)

مزید فرمایا کہ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق وصیت کرتا ہوں نیکی کی قیامت کے دن میں (اس پر راضی ہوں گا جن سے یہ راضی ہوں گے) اور میری ناراضگی بھی ان کی وجہ سے ہوگی اور جو مجھے ناراض کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرے گا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے آگ میں ڈالے گا۔
اس بات کو تم وصیت کرو۔ (شرف النبی ص ۲۴۰)

تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت

فرمایا۔ میرے حق تم پر ہیں میں کل قیامت کے دن اہل بیت کی دوستی کی وجہ

سے شفاعت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کچھ فرائض رکھے ہیں۔ بعض حالات میں وہ اپنے فرائض میں رعایت فرماتا ہے اور تخفیف کرتا ہے لیکن اہل بیت کی دوستی میں نہ رعایت برتے گا نہ تخفیف کرے گا۔ (شرف النبی ص ۲۴۰ اردو)

ان کے تخفیف نہیں:

گرامی حضرات!

نماز اللہ کا حق ہے اس میں شاید معافی ہو جائے

روزہ اللہ کا حق ہے اس میں شاید معافی ہو جائے

حج، زکوۃ، قربانی سب کچھ حقوق اللہ ہیں۔ ان میں شاید معافی ہو جائے۔

مگر سرکار کے ارشاد کے مطابق۔ آل رسول کے دشمن کو کبھی معافی نہ مل سکے گی اور اس پر کبھی تخفیف نہ ہوگی۔

؎ تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت

اللہ کا سخت عذاب:

فرمایا کہ

اللہ کا عذاب اسی پر سخت ہو گیا جو مجھے دکھ دیتا ہے اور مجھے وہ شخص دکھ دیتا ہے جو میری اولاد کو ستاتا ہے۔

موذی رسول ملعون ہے:

اللہ کریم کا ارشاد ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا (پ سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)

یقیناً جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت اور ان کے لئے عذاب مھین تیار ہے۔

؎ تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت

دشمن اہل بیت پر جنت حرام:

ارشاد نبوی ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے اس شخص کیلئے بہشت حرام کر دی ہے کہ جس نے اہل بیت پر ظلم کیا۔ جس نے ان سے جنگ کی۔ جس نے انہیں گالیاں دی۔ جس نے انہیں لوٹا۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بات نہ کرے گا اور وہ سخت عذاب میں دھکیلے جائیں گے۔

(شرف النبی اردو ص ۲۶۱)

کیا یزید دشمن اہل بیت نہیں؟:

حضرات سامعین! میں یہ سوال آپ سے یہ نہیں ان لوگوں سے بھی کرتا ہوں جو یزید کو جنتی قرار دیتے ہیں کہ کیا

یزید نے اہل بیت پر ظلم نہیں کیا؟

کیا یزید نے اہل بیت سے جنگ نہیں کی؟

کیا یزید کی افواج نے اہل بیت کرام کو نہیں لوٹا؟

کیا اہل بیت پاک کو منبروں پر بیٹھ کر گالیاں نہ دی گئیں۔

یزید کے خیر خواہ مولویو! تم اسے جنتی کہتے ہو اور نبی اسے جہنمی کہتے ہیں اور اس پر جنت کو حرام قرار دے رہے ہیں بتاؤ۔

کیا اہل بیت عظام کو تکلیف دے کر یزید ایذاء رسول کا مرتکب نہ ہوا؟

کیا موذی رسول بنص قرآن ملعون نہیں ہے؟

کیا موذی رسول کے لئے عذاب مھین کی وعید قرآن میں نہیں ہے؟

اگر یہ سب کچھ ہے اور یقیناً ہے تو پھر یزید جنتی کیوں؟

؎ تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہل بیت

تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہل بیت

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

حُرِمَتِ الْجَنَّةُ عَلٰی مَنْ ظَلَمَ اَهْلَ بَیْتِیْ وَاٰذَانِیْ فِیْ عِتْرَتِیْ ۔
(الشرف المؤبد ص۱۳۲)

جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عترت کے بارے میں ایذا پہنچائی۔ اس پر جنت حرام کر دی گئی ہے۔

محبِّ اہل بیت کی شفاعت:

حضرات عرض کر رہا تھا کہ میدان محشر میں اہل بیت کی محبت نافع ہوگی۔ نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا۔

جو شخص مجھ سے اور میرے اہل بیت سے محبت رکھے گا۔ اگر دنیا میں کہیں اس کا پاؤں پھسلے گا تو ہم اس کو سنبھال لیں گے اور قیامت کے دن اس کا سہارا بنیں گے۔ (شرف النبی ص۲۳۹)

حضرت مولائے کائناتؓ راوی ہیں سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ

چار ایسے اشخاص ہیں جن کی شفاعت میرے ذمہ ہے اگر وہ ساری دنیا کے گناہ بھی کر لیں تاہم میں ان کی شفاعت کروں گا۔

۱۔ جو میری اولاد کی امداد کیلئے تلوار لے کر نکل آئے گا۔
۲۔ جوان کی ضروریات پوری کرے گا۔
۳۔ جوان کی حاجات پورا کرنے کیلئے کوشش کرتا رہے گا۔
۴۔ جوان سے دل و جان سے محبت کرے گا۔ (شرف النبی ص۲۶۱)

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت

جہنم سے آزادی کے پروانے:

حضرت امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ابوبکر الخوارزمی نے بیان کیا۔

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

"مجھے میرے ربّ کی طرف سے اپنے بھائی اور چچا کے بیٹے اور میری بیٹی کے متعلق بشارت ملی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علی کو فاطمہ سے بیاہ دیا ہے۔ اور جنت کے خازن رضوان کو حکم دیا ہے تو اس نے درخت طوبیٰ کو ہلایا ہے تو اس نے میری اہل بیت کے محبوں کی تعداد کے مطابق وثیقے اٹھا لئے ہیں اور ان کے نیچے اس نے نوری فرشتے پیدا کئے ہیں اور ہر فرشتہ کو ایک وثیقہ دیا ہے۔

جب قیامت قائم ہو جائے گی تو یہ فرشتے مخلوق میں آواز دیں گے اور ہر محبِّ اہل بیت کی طرف وثیقہ پھینکیں گے جس میں اس کے آگ سے آزادی پانے کا ذکر ہوگا۔ پس میرا بھائی اور میری بیٹی میری امت کے مردوں اور عورتوں کی آگ سے گردن چھڑانے والے بن جائیں گے۔" (الصواعق المحرقہ عربی ص۱۷۳)

معزز سامعین کرام! مودّت اہل بیت کو سینے کی زینت اور محبت اہل بیت کو دل کا سرور بنانے والے سینو۔

تمہارے لئے مبارک باد ہے کہ تمہیں جہنم سے آزادی کا پروانہ ملنے پر سبز گنبد کے مکیں نے مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔

اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی کے مطابق عمل پیرا ہونے والو میدان حشر میں اس مودة کا ثمرہ تمہیں ضرور ملے گا۔ جب تمہیں فرشتہ ندا کر کے جنت کیلئے بلائے گا۔

میزان اور پل صراط پر:

حضرات! اسی طرح فرمایا کہ میری اہل بیت کی محبت پل صراط اور میزان پر نفع دے گی۔

وَعِنْدَ الْمِیْزَانِ ۔ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ

اور میزان پر۔ اور پل صراط پر

فرمان سیّدنا صدیق اکبرؓ:

حضور سیّدنا صدیق اکبرؓ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جسے میں نے خود سنا کہ

لَایَجُوْزُ اَحَدٌ نِ الصِّرَاطَ اِلَّا مَنْ کَتَبَ لَهٗ عَلِیٌّ نِ الْجَوَازَ

(الصواعق المحرقہ ص۱۲۶)

پل صراط سے وہی گزر سکے گا جسے گزرنے کا (مکتوب) پروانہ علی دیں گے۔

یہ پل صراط جو تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے۔

یہ پل صراط جو بال سے زیادہ باریک ہے۔

یہ پل صراط جس کے نیچے دوزخ ہے۔

یہ پل صراط جس سے ہر ایک کو گزرنا ہے۔

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اس سے وہی گزر سکے گا جسے علی گزارے اور دوسرے مقام پر فرمایا۔

اَثْبَتُکُمْ عَلَی الصِّرَاطِ اَشَدُّکُمْ حُبًّا لِّاَهْلِ بَیْتِیْ وَاَصْحَابِیْ

(الصواعق المحرقہ ص۱۲۶)

پل صراط پر ثابت قدم وہی رہے گا جو میرے اہل بیت اور میرے اصحاب سے شدید محبت رکھتا ہو۔

صحابہ کے غلام، آل رسول کے گدا سنی ہیں:

سنیو! تمہیں مبارک ہو ایک تمہارا یہ گروہ ہے کہ جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کا غلام بھی ہے اور آل اطہار کا گداگر بھی۔ تاجدار اہلسنّت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

قربیٰ کا مفہوم:

گرامی سامعین حضرات! موضوع طویل سے طویل ہوتا چلا گیا مگر ختم نہ ہوا اور ابھی بہت کچھ بیان میرے ذہن کے اندر بقایا ہے۔ بہرکیف میں مختصر کرتے ہوئے آیت کو دہراتا ہوں کہ فرمایا۔

میں تم سے اس (تبلیغ دین مبین حق) پر کوئی اجر طلب نہیں فرماتا مگر قربیٰ سے مودّت اب سوال یہ ہے کہ قربیٰ کون ہیں؟

علماء صرف کے نزدیک یہ قربیٰ واحد مونث افعل التفضیل کا صیغہ ہے جس کا مذکر اقرب ہے اور یہ باب قَرُبَ یَقْرُبُ سے بنا ہے جیسے

باب صَغُرَ یَصْغُرُ سے	مذکر اَصْغَرُ	اور مونث	صُغْریٰ
باب کَبُرَ یَکْبُرُ سے	مذکر اَکْبَرُ	اور مونث	کُبْریٰ
ایسے ہی باب قَرُبَ یَقْرُبُ سے	مذکر اَقْرَبُ	اور مونث	قُرْبیٰ

اب اگر قربیٰ کا ترجمہ پوچھنا ہے تو قرآن سے پوچھو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (پ سورۃ ق آیت ۱۶)

ہم اس (انسان) سے اس کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں۔

اقرب جو قربیٰ کا مذکر ہے۔ اس کا معنیٰ قرآن کریم سے ثابت ہوا۔ ''سب سے زیادہ قریب''

تو قربیٰ جو اس اقرب کا مونث ہے اس کا معنیٰ ہوا۔ ''وہ ایک عورت جو سب سے زیادہ قریب''

اب ترجمہ بنا۔ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی

مگر اس کی مودّت جو (مؤنث) سب سے زیادہ قریب ہے۔

سب سے زیادہ قریب کون ہیں؟:

اب نبی کریم علیہ السلام سے پوچھیئے کہ آپ کی سب سے زیادہ قریب (قربیٰ)
کون ہیں تو فرمایا۔اس کی مودّت جو (مونث) سب سے زیادہ قریب ہے۔

فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ (بخاری شریف)

فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔

اور فرمایا اسی لئے میں اس سے تمام اہل خانہ سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ارشاد
فرمایا کہ

اَحَبُّ اَهْلِیْ اِلَیَّ فَاطِمَةُ (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۶۷)

مجھے تمام اہل بیت سے زیادہ محبت فاطمہ سے ہے۔

پتہ چلا۔
نبی کریم ﷺ کے حسب ونسب کے اعتبار سے سب سے زیادہ قریب کون؟
فاطمہ

سرکار کے جسد اطہر کا ٹکڑا کون؟ فاطمہ
سرکار کی محبت کا مرکز کون؟ فاطمہ

سیدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

تو اب ترجمہ یہ بنا کہ
میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا مگر میری فاطمہ کی مودّت

ختم رسل کا اجر رسالت ہے فاطمہ
قرآن ہے رسول تو آیت ہے فاطمہ

ایک اور روایت کے مطابق صحابہ کرام علیہم الرضوان سے جب سوال کیا کہ یہ
کون لوگ ہیں جن کی مودّت ہم پر واجب ہے؟ سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ علی

فاطمہ اور ان کی اولاد ہے۔(الشرف المؤبد ص ۱۰۱)
اور پھر سرکار علیہ السلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا جبکہ حسنین کریمین کی طرف اشارہ
فرمارہے تھے کہ

مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (ترمذی شریف والصواعق المحرقہ ص ۱۸۷)

جس نے مجھ سے اور ان دونوں (حسنین کریمین) سے ان کے والدین
سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ

یَا اَهْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ فَرَضٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهٗ
یَكْفِیْكُمْ مِّنْ عَظِیْمِ الْفَخْرِ اَنَّكُمْ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ

اے نبی کے اہل بیت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تمہاری محبت کو فرض قرار دیا
ہے اور آپ لوگوں کیلئے کیا یہ افتخار کم ہے کہ جو آپ پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی
نہیں ہوتی۔دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح محبین اہل بیت بنائے اور بروز محشران کے
غلاموں میں سے اٹھائے۔آمین۔

''وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ''

حیات النبی ﷺ

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ
صَدَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

درود شریف:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

موضوع کے تعین کی وجہ:

حضرات ذی وقار آج کے اس خطبہ جمعہ میں مسئلہ حیات النبی ﷺ قرآن و حدیث کی روشنی میں عرض کیا جائے گا کیونکہ عید الفطر کی صبح ہماری اس مسجد میں صبح کے درس میں حافظ ناصر صاحب نے یہی حدیث پاک پڑھی تھی کہ جو میں نے آپ حضرات کے سامنے اس وقت تلاوت کی ہے اور اس کی توضیح وتشریح کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا تھا کہ

''آج بھی ہماری نمازوں کی ٹھنڈک نبی کریم علیہ السلام محسوس فرماتے ہیں''

تو ایک پروفیسر صاحب نے اس پر معترض ہو کر کہا تھا کہ

''کیا حضور علیہ السلام نے بعد از وصال ایسے فرمایا ہے''

اس پر لوگ کافی مشتعل ہو گئے اور مجھے بزرگوارم حضرت قبلہ صوفی محمد مشتاق حسین علوی صاحب نے فرمایا کہ آپ خطبہ جمعہ میں اس کی پوری طرح وضاحت کریں۔

اصل بات یہ ہے:

اصل بات یہ ہے کہ پروفیسر صاحب نے حیات النبی کے مسئلہ پر بات نہیں کی بلکہ ان کا سوال یہ تھا کہ حافظ صاحب نے جو بات کی ہے کہ ''بعد از وصال نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے'' کیا یہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا ہے؟ اگر فرمایا ہے تو حدیث دکھائی جائے اور اگر ایسے نہیں فرمایا تو حدیث کی یہ وضاحت تم اپنی طرف سے کر رہے ہو۔ اس وضاحت کو حدیث نہ کہو۔

تو میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک علمی بحث ہے اور بغیر علم کے اس مسئلہ ہی میں کیا۔ کسی مسئلہ میں بحث نہیں کرنا چاہیے۔

تشریح کی چار اقسام:

دیکھئے قرآن وحدیث میں جو کچھ بیان کیا گیا اس کی توضیح چار اقسام سے ہوتی ہے۔

۱- عبارۃ النص۔
۲- دلالت النص۔
۳- اشارۃ النص۔
۴- اقتضاء النص۔

۱- عبارۃ النص بعینہ وہ الفاظ جو قرآن وحدیث میں وارد ہیں۔

۲- دلالت النص جس مفہوم پر یہ الفاظ از خود دلالت کرتے ہوں۔

۳- اشارۃ النص جو ان الفاظ کی تشریح و توضیح میں بیان کیا جائے۔

۴- اقتضاء النص جس مفہوم کیلئے اس عبارت کو چلایا گیا ہو یعنی کہ "مَاسِیْقَ الْکَلَامُ" اب ہر شخص تو ان اقسام کا عالم نہیں تو وہ گفتگو کیونکر کرسکتا ہے؟

تلاوت کردہ حدیث پاک میں یہ الفاظ کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ "قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ" یہ عبارۃ النص ہے اور ان الفاظ نے جس مفہوم پر دلالت کی کہ جس فعل کو سرکار اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک فرما رہے ہیں۔ وہ اہم ترین فعل نماز ہے۔ یہ دلالت النص ہے اور جو کچھ بھی اس کی تشریح و توضیح آیات۔ احادیث۔ اقوال۔ شروحات سے بیان ہوگی وہ سب اشارۃ النص ہے۔ جو کچھ بیان کرنے کیلئے اس کلام کو چلایا یعنی نماز کی ترغیب دینا وہ اقتضاء النص ہے۔

تفسیر بالرائے کرنیوالا جہنمی ہے:

اگر ان اقسام سے ہٹ کر اپنی طرف سے کچھ کہہ دیا اور وہ منشائے فرمان خداوندی یا مقتضائے فرمان نبوی کے خلاف ہو تو البتہ قابل مواخذہ ضرور ہوگا۔ کیونکہ سرکار دو عالم علیہ السلام کا ارشاد پاک ہے کہ

مَنْ کَذَّبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (ابن ماجہ شریف ص۵)

جس نے مجھ پر کذب باندھا جان بوجھ کر وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

اور ارشاد فرمایا کہ

مَنْ فَسَّرَ بِالْقُرْاٰنِ بِرَاْیِہٖ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ

جس نے قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

ان احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ تفسیر القرآن یا تشریح حدیث میں بہت احتیاط کا حکم ہے۔ اگر تفسیر القرآن اپنی مرضی سے یا حدیث پاک کا من گھڑت مطلب بیان کر دیا تو بیان کرنے والا جہنمی ہو جائے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوا؟:

گرامی حضرات اب سوال یہ ہے کہ بیان کردہ حدیث پاک میں جو الفاظ حافظ صاحب نے فرمائے ہیں آیا کہ یہ مفہوم بھی بیان کردہ اقسام سے کسی قسم کے ذیل میں آتا ہے یا نہیں یعنی کہ حافظ صاحب نے جو یہ فرمایا کہ

"سرکار آج بھی نمازوں کی ٹھنڈک محسوس فرماتے ہیں"

اگر یہ ثابت ہو جائے کہ سرکار آج بھی نمازوں کی ٹھنڈک محسوس فرماتے ہیں۔ وہ اشارۃ النص۔ دلالت النص یا اقتضاء النص سے ثابت ہو تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ سرکار علیہ السلام آج بھی زندہ ہیں کیونکہ محسوس کرنا علامت حیات ہے تو یہ مسئلہ اس حدیث پاک کے الفاظ سے تو عیاں نہیں کیونکہ عبارۃ النص میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس نماز سے کون سی نماز مراد ہے جو یہ ارشاد فرمایا۔

"نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے"

۱- وہ نماز جو بنفس نفیس سرکار ادا فرماتے تھے۔

۲- وہ نمازیں جو ادا کی جاتی ہیں اور اب تک ادا کی جاتی ہیں۔ یہ امت قیامت تک ادا کرتی رہے گی۔ ان دونوں میں سے کون سی نماز سرکار علیہ السلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے؟

دونوں ہی مراد ہیں:

بہت توجہ فرمائیں۔ فقیر عرض کرتا ہے کہ دونوں ہی مراد ہیں کیونکہ حدیث کے الفاظ سے یہ پتہ چلا کہ نبی کریم علیہ السلام جو نماز ادا فرماتے رہے۔ وہ حضور علیہ السلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور یہ عبارۃ النص سے واضح ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا نبی کریم اب بھی نماز ادا فرماتے ہیں؟ اگر ایسی کوئی حدیث ہو جس سے یہ امر ثابت ہو جائے تو پھر یہ نماز آج بھی حضور کی آنکھوں کو

ٹھنڈک پہنچاتی ہے اور یہ ٹھنڈک پہنچانا نماز ادا فرمانا۔ حضور علیہ السلام کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔

انبیاء مزارات میں زندہ ہیں:

حضرات گرامی! سرکار علیہ السلام ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی تصنیف جذب القلوب میں اور امام الحدیث حضرت امام جلال الدین السیوطی نے اپنی کتاب الخصائص الکبریٰ میں ابویعلیٰ کے حوالہ سے حضرت انس بن مالکؓ کی یہ روایت ثقہ نقل فرمائی کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ

انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں نمازیں ادا فرماتے ہیں۔

(جذب القلوب اردو از شیخ محقق دہلوی ص ۲۰۶ الخصائص الکبریٰ عربی جلد ۲-۱-۲) امام سیوطی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شب معراج نبی اکرم علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا تو نماز کی حالت میں۔ ارشاد فرمایا کہ میں نے دیکھا ان کو۔

ھُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ

وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ (القول البدیع ص ۱۶۸)

لطف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث کو دیوبندی مولوی زکریا نے جو دیوبندیوں کے مبلغ اعظم ہیں۔ اپنی کتاب تبلیغی نصاب (جو کہ دیوبندی ہمہ وقت بغلوں میں دبائے پھرتے ہیں اور قرآن کریم سے زیادہ اس کے درس دینے کو اہم سمجھتے ہیں) کے رسالہ فضائل درود شریف کے صفحہ ۱۳ پر نقل کیا اور ترجمہ یہ کیا کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ دوسری حدیث کا ترجمہ یوں کیا کہ موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔

تو پتہ چلا کہ نبی کریم اب بھی بنفس نفیس نماز ادا فرماتے ہیں اور اب یہ ارشاد غور سے پڑھیئے کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو مسئلہ واضح ہوگیا کہ حضور آج بھی نماز ادا فرماتے اور اپنی چشمان مقدسہ کو اس کے ذریعہ ٹھنڈک پہنچاتے ہیں اور یہ علامت حیات ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

نبی کریم کی قبر انور سے اذان کی آواز:

حضرت سعید بن مسیبؓ فرماتے ہیں جبکہ واقعہ حرہ میں یزید کی فوج نے تین دن تک مسجد نبوی میں اذان و جماعت تک نہ ہونے دی تو میں ان دنوں میں روضہ رسول سے اذان و جماعت کی آوازیں سنتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ

وَمَا یَاْتِیْ وَقْتَ صَلٰوۃٍ اِلَّا سَمِعْتُ الْاَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ

(الحاوی للفتاوی جلد ثانی ۲۶۶)

کسی ایک نماز کا وقت ایسا نہ آیا کہ میں نے قبر شریف سے اذان کی آواز نہ سنی ہو۔

لَمْ اَزَلْ اَسْمَعُ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ مِنْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیَّامَ حَرَّۃٍ حَتّٰی عَادَ النَّاسَ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۵)

میں مسلسل نبی اکرم علیہ السلام کی قبر انور سے اذان قامت کی آواز ایام حرہ کے دوران سنتا رہا حتیٰ کہ وہ لوگ واپس لوٹ گئے۔

کَانَ لَا یَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوۃِ اِلَّا بِھَمْھَمِهٖ یَسْمَعُھَا مِنْ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (زرقانی علی المواھب جلد پنجم ۳۳۳)

حضرت سعید بن المسیبؓ نماز کے وقت نہیں جانتے تھے مگر اس گنگناہٹ سے کہ جو نبی کریم علیہ السلام کی قبر انور سے سنتے تھے۔

یہ حیات النبی کی واضح دلیل ہے:

گرامی حضرات معلوم ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام کے روضہ انور پر اس پیارے سبز سبز گنبد میں آج بھی پنج وقتہ اذان نماز باجماعت ہوتی ہے اور یہ حضور علیہ السلام ودیگر انبیاء کی حیات پر واضح دلیل ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

رہی یہ بات کہ کیا ہماری نمازیں بھی آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار پاتی ہیں؟

ہماری نمازیں باعث ٹھنڈک ہیں:

تو سامعین کرام! اس کا جواب بھی حدیث پاک میں موجود ہے۔ حضرت سیّدنا عبداللہ ابن مسعودؓ راوی ہیں کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔

حَيَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَتُحَدَّثُ لَكُمْ وَمَمَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ فَمَا رَاَيْتُ مِنْ خَيْرٍ حَمِدْتُ اللهَ عَلَيْهِ وَمَا رَاَيْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ لَكُمْ

(مجمع الزوائد جلد ۹-۲۴، الخصائص الکبریٰ جلد۲-۲۸۱، زرقانی علی المواھب)

ہماری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ تم حدیثیں سنتے سناتے ہو اور ہماری وفات تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ تمہارے اعمال ہمارے سامنے پیش ہوا کریں گے۔ چنانچہ اگر ہم تمہاری نیکیاں دیکھیں گے تو حمد باری بجا لایا کریں گے اور اگر برائیاں دیکھیں گے تو تمہارے لئے استغفار کریں گے۔

اشارۃ النص سے ثابت ہوا:

گرامی حضرات! اس حدیث پاک میں اس جملہ پر نہایت توجہ فرمائیے کہ اگر

ہم نیکیاں دیکھیں گے تو حمد بجا لائیں گے۔ تو کیا حمد بجا لانے سے چشمان معبرہ ٹھنڈی نہ ہوں گی؟ تو جب ہماری نمازیں بارگاہ مصطفوی میں پیش کی جائیں گی تو وہ ملاحظہ فرما کر سرکارِ حمد باری بجا لائیں گے۔ تو ثابت ہوا ہماری نمازیں باعث قرۃ عینان مصطفیٰ ہیں۔

یہ سب کچھ اشارۃ النص سے ثابت ہوا کہ جو اس حدیث پاک کی تفسیر میں دیگر احادیث پیش کی گئیں۔ اب توجہ رہے کہ اگر ہماری نیکیاں حضور علیہ السلام ملاحظہ فرماتے ہیں تو شکر خدا فرماتے ہیں اور اگر ہماری برائیاں دیکھتے ہیں تو ہمارے لئے استغفار فرماتے ہیں۔

استغفار کرنا بھی — دلیل حیات
حمد باری کرنا بھی — دلیل حیات

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

ارشاد خداوندی:

اور ہمیں بھی یہ حکم خداوندی قرآن کریم نے دیا کہ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (پ سورۃ النساء آیت ۶۴)

اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ کے پاس آئیں پس اللہ سے مغفرت طلب کریں اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کی شفاعت کریں تو وہ یقیناً اللہ کو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنیوالا پائیں گے۔

یہ تمام امت کیلئے ہے:

امام بن حجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

دَلَّتْ عَلٰی حِثِّ الْاُمَّةِ عَلَی الْمَجِيْئِ اِلَيْهِ وَالْاِسْتِغْفَارِ عِنْدَهٗ وَاسْتِغْفَارِهٖ لَهُمْ وَهٰذَا لَا يَنْقَطِعُ بِمَوْتِهٖ

(شفاء السقام ص ۸۱-۸۲' الجواہر المنظم ۶' شواہد الحق ۶۱)

یہ آیت کریمہ امت کو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی بارگاہ میں حاضر ہونے اور آپ کے پاس اللہ سے مغفرت طلب کرنے اور آپ ان کیلئے استغفار کرنا ان کو ابھارتا ہے۔ یہ چیز آپ کی وفات سے ختم نہیں ہوئی۔ دیگر ائمہ وعلماء محدثین ومفسرین نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ حکم باری تعالیٰ تاقیام قیامت امت مصطفویہ کیلئے ثابت ہے۔ آج بھی اگر اپنی مغفرت کروانی ہے تو درِرسول پر حاضری دو اور وہاں اللہ سے معافی مانگو اور نبی کریم سفارش بھی فرمائیں تو ضرور معافی مل جائے گی۔

قیامت تک میرے آقا زندہ ہیں:

اب اس آیت کریمہ کے لفظ ''وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ'' (رسول اللہ تمہارے لئے استغفار فرمائیں) اور حدیث پاک کے الفاظ کہ ''وَمَا رَئَيْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ لَكُمْ'' (اگر میں تمہاری برائیاں دیکھوں گا تو تمہارے لئے استغفار کروں گا) کو ملاؤ تو نتیجہ کیا نکلا کہ قیامت تک امت درِرسول پر حاضر ہو کر استغفار کرتی رہے گی۔ سرکار سفارش فرماتے رہیں گے تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام تاقیام قیامت زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے کیونکہ استغفار کرنا زندہ ہونے کی دلیل ہے۔ دعا مغفرت کرنا زندہ سے ممکن ہے نا کہ مردہ سے۔

اپنے محبوب کے جلووں میں:

گرامی حضرات! ان توضیحات وتشریحات سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام اپنی تربتِ مقدسہ میں زندہ ہیں۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ ذات خدا جلوہ محبوب سے ملتی ہے۔ اس لئے فرمایا۔

حاضری دو میرے محبوب کی بارگاہ میں

اور معافی طلب کرو مجھ سے
دروازہ ہوگا مصطفیٰ کا
عفو وکرم ہوگا خدا کا
میں تمہیں ملوں گا تو آستانہ محبوب پر
میں تمہیں ملوں گا دروازہ مصطفیٰ پر
میں تمہیں ملوں گا تو کاشانہ نبوی پر

مجھے کہیں اور نہ تلاش کرتے رہنا۔ جب یہاں آجاؤ گے تو

لوجدو اللہ

تم ضرور اللہ کو پالو گے

میں تمہیں مل جاؤں گا۔ نہ صرف مل ہی جاؤں گا بلکہ

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (پ سورۃ النساء آیت ۶۴)

تمہاری توبہ قبول کر کے تمہیں اپنی رحمت سے ڈھانپ دوں گا۔

کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا کہ

کوئی کہتا ہے کہ کعبہ میں خدا رہتا ہے
کوئی کہتا ہے سر عرش علی رہتا ہے
ہم فقیروں کا عقیدہ ہے کہ معبود عظیم
اپنے محبوب کے جلووں میں بسا رہتا ہے

حضرت امام خطابت قبلہ والد محترم علامہ غلام رسول سمندری والے علیہ الرحمۃ نے اس عقیدہ کو اپنی ایک نعت شریف کے مطلعہ میں خوب نبھایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ

خدا کو جس نے بھی پایا نبی کی معرفت پایا
خدا اس پر ہے خود شاہد یہی قرآن میں آیا

اور تاجدار اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

اگر ہم اعمال بد کریں تو وہ۔حضور پر پیش ہوتے ہیں اور حضور استغفار فرماتے ہیں۔ اگر ہم درِ مصطفیٰ پر حاضر ہوں تو بھی سرکار کے حضور پیش ہوتے ہیں اور حضور ہمارے لئے استغفار فرماتے ہیں۔

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گناہ پرہیز گاری واہ واہ

اعمال تو ہو رہے ہیں یہاں
مشرق ومغرب میں   جنوب وشمال میں
یمین ویسار میں   خلف وامام میں
مگر دعائے مغفرت ہو رہی ہے وہاں
مدینہ طیبہ میں   گنبد خضریٰ میں
بیت عائشہ میں   ریاض الجنۃ میں

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

یہاں سے اعمال کی بھی خبر ہے اس کیلئے بھی دعائے مغفرت۔ اگر کوئی وہاں حاضر ہو کر زیارت تربت مقدسہ کرے تو شفاعت واجب فرمایا۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہو گی۔

جس نے میرے وصال کے بعد زیارت کی:

میرے آقا علیہ السلام نے یہ شبہ بھی مٹا دیا کہ آنیوالا اور میری قبر کی زیارت کرنے والا یہ نہ سمجھ لے کہ میں معاذ اللہ کسی مردہ کی قبر پر آیا ہوں۔ بلکہ فرمایا۔

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ
(مشکوۃ شریف ۲۴۱)

جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی تو ایسے ہی ہے جیسے اس نے میری حیاتی میں میری زیارت کی۔

قبر کی زیارت صحبت کے حکم میں:

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں کہ سرکار ابد قرار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

میری وفات کے بعد میری قبر شریف کی زیارت میری صحبت کا حکم رکھتی ہے۔

شیخ فرماتے ہیں کہ

''اس حدیث کے لفظ ''حین حیات'' نے حضرت سرورِ کائنات ﷺ کے ثبوت صحبت حیات کو واضح کر دیا'' (جذب القلوب اردو ص ۲۰۳)

شیخ نے مزید فرمایا کہ

''آپ کا یہ رتبہ عظیمہ ہے کہ جو منقطع ہونے والا نہیں ہے اس لئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت حیات وممات برابر ہے اور حضور ﷺ کا اپنی امت کے لئے استغفار فرمانے کا ثبوت بعد از موت'' (جذب القلوب ص ۲۲۲)

پتہ چلا میرے آقا علیہ السلام کیلئے
قرب وبعد   برابر
زمان ومکان   برابر
حیات وممات   برابر
سورج ظاہر ہو تو بھی   سورج ہے
سورج پردے میں ہو تو بھی   سورج ہے

وہ پردے میں بھی چمکتا رہتا ہے اور ظاہر میں بھی میرے آقا۔ قبر کے پردہ میں

بھی ایسے ہی زندہ جیسے قبر سے باہر تھے۔

؎ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

میں سنتا ہوں:

حضرات گرامی! سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُهٗ
(مشکوٰۃ شریف ص ۸۷)

جو شخص میری قبر کے پاس درود شریف پڑھے میں سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ پتہ چلا

اگر خود سنتے ہیں تب بھی	زندہ
اگر پہنچایا جاتا ہے تب بھی	زندہ
سننا بھی	زندہ کا کام
وصول کرنا بھی	زندہ کا کام

؎ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

انبیاء قبروں میں زندہ ہیں:

میرے زندہ نبی نے ارشاد فرمایا کہ

اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ یَشْهَدُهُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَّمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهَا

مجھ پر درود پاک کی کثرت کیا کرو جمعہ کے دن کیونکہ وہ یوم مشہور ہے۔ اس دن ملائکہ شاہد و حاضر ہوتے ہیں اور ہر شخص کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے جب تک درود پڑھتا رہے عرض کیا گیا۔

وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ یُّرْزَقُ (مشکوٰۃ شریف ۱۲۱، ابن ماجہ ۷۶)

(اور آپ کی) وفات کے بعد۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کو حرام کر دیا ہے کہ وہ کھائے۔ پس اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق دیے جاتے ہیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ یہ حدیث امام الوھابیہ ابن قیم نے جلاء الافہام میں نقل کر دی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام عربی ص ۴۰)

؎ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ واللہ

مل کر کہہ لیجئے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

عاشق کہتا ہے کہ

؎ آتش آب درندیاں تائیں ڈھوں حکم رباناں
پیغمبر دا جسم مبارک روا نئیں آیا کھاناں

میں جانتا ہوں:

وہابیوں کے اس امام نے مزید نقل کیا کہ سرکار نے فرمایا جو میری قبر پر درود شریف پڑھے، میں سنتا ہوں جو دور سے پڑھے تو "اُعْلِمْتُهٗ" میں اسے جانتا ہوں۔
(جلاء الافہام ص ۱۹، عربی لابن قیم)

اگر سنتے ہیں تو	زندہ
اگر جانتے ہیں تو	زندہ

؎ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

سلام کا جواب دیتا ہوں:

ابن قیم نے ایک اور حدیث نقل کی۔ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا۔

وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ (جلاء الافہام لابن قیم عربی ص)

جو شخص مسلمان مجھ پر سلام بھیجے تو اللہ میری روح طیبہ کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

پتہ چلا

امتی اپنے نبی سے کہتا ہے — السلام علیکم

نبی اپنے امتی سے فرماتے ہیں — وعلیکم السلام

اگر سلام کہنے والا — زندہ ہے

تو وعلیکم السلام کہنے والا بھی — زندہ ہے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

امتی تو زندہ اور نبی معاذ اللہ مردہ:

حضرات غور کیجئے۔

کوئی بیٹا اپنے باپ سے کہے السلام علیکم — جواب ملتا ہے وعلیکم السلام

کوئی بیٹی اپنی ماں سے کہے السلام علیکم — جواب ملتا ہے وعلیکم السلام

کوئی شاگرد اپنے استاد سے کہے السلام علیکم — جواب ملتا ہے وعلیکم السلام

کوئی مرید اپنے پیر سے کہے السلام علیکم — جواب ملتا ہے وعلیکم السلام

کوئی امتی اپنے نبی سے کہے السلام علیکم — جواب ملتا ہے وعلیکم السلام

بھلا ان بے عقلوں سے کوئی پوچھے کہ

کیا علیک سلیک کرنے والا باپ بیٹا زندہ ہے؟ — کہیں گے ہاں زندہ ہیں

کیا علیک سلیک کرنے والی ماں بیٹی زندہ ہے؟ — کہیں گے ہاں زندہ ہے

کیا علیک سلیک کرنے والے استاد شاگرد زندہ ہیں؟ — کہیں گے ہاں زندہ ہیں

کیا علیک سلیک کرنے والے یہ پیر مرید زندہ ہیں؟ — کہیں گے ہاں زندہ ہیں

اور اگر پوچھا جائے کیا علیک سلیک کرنے والے یہ نبی اور امتی زندہ ہیں؟ — کہیں گے نبی زندہ نہیں۔

امتی تو زندہ ہے مگر نبی زندہ نہیں؟ کیوں؟ کیا دشمنی ہے نبی سے؟ ارے

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر

ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

مولوی زکریا کا عقیدہ:

ادھر یہ نبی کو زندہ تسلیم نہیں کرتے ادھر مولوی زکریا رقمطراز ہے کہ ''علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں سلیمانؒ بن سحیم سے نقل کیا ہے کہ میں نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی۔ میں نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ لوگ حاضر ہوتے ہیں اور آپ پر سلام کرتے ہیں۔ آپ اس کو سمجھتے ہیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں سمجھتا ہوں اور ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔ آگے لکھتے ہیں کہ

''ابراہیم بن شیبان کہتے ہیں کہ میں حج سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوا اور میں نے قبر شریف کے پاس جاکر سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ شریف کے اندر سے وعلیک السلام کی آواز سنی''

(تبلیغی نصاب فضائل درود شریف از مولوی زکریا دیوبندی ص۲۲)

مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ:

مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا کہ (معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد)

''نبی مر کر مٹی میں ملنے والے'' (تقویۃ الایمان ص ۵۰)

سوائے اس کے کیا کہا جاسکتا ہے کہ

؎ دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

روح لوٹانے کا مطلب:

حضرات محترم! سرکار علیہ السلام نے جو یہ فرمایا کہ

اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ

مگر اللہ تعالیٰ لوٹا دیتا ہے مجھ پر میری روح

علماء کرام نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جب بھی کوئی سلام بھیجے تو روح لوٹائی جاتی ہے بلکہ یہاں یہ الفاظ بطور استعارہ کے استعمال ہوئے ہیں۔ جیسے کہ حدیث معراج میں حضرت انسؓ نے روایت کرتے ہوئے فرمایا۔

فَاسْتَیْقَظَ وَھُوَ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (بخاری شریف جلد ثانی ص۱۱۲۱)

پھر جب سرکار بیدار ہوئے تو آپ مسجد حرام میں تھے۔

محدثین کرام نے لفظ استیقظ کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ نیند سے بیداری نہ تھی بلکہ شب اسریٰ کے دولہا علیہ السلام اس رات جن مشاہدات میں مستغرق تھے۔ اس کیفیت سے جب مخلوق کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو مسجد حرام میں پایا تو یہ استغراق سے مخلوق کی طرف راجع ہونا مراد ہے۔

اسی طرح بعد از وصال نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہمہ وقت مشاہدہ حق اور عجائب ملکوت ہی میں مستغرق ہوگئے۔ جیسے نزول وحی کے وقت آپ پر کیفیت طاری ہوتی تھی استغراق کی اس کیفیت سے امتی کے سلام کا جواب دینے کیلئے ادھر متوجہ ہوتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اس دوران جو افاقہ ہوتا ہے اس کو فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے۔

ملائکہ اور حضور جواب دیتے ہیں:

ایک اور حدیث پاک میں فرمایا۔

وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ فِیْ شَرْقٍ وَلَا فِیْ غَرْبٍ اِلَّا وَاَنَا وَمَلٰٓئِکَۃُ رَبِّیْ نَرُدُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ (جلاء الافہام ص۱۹ لابن قیم امام الوہابیہ)

کوئی مسلمان ایسا نہیں مشرق ومغرب میں جو کہ مجھ پر سلام بھیجے اور میں اور میرے رب کے ملائکہ اس کے سلام کا جواب نہ دیں۔ ملائکہ اور حضور اس کا جواب دیتے ہیں۔

کوئی درود پڑھے مشرق سے — ملائکہ اور حضور اس کا جواب دیتے ہیں
کوئی درود پڑھے مغرب میں — ملائکہ اور حضور اس کا جواب دیتے ہیں
کوئی درود پڑھے شمال میں — ملائکہ اور حضور اس کا جواب دیتے ہیں
کوئی درود پڑھے جنوب میں — ملائکہ اور حضور اس کا جواب دیتے ہیں
کوئی درود پڑھے صبح وشام — ملائکہ اور حضور اس کا جواب دیتے ہیں
کوئی درود پڑھے دوپہر یا رات — ملائکہ اور حضور اس کا جواب دیتے ہیں
کوئی درود پڑھے چھوٹا ہو یا بڑا — ملائکہ اور حضور اس کا جواب دیتے ہیں
کوئی درود پڑھے عربی ہو یا عجمی — ملائکہ اور حضور اس کا جواب دیتے ہیں
ملائکہ غلام ہیں حضور کے — حضور آقا ہیں ملائکہ کے
اگر غلام زندہ ہیں — تو آقا بھی زندہ ہیں
اگر غلام دور ونزدیک سے سنتے ہیں — تو آقا بھی دور ونزدیک سے سنتے ہیں

مگر منکرین حیات نبی۔ ملائکہ یعنی غلاموں کیلئے تو سب کچھ مانتے ہیں۔ آقا کیلئے نہیں۔

ابن قیم اور مولوی زکریا:

گرامی حضرات! ابن قیم اور مولوی زکریا نے اس ضمن میں ایک حدیث نقل کی

ہے۔ سنیے اور ایمان تازہ کیجیے۔ ابن قیم نے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

إِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى قَبْرِيْ إِذَا مِتُّ فَلَيْسَ أَحَدٌ يُصَلِّيْ عَلَيَّ صَلٰوةً إِلَّا قَالَ يَامُحَمَّدُ صَلّٰى عَلَيْكَ فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ قَالَ فَيُصَلِّي الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى ذٰلِكَ الرَّجُلِ بِكُلِّ وَاحِدٍ عَشْرًا (جلاء الافہام لابن قیم عربی ص ۵۲-۵۱)

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو تمام مخلوقات کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے جب میرا انتقال ہو جائے گا تو وہ فرشتہ میری قبر پر کھڑا ہو جائے گا۔ پس جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھے گا وہ فرشتہ کہے گا اے محمد آپ پر فلاں کے بیٹے فلاں نے درود پڑھا ہے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس شخص پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔

اور مولوی زکریا نے یوں لکھا کہ فرمایا

إِنَّ وَكَّلَ بِقَبْرِيْ مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَلَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ أَحَدٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ إِلَّا بَلَغَنِيْ بِإِسْمِهٖ وَاسْمِ أَبِيْهِ هٰذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَدْ صَلّٰى عَلَيْكَ ۔

اللہ جل شانہ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے۔ پس جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے قیامت تک وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ (تبلیغی نصاب فضائل درود ص ۲۰)

جب فرشتہ سب کی آواز سنتا ہے:

گرامی حضرات! جب یہ فرشتہ خادم ہو کر ساری مخلوقات کی آوازیں سننے کی طاقت رکھتا ہے اور امام الوہابیہ ابن قیم اور امام الدیابنہ مولوی زکریا یہ حدیث تسلیم

کرتے ہوئے اپنی کتابوں میں نوٹ کرتے ہیں۔ تو اس فرشتہ کے آقا کی شان سماعت سے انکار کیوں؟

یہ شان ہے خدمتگاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

تو ثابت ہوا کہ سرکار ابد قرار علیہ السلام زندہ بھی ہیں اور ہر مقام سے سنتے بھی ہیں۔ آیئے میں سرکار کا ایک واضح ارشاد پیش کردوں یہی ابن قیم لکھتا ہے کہ

مجھے آواز ہر جگہ سے پہنچتی ہے:

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا

لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ إِلَّا بَلَغَنِيْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ؟

قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِيْ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ (جلاء الافہام لابن قیم عربی ص ۶۳)

میرا کوئی غلام ایسا نہیں کہ جو مجھ پر درود شریف پڑھے اور اس کی آواز مجھے نہ پہنچے وہ جہاں بھی پڑھے ہم نے عرض کیا اور آپ کی وفات کے بعد؟ فرمایا میری وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے اجسام کا کھانا زمین پر حرام فرما دیا ہے۔

نبی زندہ اور رزق دیئے جاتے ہیں:

ایک اور مقام پر فرمایا کہ

فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۱، ابن ماجہ شریف ص ۷۶، جلاء الافہام ص ۴۰)

اللہ کے نبی زندہ اور رزق دیے جاتے ہیں۔

معلوم ہوا میرا زندہ نبی اپنے ہر درود پڑھنے والے کی آواز کو خود سماع فرماتا ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری:

گرامی قدر حضرات! موضوع طویل ہوتا جارہا ہے میں مختصر کرتا ہوں۔ ایک دوسری دلیل حیات النبی پر دینا چاہتا ہوں توجہ فرمائیں۔ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی علیہ السلام جامع الکمالات ہیں۔ تمام انبیاء کے تمام کمالات' معجزات کے حامل میرے آقا ہیں۔

؎ حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہم دارند تو تنہا داری

تو اگر نبی الانبیاء علیہ السلام کو زندہ تسلیم نہ کیا جائے تو یہ متفقہ عقیدہ ختم ہو کر رہ جائے گا۔ کیونکہ قرآن کریم میں موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ ملاحظہ کیجئے جبکہ عیسائیوں نے کہا کہ آپ کو قتل کر دیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (پ سورۃ النساء آیت ص ۱۵۸)

یقیناً انہوں (عیسائیوں) نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا تو ہر مکتب فکر کے نزدیک وہ زندہ آسمانوں پر موجود ہیں۔ ایسے ہی حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔

وَرَفَعْنَا مَكَانًا عَلِيًّا (پ سورۃ مریم' آیت ص ۵۷)

ہم نے ان کو مکان علیا پر اٹھالیا۔

وہ بھی تمام مکاتیب فکر کے نزدیک زندہ آسمانوں پر موجود ہیں۔

اگر عیسیٰ وادریس علیہما السلام زندہ ہیں تو؟:

ذرا انصاف کیجئے اور بتایئے۔

اگر میرے آقا کے مقتدی عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو ان کا امام زندہ کیوں نہیں؟

اگر میرے آقا کے مقتدی ادریس علیہ السلام زندہ ہیں تو ان کا امام زندہ کیوں نہیں؟

لامحالہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضور بھی زندہ ہیں۔ (علیہ السلام)

؎ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانیوالے

اگر شہداء زندہ ہیں تو؟:

گرامی حضرات وہ شہداء

جن کا جنازہ — پڑھ لیا گیا
جن کو دفن — کر دیا گیا
جن کے بچوں کو یتیم — قرار دیدیا گیا
جن کی وراثت کو تقسیم — کر دیا گیا

اللہ تعالیٰ ان کے بارے فرماتا ہے کہ

بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (پ سورۃ آل عمران آیت ص ۱۶۹)

"بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق دیے گئے ہیں"۔

ایمان کی سلامتی سے فیصلہ کیجئے کہ امتی ہو کر شہید تو زندہ ہوں اور نبی ہو کر حضور زندہ نہ ہوں۔

اگر یہ شہداء — زندہ ہیں
تو پھر امام الانبیاء بھی — زندہ ہیں

؎ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانیوالے

صحابہ کرام کا عقیدہ:

حضرات سامعین! ملاحظہ ہو صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ

قَدِمَ عَلَيْنَا اِعْرَابِيٌّ بَعْدَ مَا دَفَنَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَرَمٰى بِنَفْسِهٖ عَلٰى قَبْرِهٖ وَحَثَا عَلٰى رَأْسِهٖ مِنْ تُرَابِهٖ وَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَجِئْتُكَ تَسْتَغْفِرْلِيْ ۔

ایک اعرابی ہمارے پاس حضور علیہ السلام کی تدفین کے تین روز بعد آیا۔ اس نے اپنے آپ کو قبر انور پر گرا اور اپنے سر پر قبر انور کی خاک پاک ڈالی اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ میرے لئے بخشش طلب کیجئے تو

فَنُوْدِيَ مِنَ الْقَبْرِ قَدْ غُفِرَلَكَ (شواہد الحق ص ۸۷)

پس قبر انور سے آواز آئی تحقیق تیری بخشش کر دی گئی۔

حضرات محترم! آپ نے سنا کہ کس طرح صحابی قبر انور پر آئے؟

کس طرح قبر سے اپنے آپ کو رگڑا؟

کس طرح خاک پاک اپنے سر پر ڈالی؟

کس طرح بخشش طلب فرمائی؟

اس وہابی کا فتویٰ دیکھیں یا اس صحابی کا عقیدہ؟ پتہ نہ چل گیا۔

قبر انور پر جانا بھی	جائز	بلکہ سنت صحابہ
قبر انور سے اپنے آپ کو رگڑنا بھی	جائز	بلکہ سنت صحابہ
قبر انور کی خاک پاک سر پر ڈالنا بھی	جائز	بلکہ سنت صحابہ
زندہ سمجھ کر بخشش طلب کرنا بھی	جائز	بلکہ سنت صحابہ

کسی صحابی نے شرک کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ سرکار علیہ السلام نے بخشش سے نوازا۔ اسی لئے سنی قبر انور پر جا کر عرض کرتے ہیں۔ یارسول اللہ

مجرم بلائے آئے ہیں جَآءُوْكَ ہے گواہ
پھر رد ہوں کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

اور

ظلم جانوں پہ جب بے بہا کر لئے جرم وعصیاں شہا حد سے جب بڑھ گئے
تیرے مجرم تیرے در پہ حاضر ہوئے اب انہیں بخشوانا تیرا نام ہے
تیرے قدموں میں آنا میرا کام تھا میری قسمت جگانا تیرا کام ہے
میری آنکھوں کو ہے دید کی آرزو رُخ سے پردہ ہٹانا تیرا کام ہے

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ:

گرامی قدر سامعین! ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّيْ وَاضِعٌ ثَوْبِيْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَاَبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَاءً مِّنْ عُمَرَ رَوَاهُ اَحْمَدُ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۴)

میں اپنے حجرے (جس میں نبی کریم علیہ السلام دفن ہیں) میں داخل ہوتی تھی تو پردے کا اہتمام نہ کرتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ میرے خاوند اور دوسرے میرے باپ ہیں کیونکہ (وہ تو محرم ہیں ان کے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں) اور جب عمر (فاروق اعظمؓ) دفن کیے گئے تو پھر میں اچھی طرح پردہ کئے بغیر نہ جاتی تھی۔ حضرت عمر سے حیا کی وجہ سے (پردہ کرتی ہوں کیونکہ وہ غیر محرم ہیں اور غیر محرم کے سامنے بے پردگی ناجائز ہے)

اسی حدیث پاک کے تحت حاشیہ پر مرقوم ہے کہ

قَوْلُهٗ مِنْ حَيَاءِ عُمَرَ اَوْضَحُ الدَّلِيْلِ عَلٰى حَيٰوةِ الْمَيِّتِ

آپ کا یہ قول کہ من حیاء عمر بہت واضح دلیل ہے حیات میت پر

محترم سامعین! ہم سب مومنین کی روحانی امام جان کا یہ عقیدہ روز روشن کی طرح واضح ہوگیا۔ قبر انور کے اندر یہ تینوں نفوس قدسیہ زندہ ہیں مگر افسوس صد افسوس

کہ ام المومنین کے اس پاک عقیدہ کو بھی پس پشت ڈال کر بدعقیدہ لوگ وہابیوں کی ہمنوائی میں اس عقیدہ کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں۔

یا تو یہ لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے روحانی فرزند نہیں ہیں یا پھر یہ عقیدہ ان کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ اگر یہ لوگ اپنا یہ غلط عقیدہ بھی درست قرار دیں اور ام المومنین کی فرزندی کا بھی دعوی کریں تو پھر محض منافقت دھوکہ اور دجل وفریب ہے اور اس شعر کا مصداق کہ ۔

ذِئَابٌ فِیْ ثِیَابٍ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد پر یہ تسلیم زبانی ہے

یا تو عقیدہ درست رکھو
یا مومن ہونے کا دعویٰ چھوڑ دو

حضرت بلال بن حارث کا عقیدہ:

سامعین محترم!

خلافت فاروقی کا دور تھا۔ سخت قحط سالی ہوگئی تو حضرت بلال ابن حارث روضہ رسول پر حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا

یارسول اللہ اپنی امت کیلئے بارش کی دعا کیجئے لوگ تو ہلاک ہو رہے ہیں۔

کرو نظر کرم دکھیاں دے دلے یارسول اللہ
دکھاں درداں نے ویہڑے آن ملے یارسول اللہ

نبی مکرم علیہ السلام خواب میں جلوہ گر ہوئے اور فرمایا اے بلال!

''تمہاری درخواست کو پذیرائی بخشی گئی ہے۔ بارش ہوگی اور ساری سختی دور ہو جائیگی۔ عمر کے پاس جاؤ اور ہماری طرف سے سلام کے ساتھ یہ بشارت بھی دیدو کہ نزول باراں میں اب کوئی دیر نہیں''۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ثانی ص ۳۹۷)

گرامی حضرات توجہ فرمائیں کہ
وصال محبوب کو کتنا عرصہ گزر چکا ہے
خلافت صدیقی کا دور گزر گیا اور یہ خلاف فاروقی کا دور ہے۔
مگر صحابہ کرام کا عقیدہ ہے کہ
سرکار زندہ بھی ہیں
ہماری کیفیت سے واقف بھی ہیں
ہماری معروضات سماع فرماتے بھی ہیں
مشکل کشائی اور حاجت روائی فرماتے بھی ہیں

اور سرکار کا بارش کی اطلاع دینا بھی ان بدعقیدہ لوگوں کے منہ پر زوردار طمانچہ ہے کہ جو کہتے ہیں آپ کو کیا علم کہ بارش کب ہوگی؟

یہ شان صحابہ زندہ باد کے کھوکھلے نعرے لگانے والے سپاہ صحابہ نہیں بلکہ شاتمان صحابہ ہیں۔ اگر یہ وکیلان صحابہ ہوں تو ان کے عقائد صحابہ کے عقائد سے ملتے جلتے ہوں۔ وکیل صحابہ تو سنی بریلوی ہیں جو ان کے عقائد کا تحفظ کئے ہوئے ہیں۔

سنی کو دل و جان سے پیارے ہیں صحابہ
ہم فخر سے کہتے ہیں ہمارے ہیں صحابہ
اسلام کی عظمت کے مینارے ہیں صحابہ
گر چاند محمد ہیں تو ستارے ہیں صحابہ

صدر پاکستان کے درست اقدامات:

صدر پاکستان نے درست اقدامات کئے ہیں کہ ایسی تنظیموں کو کالعدم اور ان کے اثاثوں کو منجمد کر دیا ہے کیونکہ یہ لوگ دہشت گرد ہیں اور بہت بڑے فتنہ پرور۔ جہاد کے نام پر فساد کرتے ہیں۔

دین ملاں فی سبیل اللہ فساد

الفساد الفساد الفساد

جس نبی مکرم ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں اسی کو مردہ قرار دیتے ہیں اور ایسا کرتے ہوئے کوئی شرم محسوس نہیں کرتے۔

ایک کفن چور کا واقعہ:

گرامی حضرات نبی کریم کے تو ادنیٰ غلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ ملاحظہ ہو امام سیوطی علیہ الرحمۃ ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ

''بیہقی نے شعب الایمان میں اپنی سند سے قاضی نیشاپور ابراہیم سے روایت ہے۔ ان کے پاس ایک شخص آیا جس کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ شخص ان کو کوئی عجیب بات بتانا چاہتا ہے۔

اس شخص نے کہا کہ پہلے میں چوری کا کام کرتا تھا۔ ایک دن ایک عورت کا انتقال ہوگیا تو میں اس کا کفن چوری کرنے کیلئے گیا۔ جب قبر کھود کر میں نے اس کے کفن پر ہاتھ ڈالا تو اس نے کہا ''سبحان اللہ ایک جنتی آدمی ایک جنتی عورت کا کفن چھین رہا ہے''

میں نے کہا وہ کیسے؟ تو اس نے کہا کیا تو نے میرے جنازے کی نماز نہ پڑھی تھی؟

میں نے کہا کہ ہاں۔ عورت کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جو بھی میری نماز جنازہ پڑھے گا اسی کی بخشش کی جائے گی''

(شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور اردو ص ۲۱۳)

اگر ایک عام عورت اپنی قبر میں زندہ ہو کر اپنا کفن چوری ہونے سے بچا سکتی ہے اور کفن چور کو جنتی بنا سکتی ہے تو امام الانبیاء زندہ کیوں نہیں؟

تقریر طویل ہوگئی بندہ معذرت خواہ ہے باقی دلائل اگلے جمعہ دیے جائیں گے۔

''وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ''

نورِ اوّل ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا طَيِّبًا مُبَارَكًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ۔ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا ۝ مَوْلَانَا وَاَوْلَانَا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۔
نُوْر ۔نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرٍ ۔ لَكَ النُّوْر ۔ وَبِكَ النُّوْر ۔ وَمِنْكَ النُّوْر ۔
وَنُوْرٌ نُوْرٌ ۔ وَنُوْرٌ عَلٰى نُوْر ۔
وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِاِذْنِهٖ ۔ بِاِذْنِهٖ ۔ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۔
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَنَاتِهٖ وَحِزْبِهٖ وَاَوْلِيَآءِ اُمَّتِهٖ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَآءِ مِلَّتِهٖ وَمِلَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ
اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ كَثِيْرًا كَثِيْرًا ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

نہایت ہی واجب الاحترام بزرگو۔ نوجوان ساتھیو! ذی احترام ماؤ اور بہنو۔

یہ محفل آمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء محمد پورہ کے اس ماحول میں میرے اپنے مخلص مریدین وحلقہ احباب نے منعقد کی ہے اور میں جب بھی یہاں حاضر ہوتا ہوں اپنا گھر سمجھ کر آتا ہوں۔

بھائی محمد الیاس نقشبندی پریس والے بابو غلام مصطفےٰ نقشبندی بھائی مظہر حسین صاحبان مولانا محمد قاسم وقار و محمد آصف محمد امجد وڈاکٹر فضل صاحبان میرے مخلص احباب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی محبت کو سلامت رکھے۔ صدر محفل بلبل چمستان نبوت آل نبی اولاد علی حضرت صاحبزادہ سید امتیاز الحسن گیلانی بھی میرے کرم فرما اور مہمانان گرامی جناب مولانا محمد ابراہیم چشتی سیالوی رانا حاجی احمد خان میرے بزرگوں میں سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بطفیل نبیہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے ذوق وشوق۔ الفت ومحبت۔ عرفان ووجدان میں مزید برکتیں اور وسعتیں عطا فرمائے اور ان سب کو۔ ان کی طفیل مجھ گنہگار کو کعبۃ اللہ اور گنبد خضریٰ کی زیارت بار بار نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

گرامی حضرات! حصولِ برکت نزول رحمت اور اظہار عقیدت کیلئے تبرکاً اعلیٰ حضرت عظیم البرکت تاجدار اہلسنت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز کی مشہور زمانہ نعت کے دو اشعار۔ آپ حضرات کو ساتھ ملا کر پڑھنا چاہتا ہوں تاکہ جو بیان کرنا ہے۔ اس کے عنوان کا اظہار بھی ہو اور رحمت پرودگار بھی آپ سب احباب مل کر میرے ساتھ پڑھیے۔

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا
نور اوّل کا جلوہ ہمارا نبی
جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
ان کا ان کا تمہارا ہمارا نبی

سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا دوبالا ہمارا نبی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

حضرات گرامی! اس محفل نور میں اس نور اوّل کا تذکرہ کرنا ہے جس کا تذکرہ نور خود خالق حقیقی نے اپنے کلام نور میں اس طرح فرمایا کہ

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ
(پ ۲۷ سورۃ الحدید آیت ۳)

وہ اوّل ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہی ہر شئی کا جاننے والا ہے۔

حضرت شیخ محقق کا ارشاد عالیہ:

شیخ محقق علی الاطلاق حضرت الشاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی شہرہ آفاق کتاب مدارج النبوت کے ابتدائیہ میں اسی آیت کے ضمن میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ

''یہ کلمات اعجاز اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں حمد وثناء پر بھی مشتمل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی کبریائی کے ذکر و بیان کے خطبہ میں ارشاد فرمایا اور حضور اکرم سید عالم ﷺ کی نعت وصفت کو بھی شامل ہیں کیونکہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان اسماء وصفات کے ساتھ آپ کی توصیف فرمائی'' (مدارج النبوت جلد اوّل ص ۲ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

حضرت شیخ محقق کی اس تصریح سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کے یہ اسماء ذاتی ہیں اور نبی اکرم ﷺ کو ان اسماء سے موسوم کرنے والا خود ربّ کریم ہے۔ اول۔ آخر۔ ظاہر۔ باطن اور ہر شئی کا عالم ہونا خدائے بزرگ وبرتر کی ذاتی صفات ہیں اور انہیں صفات کو پروردگار عالم جل جلالہ نے اپنے محبوب کی نعت بنا دیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کا ارشاد عالیہ:

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہ النورانی اپنے مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں کہ جس کا خلاصہ یوں ہے

تمام کائنات اللہ کریم کے   افعال کی مظہر ہے

تمام اولیاء کاملین اللہ کریم کے   اسماء کے مظہر ہیں

تمام انبیاء کرام اللہ کریم کی   صفات کے مظہر ہیں

اور سرکار مدینہ اللہ کریم کی   ذات کا مظہر ہیں

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی)

ذات اور مظہر ذات:

تو ذات کی جو صفات اس کی حمد وثناء پر مشتمل ہیں۔ وہی صفات مظہر ذات کی نعت پاک پر مشتمل۔

ذات کا اوّل ہونا   حمد خدا

مظہر ذات کا اوّل ہونا   نعت مصطفیٰ

ذات کا آخر ہونا   حمد خدا

مظہر ذات کا آخر ہونا   نعت مصطفیٰ

ذات کا ظاہر وباطن ہونا   حمد خدا

مظہر ذات کا ظاہر وباطن ہونا   نعت مصطفیٰ

ذات کا کل شی کا علیم ہونا   حمد خدا

مظہر ذات کا کل شئی کا علیم ہونا   نعت مصطفیٰ

حمد خدا بھی نعت مصطفیٰ بھی:

تو بات واضح ہوگئی کہ

اللہ بھی   اول وآخر

حضور بھی   اول وآخر

اللہ بھی   ظاہر وباطن

حضور بھی   ظاہر وباطن

اللہ بھی   بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٍ

حضور بھی   بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٍ

یہ الفاظ حمد خدا بھی ہیں نعت مصطفیٰ بھی۔ اسی مسلک مجدد الف ثانی وعقیدہ شیخ محقق کو اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلویؒ نے یوں واضح فرمایا کہ

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

اور حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ

نگاہ عشق ومستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقان وہی یٰسین وہی طٰہٰ

شرک کے فتوے:

گرامی حضرات! اتنا واضح اور روشن عقیدہ ہونے کے باوجود لوگ اشتباہ میں پڑ جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اپنے آپ کو سب سے بڑے موحدین اور توحید کے علمبردار سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

ہمچو ما دیگرے نیست

بس ہم ہی توحیدی ہیں ہمارے سوا کوئی موحد نہیں باقی ساری دنیا مشرک ہے؟ وہ اس عقیدہ کو بھی شرکیہ عقیدہ کہتے ہیں کہ ایک ہی صفت خدا کی بھی ہو اور مصطفیٰ کی بھی جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا کہ

خدا بھی اوّل و آخر	مصطفےٰ بھی اوّل و آخر
خدا بھی باطن و ظاہر	مصطفےٰ بھی باطن و ظاہر

یہ لوگ کہتے ہیں یہ شرک ہے۔ مجھے سمجھ نہ آ سکی کہ آخر ان لوگوں کو اس قدر شرک کا ہیضہ کیوں ہو گیا ہے؟

نا معلوم انہیں گھٹی ہی شرک کی ملی تھی؟

ان کے مدارس میں پڑھایا ہی شرک جاتا ہے؟

ان کے اداروں میں سکھایا ہی شرک جاتا ہے؟

ان کے والدین انہیں پہلی بات شرک ہی سکھاتے ہیں؟

شرک ہی شرک۔ اٹھنا بیٹھنا شرک۔ کھانا پینا شرک۔ چلنا پھرنا شرک۔ حتیٰ کہ

بزرگوں کی تعظیم کرنا	شرک
ان کے ہاتھ چومنا	شرک
یارسول اللہ کہنا	شرک
یاعلی کہنا	شرک
یاغوث اعظم کہنا	شرک

کم و بیش ہر فعل ہر قول بس شرک ہی شرک۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رَضا
ذکر اس کا اپنی عادت کیجئے

مناظر اعظم:

مناظر اعظم حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ تقریر فرما رہے تھے کہ

ایک رقعہ آ گیا۔ جس میں تحریر تھا کہ

''بریلوی ربّ کریم کو رسول کریم سے ملا دیتے ہیں یہی تو شرک ہے''

مولانا نے برجستہ جواب دیا۔

''ملا تو تم نے خود دیا۔ ''رب کریم رسول کریم'' تم نے خود یہ شرک کرلیا ہے اور ہمیں شرک سے بچاتے بچاتے اپنے فتویٰ سے خود مشرک ہو گئے ہو''

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

کبھی پتھر کی لکیریں بھی مٹا کرتی ہیں
کتنے سادہ ہیں میرا نام مٹانے والے

اللہ ولی۔ رسول ولی۔ مومنین ولی:

گرامی حضرات! ان توحید پرستوں کے عقیدہ کے مطابق اگر ایسا عقیدہ رکھنا کہ بعض صفات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مرحمت فرما دی ہیں۔ شرک ہے تو پھر یہ شرک تو قرآن کریم میں جا بجا موجود ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (پ۶، سورۃ المائدہ آیت ص۵۵)

اللہ بھی ولی اس کا رسول بھی ولی تمام مومنین بھی ولی

اللہ مولا۔ جبریل مولا۔ مومنین مولا۔ ملائکہ مولا:

ارشاد باری ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

(پ۲۸، سورۃ التحریم آیت ص۴)

اللہ بھی مولا جبریل بھی مولا مومنین بھی مولا ملائکہ بھی مولا۔

اللہ غنی کرتا ہے اس کا رسول بھی:

ارشاد فرمایا کہ

اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (پ۱۰، سورۃ التوبہ آیت ص۷۴)

اللہ بھی غنی فرمانے والا۔ رسول اللہ بھی غنی فرمانے والے۔

اللہ کی اطاعت رسول کی اطاعت میں ہے:

لطف کی بات یہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (پ۵ سورۃ النساء آیت ص۸۰)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی

ذرا دل میں عشق رسالت کا دریا موجزن کر اور آنکھوں میں جلوہ محبوب کو سمو کر دیکھ تو نظر آئے گا۔ کہ اللہ کریم تو محبوب کے افعال کو اپنے ہی افعال قرار دیتا ہے قرآن پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ

اس کی اطاعت	اس کی اطاعت
اس کی بیعت	اس کی بیعت
اس کا مارنا	اس کا مارنا
اس کا بلانا	اس کا بلانا
اس کا بولنا	اس کا بولنا
اس کے ہاتھ	اس کے ہاتھ
اسی طرح سے اس کا غنی کرنا	اس کا غنی کرنا

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ

تیری ادا ادائے حق تیری رضا رضائے حق
وحی خدا تیرا کلام تجھ پر درود اور سلام

دستِ احمد عین دستِ ذوالجلال:

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

دست احمد عین دست ذوالجلال

اے توحید کے ٹھیکیدارو! آؤ میں تمہیں قرآن کھول دکھادوں کہ نبی کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔ یہ دیکھو

میدان حدیبیہ ہے

چودہ یا پندرہ سو صحابی ہیں

میرے آقا نے فرمایا آؤ میرے ہاتھ پر بیعت جہاد کرو

تمام صحابہ نے بیعت کی

- حضرت عثمان غنیؓ موجود نہ تھے۔ سرکار نے فرمایا دیکھو۔

یہ ہاتھ میرا ہے اور یہ عثمان کا اور میں عثمان کی طرف سے بیعت کرتا ہوں۔

اے صحابیو! تم سب نے میرے ہاتھ پر بیعت جہاد کی ہے مگر میرا عثمان۔ میرا رفیق بہشت میرا ذی النورین میرے حکم سے مکہ گیا ہوا ہے۔ اب میں اپنے ہی ہاتھ سے عثمان کی بیعت لے رہا ہوں۔

حالانکہ دونوں ہاتھ حضور علیہ السلام ہی کے ہاتھ ہیں مگر سرکار نے اپنا ہاتھ عثمان کا ہاتھ قرار دیا اور ان کی طرف سے بیعت فرمائی تو اللہ تعالیٰ کریم نے فرمایا۔

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (پ۲۶ سورۃ الفتح آیت ص۱۰)

یہ تو اللہ کا ہاتھ ہے۔

دست احمد عین دست ذوالجلال
اوہدا ہتھ رب اپنا ہتھ آکھے ہووے کافر جہڑا وکھ آکھے

گرامی حضرات اب۔ ایک قول ہے کہ یہ ہاتھ عثمان غنی کا ہے

دوسرا قول ہے کہ یہ ہاتھ محمد بن عبداللہ کا ہے

تیسرا قول ہے کہ یہ ہاتھ محمد رسول اللہ کا ہے۔

اور خدا کا ارشاد ہے کہ یہ ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔

توحید کے ٹھیکیدارو بتاؤ اب ہم کس کی بات مانیں

تمہاری بات مانیں یا ربّ العالمین کی بات مانیں

اللہ کریم نے وضاحت کیساتھ فرمایا کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ (پ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ص۱۰)

جن لوگوں نے آپ کی بیعت کی ان لوگوں نے اللہ کی بیعت کی

اعلیٰ حضرت بول اٹھے کہ

بخدا خدا کا یہی ہے گھر نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

رسول کا مارنا – اللہ کا مارنا:

مولویو! غور کرو

اس کا ہاتھ	اس کا ہاتھ
اس کی بیعت	اس کی بیعت

اب ذرا قرآن کا مطالعہ کرو اور اس بحر عشق رسول سے موتی نکالو۔ اسی طرح فرمایا اس کا مارنا میرا ہی مارنا ہے۔ دیکھئے!

یہ میدان بدر ہے

ادھر ہزاروں کا لشکر ہے اور ادھر صرف تین سو تیرہ

اللہ اکبر۔ کیا منظر تھا کہ

نہیں تھا تین سو تیرہ سے آگے تک شمار ان کا
سنا ہے یہ کہ ان کے ساتھ تھا پروردگار ان کا
تھے ان کے پاس دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں
بدلنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں
نہ تیغ و تیر پر تکیہ نے خنجر پر نہ بھالے پر
بھروسہ تھا تو اک سادی سی کالی کملی والے پر

یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا نرالا تھا
کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا

سامعین!

ادھر ہزاروں	ادھر مٹھی بھر
ادھر سامان والے	ادھر ایمان والے
ادھر کافر و فاسق	ادھر عاشق صادق
ادھر تلواروں والے	ادھر سرکاروں والے
ادھر نشہ بتاں ہے	اور ادھر مستی وجہ کون و مکان ہے
ادھر زندیق اکبر ہے	ادھر صدیق اکبر ہے
ادھر نجاست ہی نجاست ہے	ادھر طہارت ہی طہارت ہے
ادھر فسق و فجور ہے	ادھر محبت کا نور ہے
ادھر کفر کا اندھیرا ہے	ادھر ایمان کا سویرا ہے

ادھر روپیہ پیسہ۔ شراب کباب اور دولت ہے۔ اور
ادھر فقر و غنیٰ۔ طہارت و تقویٰ اور شریعت ہے

یہ سب کچھ پیش نظر رکھ کر تاجدار نبوت نے اپنے ہاتھ بارگاہ خداوندی میں اٹھا کر عرض کیا

اگر ان کو جہاں سے آج تو نے محو کر ڈالا
قیامت تک نہ ہوگا کوئی تجھ کو پوجنے والا

حکم ایزدی آ گیا کہ مٹھی بھر ریت کے کنکر اپنے دست مبارک میں اٹھاؤ ان پر سورہ یٰسین پڑھ کر ان کفار پر پھینک دو۔ جب سرکار نے یہ مٹھی بھر کنکر ان کی طرف پھینکے تو انہوں نے آگے لگ کر بھاگنے میں عافیت جانی۔ عورتوں نے انہیں بھاگتے ہوئے دیکھا تو کہا

اے عرب کے بہادرو! تمہیں کیا ہوگیا۔

جواب ملا! بس پتہ نہیں چلا کہ ایک مٹھی بھر کنکر مصطفےٰ علیہ السلام نے ہمیں مارے ہیں۔ یوں محسوس ہوا کہ کائنات پلٹ کر رکھ دی ہے۔

عورتوں نے کہا کہ سنا ہے وہ رحمۃ للعالمین ہیں؟

جب وہ سراپا رحمت ہیں تو مارتے کیوں ہیں؟

فرمایا: جبریل جلدی جا اور ان سے کہدے۔ میرے محبوب کی رحمت پر اعتراض کرنے والو

مَا رَمَيْتَ۔ اس نے نہیں مارا۔

توجہ رہے! مَا رَمَيْتَ کہہ کر مکہ کی عورتوں کو جواب دیا کہ اس نے نہیں مارا اور اِذْ رَمَيْتَ کہہ کر پاکستان کے بے دینوں کا رد کیا کہ کہیں یہ نہ کہدیں کہ اسے مارنے کا اختیار نہیں۔ اس نے نہیں مارا لیکن جب اس نے مارا۔ اس نے کہاں مارا۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۔ وہ تو اللہ نے مارا ہے۔ فرمایا

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۔ (پ۹ سورۃ انفال آیت ص۱۷)

اور آپ نے نہیں رمی فرمائی جب آپ نے فرمائی۔ وہ تو اللہ نے فرمائی ہے۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

رسول کا بولنا اللہ کا بولنا:

گرامی حضرات! یہ مظہر ذات خدا ہے لہٰذا

اس کا ہاتھ	خدا کا ہاتھ
اس کی بیعت	خدا کی بیعت
اس کی رمی	خدا کی رمی

اور ملاحظہ ہو کہ اس کا بولنا	خدا کا بولنا

فرمایا خداوند کریم نے کہ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى
(پ۲۷ سورۃ النجم آیت ص۴-۳)

اور یہ خواہش سے نہیں بولتے جب یہ کلام فرمائیں تو وحی سے فرماتے ہیں

خدا بولدا نئیں اوہ بے مثل ذات اے
اوہو ای بولدا اے جاں بولے محمد

رسول کا بلانا اللہ کا بلانا:

اس کا بلانا۔ خدا کا بلانا

ارشاد باری ہے کہ

اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (پ۹ سورۃ الانفال آیت ص۲۴)

جب اللہ اور اس کا رسول بلائیں فوراً حاضر ہو جاؤ

توجہ فرمائیں! بلانے والے اللہ اور رسول اللہ۔ لیکن دَعَاكُمْ صیغہ واحد کا۔ چاہئے تو تھا کہ دعواکم تشنیہ کا صیغہ آتا مگر صیغہ واحد۔ تا کہ پتہ چل جائے

اس کا بلانا	خدا کا بلانا
خدا کا بلانا	اس کا بلانا

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں وہاں نہیں

اگر مجھ سے ملنا ہے تو:

فرمایا مجھ سے ملنا ہے تو پھر "جاؤک" آپ کے در دولت پر حاضر ہوں جب وہاں آ جائیں گے تو "لوجدوا اللہ" یہ اللہ کو پالیں گے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (پ۵ سورۃ النساء آیت ص۶۴)

؎ بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

عکس جمال کبریا:

سامعین مکرم! عرض کر رہا تھا میرے آقا مظہر ذات خداوندی ہیں۔ یوں سمجھیے کہ عکس آئینہ جمال کبریا ہیں۔ تو جب آئینہ دیکھا جاتا ہے تو اس میں اپنا آپ نظر آتا ہے۔ آئینہ میں جھانک کر دیکھو تو آپ کا عکس نظر آئے گا۔

جو قد دیکھنے والے کا وہی اس عکس کا
جو رنگ دیکھنے والے وہی اس عکس کا
اس کے ہونٹ ہلیں گے تو عکس کے بھی ہلیں گے
اس کا ہاتھ ہلے گا تو عکس کا بھی ہلے گا

حالانکہ عکس بعینہ وہ نہیں اور وہ بعینہٖ عکس نہیں ہے۔ اس کے باوجود کہ وہ عکس اس سے جدا بھی نہیں مگر وہ اس کا عین بھی نہیں۔

بلا تشبیہ و مثال

نبی خدا نہیں
خدا نبی نہیں
ہاں ہاں یہ نبی عکس جمال کبریا ہے
خدا بھی نہیں
اور جدا بھی نہیں

اسی لئے جب اس نے مارا تو فرمایا غلط سمجھے ہو یہ جس کا عکس ہے اسی نے مارا ہے

جب اس نے بیعت فرمایا تو ارشاد ہوا غلط سمجھے ہو یہ جس کا عکس ہے اسی نے بیعت فرمایا ہے
جب اس کے ہونٹ ہلے تو فرمایا غلط سمجھے ہو یہ جس کا عکس ہے اسی کے ہونٹ ہلے ہیں
جب اس نے بلایا تو فرمایا غلط سمجھے ہو یہ جس کا عکس ہے اسی نے بلایا ہے
جب اس کی اطاعت کی تو فرمایا غلط سمجھے ہو یہ جس کا عکس ہے اس کی اطاعت کی ہے

اقبال کو وجد آیا تو یوں گویا ہوئے کہ

؎ مصطفٰے آئینہ روئے خداست
منعکس دروے ہمہ خوئے خداست

نتیجہ کیا نکلا یہی کہ

؎ بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

مومن۔ مومن کا شیشہ ہے:

گرامی حضرات! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں مومن ہوں۔ فرمایا۔

اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ (۲۸ سورۃ الحشر آیت ص۲۳)

وہ ملک ہے قدوس ہے سلام ہے مومن ہے

پتہ چلا کہ اللہ مومن ہے۔ نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا میں بھی مومن ہوں اور دوسری جگہ فرمایا کہ

اَلْمُؤْمِنُ مَرَاٰةُ الْمُؤْمِنِ۔ مومن مومن کا شیشہ ہے۔

؎ رکھ سامنے شیشہ وحدت دا اللہ پاک نے یار سجایا اے۔

اس لئے یہ بات سمجھ لیں کہ نبی کریم علیہ السلام عکس آئینہ کبریا اور مظہر ذات باری ہیں تو پھر اگر

ذات اوّل و آخر	تو مظہر ذات بھی اوّل و آخر
ذات ظاہر و باطن	تو مظہر ذات بھی ظاہر و باطن
ذات بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٍ	تو مظہر ذات بھی بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٍ

وہ ربّ العالمین:

ذات ربّ العالمین ہے۔ ارشاد باری ہے کہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (پ۱ سورۃ الفاتحہ' آیت ص۱)

یہ رحمۃ للعلمین:

مظہر ذات رحمۃ للعلمین ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ۱۷ سورۃ الانبیاء' آیت ص۱۰۷)

وہ ربّ النّاس:

ذات ربّ النّاس ہے ارشاد باری ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (پ۳۰ سورۃ الناس' آیت ص۱)

یہ کافۃ للناس:

مظہر ذات كَافَّةً لِّلنَّاسِ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ (پ۲۲ سورۃ السبا' آیت ص۲۸)

وہ غنی و کریم:

ذات غنی و کریم ہے۔ فرمایا:

فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ (پ۱۹ سورۃ النحل' آیت ص۴۰)

یہ بھی کریم:

مظہر ذات بھی کریم ہے۔ فرمایا

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (پ۳۰ سورۃ التکویر' آیت ص۱۹)

وہ رؤف ورحیم:

ذات رؤف و رحیم ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ (پ۲ سورۃ البقرہ' آیت ص۱۴۳)

یہ بھی رؤف رحیم:

مظہر ذات رؤف و رحیم ہے۔ فرمایا

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (پ۱۱ سورۃ التوبہ' آیت ص۱۲۸)

وہ شہید:

ذات شہید ہے فرمایا:

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (پ۲۶ سورۃ الفتح آیت ۲۸)

یہ بھی شہید:

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (پ۲ سورۃ البقرہ' آیت ص۱۴۳)

وہ بھی اور یہ بھی:

تو پتہ چلا کہ

وہ بھی شہید	یہ بھی شہید
وہ بھی رؤف ورحیم	یہ بھی رؤف ورحیم
وہ بھی کریم	یہ بھی کریم

وہ ربّ الناس — یہ کافۃ للناس

وہ ربّ العالمین — یہ رحمۃ للعالمین

اسی طرح وہ بھی اوّل و آخر — یہ بھی اوّل و آخر

وہ بھی باطن و ظاہر — یہ بھی باطن و ظاہر

وہ بھی بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٍ — یہ بھی بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٍ

فرق یہ ہے کہ:

فرق یہ ہے کہ وہ از خود ان صفات سے متصف ہے اور انہیں اس نے متصف کر دیا ہے۔

وہ خود اوّل و آخر ہے — انہیں اوّل و آخر بنا دیا ہے

وہ خود باطن و ظاہر ہے — انہیں باطن و ظاہر بنا دیا ہے

وہ خود بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٍ ہے — انہیں بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٍ بنا دیا ہے

اگر وہ ایک عام انسان کو اپنی صفات عطا فرما سکتا ہے تو اپنے محبوب کو کیوں نہیں عطا فرما سکتا؟

وہ سمیع و بصیر ہے:

ملاحظہ ہو وہ فرماتا ہے کہ میری شان یہ ہے کہ

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (پ۱۵' آیت ۱' سورہ بنی اسرائیل)

میں سمیع و بصیر ہوں

انسان سمیع و بصیر ہے:

اور انسان کی شان یہ ہے کہ

فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا (پ۲۹' سورۃ الانسان' آیت ص۲)

میں نے انسان کو سمیع و بصیر بنا دیا ہے۔

کیا یہ شرک ہے؟:

گرامی حضرات! آپ نے کبھی سنا کہ مولوی نے کہا ہو انسان کو سمیع و بصیر نہ کہو یہ شرک ہے؟ کبھی نہیں۔ مگر نبی کریم علیہ السلام کی شانوں کو تسلیم کرنے سے شرک ہو جاتا ہے۔ یاللعجب۔ افسوس صد افسوس! کیا امتی ہونے کا حق یہی ہے؟

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی

عشق کے بدلے عداوت کیجئے

حضور علیہ السلام اوّل ہیں:

سامعین کرام! نبی کریم علیہ السلام اوّل ہیں۔ آیئے قرآن کریم سے رہنمائی لیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ

(پ۸' سورۃ الانعام آیت ص۱۶۲-۱۶۳)

فرما دیجئے (اے محبوب) میری نماز اور قربانی میری زندگی اور وفات اللہ ربّ العالمین کے لئے ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام اوّل ہیں۔ ضیاء الامت حضرت پیر کرم شاہ صاحب بھیروی علیہ الرحمۃ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ

مولانا شبیر عثمانی کا قول:

اور یا اولیت سے مراد اولیت حقیقیہ ہے کہ سب مخلوقات سے پہلے اللہ تعالیٰ کی توحید کا عرفان اتم ہمارے آقا مولا محمد رسول اللہ ﷺ کو ہوا کیونکہ ہر چیز سے پہلے حضور ﷺ نے ہی اپنے ربّ کی توحید کی شہادت دی۔

قَالَ قَتَادَۃَ! اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ اَوَّلَ الْاَنْبِیَآءِ فِی الْخَلْقِ وَآخِرَھُمْ فِی الْبَعْثِ (قرطبی)

یعنی قتادہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری تخلیق تمام انبیاء سے پہلے ہوئے اور بعثت سب کے بعد۔ اِنَّہٗ اَوَّلُ الْخَلْقِ اَجْمَعُ (قرطبی) یعنی حضور ﷺ کی پیدائش سب مخلوق سے پہلے ہوئی اور مولانا (شبیر احمد دیوبندی) عثمانی نے بھی اسی قول کو پسند فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں! عموماً مفسرین وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اس امت محمدیہ کے اعتبار سے آپ اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ہیں لیکن جب جامع ترمذی کی حدیث کُنْتُ نَبِیًّا وَّآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ (یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم ابھی روح وجسد کی درمیانی منزلیں طے کر رہے تھے) کے موافق آپ اوّل الانبیاء ہیں تو اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے''۔
(تفسیر ضیاء القرآن جلد اول ص ۶۲۰)

گرامی حضرات! اس تفسیر سے پتہ چلا کہ

۱- سرکار ہی اوّل الخلق ہیں۔
۲- سرکار ہی اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ہیں۔
۳- سرکار ہی اوّل النبیین ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے:

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سیرت کی جملہ کتب میں یہ موجود ہے کہ سرکار ابد قرار علیہ السلام اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے تو۔

سال تھا	عام الفیل کا
دن تھا	پیر کا
تاریخ تھی	بارہ ربیع الاول کی
وقت تھا	صبح صادق کا

کاشانہ اقدس تھا	سیدہ آمنہ کا

تو پھر اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ کیسے؟
اور جب سارے نبی پہلے آچکے تو اوّل النبیین کیسے؟
اور جب آپ سے قبل مخلوقات موجود تھیں تو اوّل الخلق کیسے؟

جواب اس کا یہ ہے:

تو جواب یہ ہے کہ سرکار کی جلوہ نمائی تین اقسام پر ہے۔

۱- نبی اکرم ﷺ کی تخلیق
۲- نبی اکرم ﷺ کی ولادت
۳- نبی اکرم ﷺ کی بعثت

یہ جو حالات ہیں کہ عام الفیل کو بارہ ربیع الاول بروز پیر صبح صادق کے وقت آپ کاشانہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا میں جلوہ گر ہوئے تو یہ آپ کی ولادت ہے۔

یہ جو سرکار علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ میں آخری نبی ہوں۔ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی یا روح اور جسم کے درمیان تھے۔ یہ آپ کی نبوت وبعثت ہے۔

اور یہ جو فرمایا کہ اس میں تخلیق میں سب سے اوّل ہوں تو یہ حضور کی خلقت ہے۔

اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ کیسے؟:

تو اسی خلقت کے لحاظ سے آپ اوّل ہیں اور اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اس طرح کہ جب اللہ کریم نے ارواح سے یہ سوال فرمایا کہ

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ۔ قَالُوْا بَلٰی (پ ۹ سورۃ الاعراف آیت ص ۱۷۲)

کیا میں تمہارا رب نہیں۔ جواب آیا ہاں کیوں نہیں۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تین مرتبہ یہ فرمایا کہ کیا میں تمہارا

رب نہیں؟

جب پہلی مرتبہ فرمایا — تو کوئی جواب نہ آیا

جب دوسری مرتبہ فرمایا — تو کوئی جواب نہ آیا

جب تیسری مرتبہ فرمایا — تو ایک آواز بلند ہوئی

ہاں کیوں نہیں یہ کس کی آواز تھی۔ امام رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

اَوَّلُ مَنْ قَالَ بَلٰی فَهُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سب سے پہلے جس نے کہا ''بلیٰ'' وہ محمد مصطفیٰ علیہ السلام تھے۔

تو جب سب سے پہلے آپ نے اقرار ربوبیت فرمایا تو آپ اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ہوئے۔ اگر آپ یہ اقرار نہ فرماتے تو پھر کوئی بھی اقرار نہ کرتا۔ اسی لئے تو خالق کائنات فرماتا ہے کہ

لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ

اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کا اظہار نہ فرماتا۔

ایک اور حدیث قدسی میں ہے کہ

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

(جواہر البحار جلد اوّل ص۳۴۲)

میں ایک مخفی خزانہ تھا مجھے اس امر سے محبت ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

اب اللہ کریم — قدیم

اور یہ مخلوق — حادث

یہ مخلوق حادث اس ربوبیت کا ادراک کیسے کرتی اور اگر ادراک نہیں تو اقرار کیسے؟

تو پھر

فَخَلَقَ مِنْ تِلْكَ الْمَحَبَّةِ حَبِيْبًا اِخْتَصَّهٗ لِتَجَلِّيَاتِ ذَاتِهٖ

(جواہر البحار جلد اوّل ص۲۴۶)

تو اللہ تعالیٰ نے اس محبت سے اپنے حبیب کو پیدا کیا اور انہیں تجلیات ذات کے فیض سے مخصوص فرمایا۔ امام احمد رضا بریلوی نے کیا خوب فرمایا کہ

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

جب مخلوق ممکن و حادث ہے تو وہ ذات باری یعنی قدیم کا ادراک نہیں کرسکتی تو سرکار نے یہ ادراک کرتے ہوئے اقرار ربوبیت کیسے کرلیا؟

اگر وہ ممکن نہیں تو قدیم ہیں۔ تو قدیم تو معبود ہوا کرتا ہے عابد نہیں۔ اللہ کریم ذات قدیم ہے۔ تو معبود ہے وہ عابد نہیں تو پھر حضور اگر ممکن و حادث نہیں تو عابد کیوں؟ پھر

اگر وہ ممکن تھے تو — چاند کیسے توڑ دیا؟

اگر وہ ممکن تھے تو — سورج کیسے موڑ دیا؟

اگر وہ ممکن تھے تو — درخت کیسے چلا دیئے؟

اور اگر وہ ممکن نہیں تھے تو — عابد کیوں؟

اگر وہ ممکن نہیں تھے تو — ساجد کیوں؟

اگر وہ ممکن نہیں تھے تو — راکع کیوں؟

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں

تو پھر جب ممکن بھی نہیں واجب بھی نہیں تو اے بریلوی غلاموں کے آقا اے تاجدار اہلسنّت پھر وہ کیا ہیں۔ فرمایا

حق یہ کہ ہیں عبد الٰہ اور عالم امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سرالہ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

پھر سب نے اقرار کیا:

اللہ تعالیٰ نے تجلیات ذات کے فیض خاص سے مخصوص اپنے حبیب کو تخلیق فرمایا۔ اپنی ذات کا مظہر اتم بتایا اور اپنے جمال کا آئینہ ٹھہرایا۔ پھر سوال فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے پہلے آپ نے ہی اقرار فرمایا۔ ہاں کیوں نہیں۔ اس لئے آپ اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ہیں۔ آپ کے بعد آپ کی اتباع کرتے ہوئے سب نے یہ اقرار کیا۔

میرا نور سب سے اول:

حضرات گرامی! اوّل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ اپنی تخلیق میں اوّل ہیں چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (مدارج النبوت جلد اول ص ۷ اردو)

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

ولادت اور تخلیق:

توجہ فرمائیے! عام الفیل بارہ ربیع الاول پیر کی صبح صادق کاشانہ سیدہ آمنہ میں ظہور قدسی ہوا ہے۔ تخلیق نہیں؟ ولادت اور تخلیق میں فرق ہے۔ ولادت کیلئے والدین ضروری ہیں۔ تخلیق کیلئے نہیں اسی لئے آدم علیہ السلام کی تخلیق ہے ولادت نہیں۔

نوح علیہ السلام کی اونٹنی کی — تخلیق ہے ولادت نہیں

تمام آسمانوں اور زمینوں کی — تخلیق ہے ولادت نہیں

عرش وکرسی لوح وقلم کی — تخلیق ہے ولادت نہیں

اور حضور علیہ السلام فرماتے ہیں یہ سب کچھ میرے نور سے پیدا کیا گیا ہے اور میں اللہ کے نور سے

اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْخَلَائِقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ (مدارج النبوت)

میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوقات میرے نور سے۔

اور فرمایا کہ

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَمِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ (مطالع المسرات)

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا پھر میرے نور سے ہر شئی پیدا کی۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَمِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ جَمِیْعَ الْکَائِنَاتِ

(بیان المیلاد النبوی ص ۲۴)

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا پھر میرے نور کے فیض سے تمام کائنات کو وجود بخشا۔

تھانوی نے نقل کیا:

حضرات گرامی! منکرین نور مصطفوی کے عظیم سپوت اور بیماران دیوبند کے حکیم الامت مولٰی اشرفعلی تھانوی نے بھی نورانیت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی مایہ ناز کتاب نشر الطیب میں یوں سرخی جمائی ہے کہ

''پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں''

اور اس میں سب سے پہلے ''مصنف عبدالرزاق'' کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سیدنا جابرؓ نے سوال کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! ہمیں بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس شئی کو پیدا فرمایا تو سید عالم علیہ السلام نے فرمایا۔

یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ

(نشر الطیب از تھانوی)

اے جابر اللہ تعالیٰ نے ہر شئی سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

یہ سوال تھانوی پر کرو:

اب بیماران دیوبند کو چاہئے کہ جو اعتراضات وہ ہم پر وارد کرتے ہیں اپنے

اس حکیم الامت پر وارد کریں کہ

اگر وہ نور تھے تو	ماں باپ کیوں؟
اگر وہ نور تھے تو	نکاح کیوں؟
اگر وہ نور تھے تو	اولاد کیوں؟
اگر وہ نور تھے تو	قبر کیوں؟

اور اگر وہ اللہ کے نور سے نور ہوئے تو اللہ کا نور تقسیم ہوگیا؟

میں ان سے پوچھتا ہوں:

میں ان بیماران دیوبند سے پوچھتا ہوں کہ

اگر نور کے والدین نہیں ہوتے تو آدم علیہ السلام کو نور تسلیم کرو

اگر نور کا نکاح نہیں ہوتا تو ہاروت و ماروت کو بشر مانو

اگر نور کی اولاد نہیں ہوتی تو آسیہ زوجہ فرعون کو نور مانو

اگر نور کی قبر نہیں ہوتی تو ادریس علیہ السلام کو نور تسلیم کرو

اور اگر نور من نور اللہ کی وجہ سے اللہ کے نور کا تقسیم ہونا لازم آتا ہے تو حضرت عیسیٰ کو روح اللہ نہ مانو۔ اور وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ کا بھی انکار کرو۔

عقل کے اندھو:

عقل کے اندھو۔غور کرو

جب تک میرے آقا نور محض تھے	آپ کے والدین نہ تھے
جب تک میرے آقا نور محض تھے	آپ کا نکاح نہ تھا
جب تک میرے آقا نور محض تھے	آپ کی اولاد نہ تھی
جب تک میرے آقا نور محض تھے	آپ کی قبر مبارک نہ تھی

اور جب لباس بشری میں تشریف لائے تو یہ تمام لوازمات بشریہ بھی ساتھ جلوہ گر ہوئے اور وہ بھی تعلیم امت کیلئے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت ۲۱)

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی تمام حیات طیبہ تمہارے لئے زندگی کے ہر موڑ پر بہترین نمونہ ہے۔

لباس آدمی پہنا جہاں نے آدمی جانا
مزمل بن کر آئے ہیں وہ طٰہٰ بن کے نکلیں گے

دنیا کو بتانا تھا کہ

بزرگوں کا احترام ایسے کرنا جیسے	میرے حبیب نے کیا ہے
نکاح کی تقریبات اس طرح کرنا جیسے	میرے حبیب نے کی ہیں
اولاد سے محبت ایسے کرنا جیسے	میرے حبیب نے کی ہے
تمام زندگی لمحات ایسے گزارنا جیسے	میرے حبیب نے گزارے ہیں

اگر یہ نور خدا لباس بشریت میں یہ سب کچھ کر کے نہ دکھاتا تو تعلیم امت کا سامان کیسے ہوتا؟

نور پہلے سب کچھ بعد میں:

گرامی حضرات! توجہ فرمائیں

ابھی تک تو کسی شئی کا وجود نہ تھا کہ ہر شئی سے پہلے نور مصطفوی کو تخلیق کیا گیا اور ہر شئی اس کے بعد معرض وجود میں آئی۔

آسمان بنا	بعد میں
زمین بنی	بعد میں
سورج بنا	بعد میں
چاند بنا	بعد میں
ستارے بنے	بعد میں
عرش بنا	بعد میں

کرسی بنی بعد میں
لوح بنی بعد میں
قلم بنا بعد میں
ملائکہ بنے بعد میں
نبی بنے بعد میں
رسول بنے بعد میں
بشریت بنی بعد میں
موت بنی بعد میں
حیات بنی بعد میں
آگ بنی بعد میں
مٹی بنی بعد میں
پانی بنا بعد میں
ہوا بنی بعد میں

تو جو نبی پانی مٹی آگ ہوا سے پہلے۔ موت و حیات کی تخلیق سے پہلے زندہ تھا۔ وہ اب بعد میں مردہ کیوں؟ اور یہ جو بشریت کا میٹریل ہے۔ پانی مٹی آگ ہوا۔ ابھی یہ نہیں بنا تھا تو بشر تو بعد کی بات ہے۔ پتہ چلا

میرا نبی نور بھی ہے
میرا نبی زندہ بھی ہے

بشر بنا مٹی سے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ

میں نے بشر کو مٹی سے پیدا کیا۔

اور حضور فرماتے ہیں

کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ

میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم (بشر) پانی اور مٹی کے درمیان تھے

کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ (مدارج النبوت جلد اوّل ص ۷)

میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم (بشر) کا خمیر بن رہا تھا۔

بشر بنا پانی سے۔ ارشاد باری ہے۔

ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا (پ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ص۵۴)

وہ اللہ جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا۔

کیا یہ بشر ہیں:

گرامی حضرات!

یہ پانی بنا بعد میں میرے آقا پہلے
یہ مٹی بنی بعد میں میرے آقا پہلے
یہ خمیر بنا بعد میں میرے آقا پہلے
یہ بشریت بنی بعد میں میرے آقا پہلے

تو جو ہستی پاک اس بشریت اور اس کے میٹریل سے پہلے تخلیق فرمائے گئے کیا وہ بشر تھے؟

ایک وہابی مولوی کہتا ہے۔

؎ ک کن دیا منزلاں پہلیاں سن جدوں میرے نبی دی لوئی ہوئی سی
رب لکھ چھڈیا ختم مرسلاں دا مٹی آدم دی اجے نہ گوئی ہوئی سی
صمصام مردہ زمین دے بھاگ جاگے جہڑی مدتاں پہلوں دی موئی ہوئی سی

اور جناب صائم چشتیؒ فرماتے ہیں۔

؎ سب سے پہلے تھا ان کو بتایا گیا نور وحدت سے ان کو سجایا گیا
ایسی تصویر محبوب کی کھینچ دی خود خدا کو بنا کر غرور آ گیا

زندگی آ گئی رونقیں آ گئیں بزم عالم میں کیف و سرور آ گیا
آمنہ کے مقدر پہ قربان میں گود میں جس کی خالق کا نور آ گیا

چودہ ہزار سال پہلے:

گرامی حضرات! یہ نور بشریت سے چودہ ہزار سال پہلے تخلیق ہو چکا تھا۔ میرے آقا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

كُنْتُ نُوْرًا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ تَعَالٰى قَبْلَ اَنْ يُّخَلَقَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاَرْبَعَةَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ (الریاض النضرہ الجزء الثالث ص ۱۲۰)

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے (چودہ ہزار سال) میں اپنے رب کے حضور نور کی صورت میں موجود تھا۔

وہ ستارہ میں ہوں:

یہ تو ایک محتاط اندازہ ہے۔ آیئے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کریں تو آپ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام ذرا بتاؤ کہ آپ کی عمر کتنی ہے؟ تو میں نے عرض کیا۔ یہ تو مجھے علوم نہیں البتہ ایک اندازہ ہے اور وہ یہ کہ چوتھے آسمان پر ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔

میرے نبی رحمت علیہ الرحمۃ نے پیشانی مبارک سے دستار مبارک اٹھاتے ہوئے فرمایا جبرائیل ذرا پہچانو۔

وَاللهِ اَنَا ذٰلِكَ الْكَوْكَبُ

اللہ کی قسم! وہ ستارہ تو میں ہی ہوں۔

حسان پاکستان میاں محمد اعظم چشتی مرحوم کہتے ہیں۔

نور نبی دا اوس ویلے دا جے زمیں اسمان دی نئیں سی
نہ سورج نہ چن نہ تارے انجے آن زمان دی نئیں سی

لوح قلم نہ عرش نہ کرسی اجے کون مکان دی نئیں سی
اعظم آدم حوا والا اجے نام نشان دی نئیں سی

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

حضرات محترم! بات طویل ہوتی چلی گئی۔ عرض یہ کر رہا تھا کہ تھانوی صاحب نے حدیث نقل کی ہے کہ اے جابر اللہ تعالیٰ نے ہر شئی سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا تو یہ منکرین کہتے ہیں کہ اس طرح تو اللہ کا نور کم ہو جائے گا۔ دیکھئے نا اگر دو سیر دودھ سے ایک سیر نکال لو تو وہ ایک سیر رہ جائے گا۔ معاذ اللہ۔ حالانکہ خود تھانوی صاحب نے وضاحت کی ہے کہ اللہ کے نور کا حصہ نہیں بلکہ نور مصطفیٰ یہ اس نور کے فیض خاص سے پیدا کیا گیا۔ مصنف عبدالرزاق نے تشریح کی ہے کہ حضرت جابر نے عرض کیا یا رسول اللہ

أَجُزْءٌ مِّنْهُ؟ کیا یہ نور اس نور کا جز ہے
فرمایا لا نہیں
عرض کیا فَكَيْفَ پھر کس طرح ہے

فرمایا جابرؓ۔ جانتے ہو۔ مِنْ اَيْنَ هٰذَا الضَّوْءُ۔ یہ روشنی کہاں سے آ رہی ہے؟ عرض کیا۔ مِنَ الشَّمْسِ۔ سورج سے۔ فرمایا۔ أَجُزْءٌ مِّنْهَا؟ کیا یہ اس کا جز ہے۔ عرض کیا لا۔ نہیں۔ فرمایا: فَكَيْفَ۔ پھر کس طرح ہے۔ عرض کیا۔ مِنْ اَثَرِهَا۔ یہ اس کا اثر (فیض ہے) ہے۔

فرمایا جس طرح یہ روشنی سورج کا جز نہیں بلکہ فیض ہے۔

اسی طرح میرا نور بھی اللہ کے نور کا جز نہیں بلکہ اس کا فیض خاص ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں

وضع واضع میں تیری صورت ہے معنی نور کا
یوں مجازاً چاہے کہدیں جس کو کلمہ نور کا

نور کا معنی:

حضرات گرامی! مفسرین کرام نے نور کے کئی معانی نقل فرمائے۔ مثلاً نور کا ایک معنی ہے۔

اَلْكَيْفِيَّةُ فَائِزَةٌ مِنَ الشَّمْسِ وَالْوَاقِعَةُ عَلَى الْجِدْرَانِ ۔

وہ کیفیت جو سورج سے حاصل ہوتی ہے اور دیواروں پر چمکتی ہے۔

امام رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر نور کا یہ معنی ہو تو پھر اس لحاظ سے ذات باری تعالیٰ نور نہیں ہے۔ کیونکہ وہ نہ تو کسی کیفیت کا نام ہے اور نہ ہی کسی سے حاصل ہوئی۔

وہ ذات کیفیت سے پاک ہے اور لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے۔

اس معنی کے اعتبار سے سرکار دو عالم ﷺ ہی نور ہیں کیونکہ وہ ذات باری کے فیض خاص سے حاصل ہوئے ہیں اور عالم کو چمکا رہے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (پ ۶ سورۃ المائدۃ آیت ص ۱۵)

تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا۔

اب اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ ۱۸ سورۃ النور آیت ص ۳۵)

اللہ زمینوں اور آسمانوں کا نور ہے۔

منور اور ہادی:

تو اس کا معنی وہ نہیں جو بیان ہوا بلکہ اس کا معنی منور اور ہادی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو روشن کرنے والا ہے۔ روشنی نہیں ہے۔

مُنَوِّرٌ — روشن کرنے والا

هَادِیٌ — ہدایت دینے والا

روشنی نبی اکرم علیہ السلام ہی ہیں۔

وضع واضع میں تیری صورت ہے معنی نور کا
یوں مجازاً چاہے کہدیں جس کو کلمہ نور کا

یہ معنی مجازی ہے:

گرامی حضرات! نور کو بمعنی منور اور ہادی کرنا یعنی کہ مصدر کو اسم فاعل کے معنی میں لینا۔ کیونکہ منور اور ہادی اسم فاعل کے صیغے ہیں۔ یہ معنی حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہے۔ نور کا حقیقی معنی روشنی ہی ہے۔

یوں مجازاً چاہے کہدیں جس کو کلمہ نور کا

نور بمعنی منور — اللہ تعالیٰ

نور بمعنی ہادی — اللہ تعالیٰ

اور نور بمعنی نور اور روشنی — کملی والا

وضع واضع میں تیری صورت ہے معنی نور کا
یوں مجازاً چاہے کہدیں جس کو کلمہ نور کا

نور کا دوسرا معنی:

نور کا دوسرا معنی ہے

اَلظَّاهِرُ بِنَفْسِهٖ وَالْمُظْهِرُ لِغَيْرِهٖ (مطالع المسرات)

جو خود بھی ظاہر ہو اور اپنے غیر کو بھی ظاہر کر دے۔

میرے آقا خود بھی ظاہر ہیں اور جو سامنے آیا اسے بھی ظاہر فرما دیا۔ بتا دیا۔

یہ — ابوبکر صدیق ہے

یہ — عمر فاروق ہے

یہ — عثمان غنی ہے

یہ   علی مرتضیٰ ہے

یہ   ابوجہل ہے عتبہ ہے شیبہ ہے اور عتیبہ ہے

یہی وجہ ہے کہ صدیق اکبر نے اسے دیکھا تو کہا کہ آپ جیسا حسین کوئی نہیں۔

؎ چوں ابوبکر از محمد یافت بو
گفت ھذا لیس وجہ الکاذب

اور ابوجہل نے دیکھا تو بک دیا کہ معاذ اللہ آپ جیسا بدشکل کوئی نہیں۔

؎ دید احمد را ابوجہل وبگفت
زشت روئے کز بنی ہاشم شگفت

فرمایا اس نے بھی درست کہا اور اس نے بھی صحیح کیونکر۔ اَلظَّاھِرُ بِنَفْسِہٖ وَالْمُظْھِرُ لِغَیْرِہٖ۔ نور وہ جو خود بھی ظاہر اور دوسرے کو ظاہر کرے۔

میں نے صدیق کو بھی ظاہر کر دیا   اس نے اپنا آپ مجھ سے دیکھا
میں نے ابوجہل کو بھی ظاہر کر دیا   اس نے اپنا آپ مجھ سے دیکھا

سراجاً منیراً:

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔

وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا (پ۲۲ سورۃ الاحزاب' آیت ص۴۶)

اور چمکتا ہوا آفتاب۔

حضرات محترم! آفتاب خود بھی روشن ہے اور سارے عالم کو روشنی دے رہا ہے۔

میرے آقا بھی روشن آفتاب ہیں۔ خود بھی روشن اور کائنات کو روشن کرنے والے اس آفتاب کی کرنیں جہاں پہنچیں روشنی ہوتی گئی۔

اسی طرح اس آفتاب نبوت کی کرنیں بھی جہاں جہاں پہنچیں روشنی ہوتی گئی۔

کہیں   صداقت کی روشنی
کہیں   عدالت کی روشنی

کہیں   سخاوت کی روشنی
کہیں   شجاعت کی روشنی
کہیں   عبادت کی روشنی
کہیں   شہادت کی روشنی

یہ آفتاب اپنی روشنی سے ذرے ذرے میں موجود ہے۔

اسی طرح آفتاب نبوت بھی اپنی نورانیت سے کائنات کے ذرے ذرے میں موجود ہے۔ یہ آفتاب صبح طلوع ہو کر شام کو غروب ہو جاتا ہے۔

مگر آفتاب نبوت تا قیام قیامت بلکہ بعد از قیامت بھی طلوع ہی رہے گا۔

حضرت جابر فرماتے ہیں۔

؎ فَشَمْسُ النَّاسِ تَطْلَعُ بَعْدَ فَجْرِیْ
وَشَمْسِیْ تَطْلَعُ بَعْدَ الْعِشَآءِ

لوگوں کا سورج ساری رات منتظر رہتا ہے کب فجر آئے اور میں طلوع ہو جاؤں اور وہ بعد فجر کے طلوع ہوتا ہے مگر میرا سورج۔ یہ آفتاب نبوت تو عشاء کے بعد بھی طلوع ہی رہتا ہے۔ کسی عاشق نے کیا خوب فرمایا کہ

؎ دن کو اسی سے رشنی شب کو اسی سے چاندنی
سچ تو یہ ہے کہ روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے

روشن چراغ:

گرامی قدر سامعین! سراج کا ایک معنی چراغ بھی ہے۔ سِرَاجًا مُّنِیْرًا یعنی روشن چراغ۔

میں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔ اے مولا تو نے اپنے محبوب کو چراغ فرمایا تو کیوں؟ سورج کیوں نہ فرمایا؟

جواب آیا کہ ''لِاَنَّ الشَّمْسَ عُبِدَتْ'' سورج کی پوجا کی جائے۔ میں نے محبوب

کو اپنی پوجا کروانے کیلئے نہیں بھیجا بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ وہ میری پوجا کروائے۔
میں نے عرض کی مولا پھر محبوب کو چاند کیوں نہیں کہا؟ چراغ کیوں فرمایا؟
جواب آیا اس لئے کہ

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ (پ۲۳، سورۃ یٰس، آیت ص۳۹)

ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کی ہیں۔

اسی طرح **وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا** (پ۲۳، سورۃ یٰس، آیت ص۳۸)

اور سورج چلتا ہے اپنی مقرر کردہ راہ پر۔

گویا کہ چاند اور سورج مقید اور ماتحت ہیں۔ میرا محبوب نہ مقید ہے نا ماتحت بلکہ وہ تو

اس سورج کو اشارہ کرے تو یہ   واپس آ جائے
اس چاند کو اشارہ کرے تو یہ   دو ٹکڑے ہو جائے

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نے کتاب پڑھنی ہے اور میرے کمرے میں اندھیرا ہے۔ اسے یہ نہیں کہا جائے گا چاند کی روشنی میں پڑھو۔ چاند کو اندر لے آؤ بلکہ کہا جائے گا۔ چراغ اندر لے جاؤ اور اس کی روشنی میں پڑھو۔ جہاں تاریکی ہوگی۔ چراغ وہیں لے جایا جائے گا اور اس کی روشنی وہیں جائے گی۔ اس لئے فرمایا سِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ روشن چراغ۔

بہر کیف اگر اس کا معنی سورج ہے تو سراجاً وھاجا نہیں بلکہ سراجاً منیرا ہے اور اس کا معنی چراغ ہے تو معنی ظاہر ہے۔ کسی نے کیا خوب فرمایا کہ

فَجَآءَ مُحَمَّدٌ سِرَاجًا مُّنِیْرًا
فَصَلُّوْا عَلَیْهِ کَثِیْرًا کَثِیْرًا

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب سے میں اس آمنہ کے لال کو اپنے گھر میں لائی ہوں تو ''اَسْتَغْنِیْ عَنِ الْمِصْبَاحِ'' میں چراغ یا دیے سے مستغنی ہوگئی ہوں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

دیے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت
عجب روشنی تو نے پائی حلیمہ

حضور اوّل کیوں ہیں؟:

حضرات محترم! بات پھر طویل ہوگئی۔ عرض کر رہا تھا کہ ھو الاول نبی کریم اوّل ہیں اور سرکار نے فرمایا۔ سب سے اوّل میرا نور تخلیق کیا گیا۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ حضور علیہ السلام کا نور پاک ہر شئی سے پہلے کیوں پیدا کیا گیا؟

اس لئے کہ قاعدہ یہ ہے کہ محتاج بعد میں ہوتا ہے اور محتاج الیہ پہلے۔ غور کیجئے! انسان پیدا ہوتے ہی خوراک کا محتاج تھا۔ اپنے ہاتھوں سے روزی کا انتظام نہ کرسکتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی پیدائش سے پہلے اس کی ماں کے سینہ سے اس کی روزی پیدا فرما دی۔ چلنے کیلئے فرش کا محتاج تھا۔ اس کی پیدائش سے قبل زمین کو بطور فرش پیدا فرما دیا۔ سایہ کے لئے شامیانہ کا محتاج تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے آسمان کو اس کا شامیانہ بنا دیا۔

انسان بعد میں   ماں کے سینے میں دودھ پہلے
انسان بعد میں   چلنے کیلئے زمین پہلے
انسان بعد میں   سایہ کیلئے آسمان پہلے
کیونکہ
انسان محتاج   ماں محتاج الیہ

انسان محتاج	زمین محتاج الیہ
انسان محتاج	آسمان محتاج الیہ
محتاج بعد میں	محتاج الیہ پہلے

یہ ساری کائنات میرے آقا کی محتاج کی محتاج تھی اور حضور اس کے محتاج الیہ اس لئے کائنات کی ہرشئی بعد میں سرکار پہلے تخلیق کئے گئے اور فرمادیا گیا۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ص۱۰۷)

ہم نے آپ کو عالمین کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

عالمین کا ذرہ ذرہ آپ کی رحمت کا محتاج تھا وہ بعد میں پیدا کیا اور آپ ذات رحمت محتاج الیہ تھی اس لئے آپ کو پہلے پیدا کیا گیا۔

سب تھیں اوّل حضور دا نور بنیاں لفظ کن سی جدوں فرمایا گیا
اوہو ای نورو چہ آدم دے رکھ متھے ہر اک ملک اوہدے اگے جھکایا گیا
رکھ کے عالم الغیب دے کول برساں اوہ نور لکھایا پڑھایا گیا
اج آکھدے نیں اوہنوں غیب ناہیں جہدے سامنے سب کجھ بنایا گیا

میرا محبوب اوّل بھی ہے آخر بھی۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

تو اصل وجود آمدی از نخست
دگر ہرچہ موجود از فرع تست

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ"

معیارِ ہدایت

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ لِاَهْلِهَا ۔ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

تمام صحابہ معیار ہدایت ہیں:

حضرات گرامی! ہم اہلسنت وجماعت حنفی بریلوی ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ایمان ہے کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان معیار ہدایت ہیں۔ ان کی اتباع کرنیوالے راہ حق کو پالیتے ہیں اور ان سے منہ موڑنے والے ہدایت پر نہیں ہیں۔ اس لئے کہ اہل حل وعقد کا فیصلہ ہے کہ "اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عَدُوْلٌ" تمام صحابہ عادل ہیں اور یہ فیصلہ خداوندی بھی یہی ہے کہ۔

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (پ۵ سورۃ النساء آیت ص ۹۵)

اللہ کریم نے تمام (صحابہ کرام) سے وعدہ حسنیٰ فرمایا ہے۔

یہ دور بڑا عجیب ہے:

سامعین مکرم! یہ دور بڑا عجیب وغریب ہے باوجود ترقی یافتہ ہونے کے عوام ذہنی الجھاؤ کا شکار ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے ان مولویوں کی۔

لمبی لمبی	داڑھیاں
ماتھوں پر	محراب
شلواریں ٹخنوں سے بہت	اوپر
دھنسی ہوئی آنکھیں	ابھرے ہور خسار
ٹنڈیں اور بسترے	

دیکھتے ہیں۔ اور پھر یہ جبے۔ دستاریں اور پھر ان کی قرآن خوانیاں۔ حدیث دانیاں۔ آیات کی روانیاں دیکھتے ہیں تو پریشان ہو جاتے ہیں کہ ہم کیا کریں؟

ہیں یہ بھی مولوی	ہیں وہ بھی مولوی
وہ بھی قرآن پڑھتے ہیں	یہ بھی قرآن پڑھتے ہیں
وہ بھی حدیث پیش کرتے ہیں	یہ بھی حدیث پیش کرتے ہیں

ہم کس کی بات مانیں۔

عوام الناس کیلئے بہت مشکل ہے:

گرامی حضرات عوام کیلئے بہت مشکلات ان مولویوں نے پیدا کر دی ہیں۔ اگر کوئی وہابی ہے تو وہ قرآن پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ بس وہابی ہی ہدایت پر ہیں باقی سب گمراہ ہیں۔ اگر کوئی دیوبندی ہے تو وہ قرآن پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ بس دیوبندی ہی

ہدایت پر ہیں باقی سب گمراہ۔ اگر کوئی شیعہ ہے تو وہ قرآن پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ بس شیعہ ہی ہدایت پر ہیں باقی گمراہ ہیں۔ اگر کوئی اہلسنت وجماعت حنفی بریلوی ہے تو وہ قرآن پڑھتا ہے اور کہتاہے کہ بس ہم ہی ہدایت پر ہیں باقی سب گمراہ۔

بالکل ایسے ہی جیسے یہود ونصاریٰ کہتے تھے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ (پ۱ سورۃ البقرۃ آیت ۱۱۳)

اور کہتے ہیں یہودی کے نہیں عیسائی سیدھے راہ پر اور کہتے ہیں۔ عیسائی نہیں ہیں یہودی۔ سیدھے راہ پر حالانکہ وہ سب پڑھتے ہیں آسمانی کتاب۔

یہ مولوی ملاں:

یہ مولوی ملاں بھی اسی طرح ایک دوسرے کو آئے دن کافر ومشرک کہتے رہتے ہیں اور قرآن پڑھ پڑھ کر۔

وہ کہتا ہے تو کافر	اور	یہ کہتا ہے وہ کافر
وہ کہتا ہے تو مشرک	اور	یہ کہتا ہے وہ مشرک
وہ کہتا ہے تو بدعتی	اور	یہ کہتا ہے وہ بدعتی
ہیں دونوں ہی جبّوں والے	اور	ہیں دونوں ہی دستاروں والے
ہیں دونوں ہی بہت بڑے خطیب	اور	ہیں دونوں ہی بلا کے ادیب
ہیں دونوں ہی بڑے سادہ ومعصوم	اور	ہیں دونوں ہی سنت کے داعی

دونوں کا دعویٰ ہے کہ بس

ہم ہی ہدایت پر ہیں۔ ہمارے علاوہ کوئی دوسرا ہدایت پر نہیں ہے۔

ہر مکتب فکر اپنے آپ کو اصل ہدایت اور دوسرے تمام مکاتیب فکر کو گمراہ کہتا ہے۔

اے مولا تو ہی فیصلہ فرما:

اے میرے مولا تو ہی فیصلہ فرما کہ ہدایت پر کون ہے؟ تو ذات باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا (پ ۱ سورۃ البقرۃ آیت ۱۳۷)

پس اگر وہ ایمان لائیں ایسے جس طرح تم (اے صحابہ) ایمان لائے تو وہ ہدایت پالیں گے۔

پتہ چل گیا۔ فیصلہ ہوگیا کہ

جس کا ایمان صحابہ کے ایمان کی مثل ہوگیا وہ ہدایت پر ہے۔

جس کے ایمان سے صداقت صدیق کی خوشبو آجائے	وہ ہدایت پر ہے
جس کے ایمان سے عدالت فاروقی کا جذبہ ظاہر ہو	وہ ہدایت پر ہے
جس کے ایمان سے سخاوت عثمانی مترشح ہوتی ہو	وہ ہدایت پر ہے
جس کے ایمان سے شجاعت حیدری کے ولولے اٹھتے ہوں	وہ ہدایت پر ہے
جس کے ایمان سے شہادت حسینؓ کی تفسیر ہوتی ہو	وہ ہدایت پر ہے

جس نے اپنے ایمان کا ماخذ صحابہ کے ایمان کو بنایا ہو وہ ہدایت پر ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام کا ایمان معیار ہدایت ہے۔ فرمایا۔

فَقَدِ اهْتَدَوْا

اگر تمہارا ایمان صحابہ کرام کے ایمان کی مثل ہوگیا تو پھر تم نے ہدایت پالی۔

پھر سرکار دو عالم ﷺ نے اس پر مہر تصدیق ثبت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ (مشکوۃ شریف ص ۵۵۴)

میرا صحابی ستارہ کی طرح ہے ان میں سے کسی ایک کی اقتداء کرو گے ہدایت پالو گے۔

اگر کوئی خلیل مصطفے ہے تو	ہدایت کا ستارہ ہے

اگر کوئی مراد مصطفےٰ ہے تو	ہدایت کا ستارہ ہے
اگر کوئی داماد رسول ہے تو	ہدایت کا ستارہ ہے
کہ اگر زوج بتول ہے تو	ہدایت کا ستارہ ہے
کہ اگر کوئی حواری رسول ہے تو	ہدایت کا ستارہ ہے
اگر کوئی موذن رسول ہے تو	ہدایت کا ستارہ ہے
اگر کوئی غسیل ملائکہ ہے تو	ہدایت کا ستارہ ہے
اگر کوئی ذی الجناحین تو	ہدایت کا ستارہ ہے
اگر کوئی صدیق سے جنگ کرے	تو وہ اس ہدایت سے کٹ گیا
اگر کوئی فاروق سے جنگ کرے	تو وہ اس ہدایت سے کٹ گیا
اگر کوئی عثمان سے جنگ کرے	تو وہ اس ہدایت سے کٹ گیا
اگر کوئی حیدر سے جنگ کرے	تو وہ اس ہدایت سے کٹ گیا
اگر کوئی حسین سے جنگ کرے	تو وہ اس ہدایت سے کٹ گیا

حضرات گرامی اقبال کہتے ہیں

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویٰ سے شرار بولہبی

حق و شک کی کشمکش شروع سے ہی ہو رہی ہے۔ ہدایت و ضلالت کا تقابل ابتدائے آفرینش سے چلا آرہا ہے۔ یزیدیت و حسینیت روز اوّل سے برسر پیکار رہی ہے۔

یزیدیت آئی ابلیس کی شکل میں	حسینیت آئی آدم علیہ السلام کی صورت میں
یزیدیت آئی فرعون کی شکل میں	حسینیت آئی موسیٰ علیہ السلام کی صورت میں
یزیدیت آئی نمرود کی شکل میں	حسینیت آئی خلیل اللہ علیہ کی صورت میں
یزیدیت آئی ابوجہل کی شکل میں	حسینیت آئی مصطفےٰ ﷺ کی صورت میں
یزیدیت آئی مسلیمہ کذاب کی صورت میں	حسینیت آئی صدیق اکبر کی صورت میں

یزیدیت آئی قیصر وکسریٰ کی صورت میں حسینیت آئی فاروق اعظم کی صورت میں عَلٰی هٰذَا الْقِیَاسِ۔ اسی منظر کو علامہ مرحوم نے بیان فرمایا کہ

موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آمد پدید

تو پھر جب معرکہ حق وباطل برپا ہوتا رہا۔ کفر کی اٹاٹوپ گہرائیوں کے اندھیروں میں اس معیار ہدایت رکھنے والے نفوس قدسیہ نے چراغ ہدایت روشن کئے رکھے تو پھر بولنے والا بولا اور کمال کر گیا کہ

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اسلام کیسے زندہ ہوتا ہے؟:

گرامی حضرات!

جب تک معیار ہدایت والے اپنے خون سے شجر اسلام کی آبیاری نہ کریں
اسلام زندہ نہیں ہوتا
جب تک معیار حق والے اپنا گھر بار بچے اسلام کیلئے نہ لٹوائیں اور نہ کٹوائیں
اسلام زندہ نہیں ہوتا
جب تک معیار حق والے۔ بدر میں آ کر معوذ کے خون کی سیاہی معاذ کے بازو کے قلم
بنا کر بدر کی ریت پر داستان حق رقم نہ کریں
اسلام زندہ نہیں ہوتا
جب تک معیار حق والے میدان احد میں حضرت حمزہ کے خون کی سیاہی سہل کے خون کے قلم بنا کر احد کے میدان پر داستان حق رقم نہ کریں۔
اسلام زندہ نہیں ہوتا
اور جب تک معیار حق والے میدان کربلا میں آ کر

اکبر کے خون کی سیاہی بنا کر
عباس کے بازوؤں کا قلم بنا کر
کربلا کے ریگزار پر داستان حق رقم نہ کریں اسلام زندہ نہیں ہوتا
کیونکہ

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

میرے آقا حسین نے اصغر کی لاش پاک کو نیزے کف نوک پہ اٹھایا
عباس علمبردار کے بازوؤں کو تپتے ریگزار میں لہرایا
عمامہ مصطفویہ کو اپنے مقدس سرانور پر سجایا
شمشیر حیدری کو اپنے ہاتھوں کی زینت بنایا
اور تاقیام قیامت سبق یہ سکھایا کہ

چڑھ جائے کٹ کے سر تیرا نیزے کی نوک پر
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

کربلا میں اسباق دہرائے گئے:

گرامی حضرات!

میرے آقا حسین نے یہ معرکے بپا ہوتے ہوئے ملاحظہ کئے تھے۔ حق و باطل کو ٹکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

مسیلمہ کذاب اور لشکر صدیقی۔ قیصر وکسریٰ اور تقابل فاروق اعظم اور خلافت عثمانی و حیدری کی تمام جنگیں آپ کے سامنے تھیں تو گویا حسین نے

جو سبق صدیق سے سیکھا کربلا میں دہرادیا
جو سبق فاروق سے سیکھا کربلا میں دہرادیا
جو سبق عثمان سے سیکھا کربلا میں دہرادیا
جو سبق علی مرتضٰی سے سیکھا کربلا میں دہرادیا

ابوجہل- ابولہب- عتبہ- شیبہ اہل ہدایت نہ تھے۔ مصطفٰے میدان میں مبارزت میں اترے۔

مسیلمہ کذاب حق پر نہ تھا — صدیق میدان مبارزت میں اترے
قیصر وکسریٰ حق پر نہ تھے — عمر میدان مبارزت میں اترے
خارجی ورافضی حق پر نہ تھے — عثمان وعلی میدان مبارزت میں اترے
یزید حق پر نہ تھا — حسین میدان مبارزت میں اترے

جو حسین کو باغی کہے:

اب جو حسین کو باغی کہہ کر اہل حق سے نکالتا ہے۔

صدیق کا بھی — غدار ہے
فاروق کا بھی — غدار ہے
عثمان وعلی مرتضٰی کا بھی — غدار ہے
نبی مصطفٰے کا بھی — غدار ہے
اور جو نبی کا غدار ہے — وہ خدا کا غدار ہے

کیونکہ امام حسینؓ نے جن کی اقتدا کی وہ معیار ہدایت ہیں اور جو اہل ہدایت کے مقابلہ میں نکلا وہ سراپا ضلالت ہے۔

صدیق معیار ہدایت تھے — علی میدان جنگ میں نہ اترے
فاروق معیار ہدایت تھے — علی میدان جنگ میں نہ اترے
عثمان معیار ہدایت تھے — علی میدان جنگ میں نہ اترے
یزید ملعون معیار ہدایت نہ تھا — امام حسین میدان جنگ میں اترے

اور اگر نہ اترتے تو آج ہر گھر میں یزید کے ترانے بجائے جاتے۔

؎ حسین گر نہ شہید ہوتے
تو آج گھر گھر یزید ہوتے

کسی ملاں مولوی کے پیچھے نہ چلو:

تو معزز سامعین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ہدایت کے متلاشیو!

کسی مولوی کے پیچھے — نہ چلو
کسی مفتی کے پیچھے — نہ چلو
کسی ملاں کے پیچھے — نہ چلو

اگر ایمان لینا ہے۔ ہدایت پانی ہے تو پھر

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا (پ۱ سورۃ البقرۃ آیت ۱۳۷)

ایمان لاؤ صحابہ کرام کے ایمان جیسا تاکہ تم بھی ہدایت پا جاؤ۔

ہم کیسے مان لیں کہ؟:

اب اس نص قطعی کے ہوتے ہوئے اگر

ایمان کا دعوے دار بھی ہو اور صدیق کا غدار بھی — تو ہم کیسے اسے مومن سمجھیں؟
ایمان کا دعوے دار بھی ہو اور فاروق کا غدار بھی — تو ہم کیسے اسے مومن سمجھیں؟
ایمان کا دعوے دار بھی ہو اور ذی النورین کا غدار بھی — تو ہم کیسے اسے مومن سمجھیں؟
ایمان کا دعوے دار بھی ہو اور علی مرتضٰی کا غدار بھی — تو ہم کیسے اسے مومن سمجھیں؟

کیونکہ

؎ ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی ابوبکر وعمر عثمان وعلی
ہم مسلک ہیں یاران نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

جو شخص تینوں کو مانے ایک کو چھوڑے۔ اس نے بھی معیار ہدایت کو چھوڑ دیا۔
جو شخص ایک کو مانے تینوں کو چھوڑے اس نے بھی معیار ہدایت کو چھوڑ دیا۔

؎ اسلام کی عظمت کے مینارے ہیں صحابہ
گر چاند محمد ہیں تو ستارے ہیں صحابہ

سنی کو دل و جان سے پیارے ہیں صحابہ
ہم فخر سے کہتے ہیں ہمارے ہیں صحابہ

تو آیئے اب دیکھیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ایمان کیا ہے اور اس دور میں کس کا ایمان مثل صحابہ کے ایمان کے ہے۔ پہلے چند اہل ضلالت کے عقائد با حوالہ عرض کردوں پھر اس معیار پر پرکھ کر دیکھ لیں گے۔

اہل ضلالت کے عقائد:

ملاحظہ ہو مولوی اسماعیل دہلوی علیہ ماعلیہ کا ایمان وہ لکھتا ہے کہ

۱- ہر مخلوق بڑا ہو (جیسے نبی رسول فرشتے) یا چھوٹا (جیسے ہم تم) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے (زیادہ برا ہے) (تقویۃ الایمان ص۱۲ چھاپہ دیوبند)

۲- سب انبیاء واولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے کم تر ہیں۔
(تقویۃ الایمان ص۴۶ چھاپہ دیوبند)

۳- اولیاء انبیاء سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی۔ وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے۔ ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے۔
(تقویۃ الایمان ص۵۰ چھاپہ دیوبند)

اہل ہدایت کا عقیدہ:

حضرات گرامی! یہ ہے اہل ضلالت کا عقیدہ کہ معاذ اللہ انبیاء واولیاء اللہ اللہ تعالیٰ کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔

مگر صحابہ کرام علیہم الرضوان جو کہ معیار ہدایت ہیں ان کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہے بلکہ ان کا تو عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیاء کو اللہ نے عظمتیں اور شانیں عطا فرمائی ہیں۔

ملاحظہ ہو حضرت ابن عباس راوی ہیں کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام جلوہ افروز تھے تو

وہ تذکرہ انبیاء فرما رہے تھے ان میں سے ایک نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا

دراصل یہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ تھا کہ

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا (پ۵ سورۃ النساء آیت ص۱۲۵)

اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔

پھر دوسرے صحابیؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرمایا۔

وَمُوْسٰى كَلَّمَ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا

اور موسیٰ علیہ السلام جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔

یہ بھی قرآن کریم سے بیان کیا گیا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (پ۶ سورۃ النساء آیت ۱۶۴)

اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا

پھر تیسرے صحابیؓ نے اپنی تقریر میں فرمایا۔

وَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهٗ

اور عیسیٰ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔

یہ بھی قرآن کریم سے بیان کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ
(پ۶ سورۃ النساء آیت ۱۷۱)

بے شک مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں۔

فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا (پ۱۶ سورۃ مریم آیت ص۱۷)

پھر بھیجا ہم نے اس (مریم) کی طرف اپنی روح کو (جبرائیل کو)

حضرت جبرائیل امین آئے اور پھونک ماری تو روح اللہ وجود میں آگئے۔

اور پھر چوتھے صحابیؓ اٹھے اور فرمایا۔

آدَمُ اِصۡطَفَاهُ اللّٰهُ

آدم علیہ السلام کو اللہ نے چن لیا۔

یہ تقریر بھی بنص قرآنی ثابت ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰى آدَمَ (پ۳، سورۃ آل عمران آیت ص۳۳)

بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو چن لیا۔

یہ تقاریر جاری تھیں کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم تشریف لے آئے اور فرمایا۔

سَمِعۡتُ كَلَامَكُمۡ وَعَجَبَكُمۡ

میں نے تمہاری تقریریں سنی اور تمہارا تعجب میں پڑنا دیکھا۔

اِنَّ اِبۡرَاهِيۡمَ خَلِيۡلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوۡسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَعِيۡسٰى رُوۡحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَآدَمُ اِصۡطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ

یقیناً ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں جیسے کہ تم نے کہا اور موسیٰ علیہ السلام بھی اسی طرح نجی اللہ ہیں اور تمہارا بیان سچ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ و روح اللہ ہیں اور آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں تم نے سب کچھ صحیح اور درست کہا لیکن میری طرف بھی دیکھو کہ

اَلَا وَاَنَا حَبِيۡبُ اللّٰهِ وَلَا فَخۡرَ

وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الۡحَمۡدِ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَلَا فَخۡرَ تَحۡتَهٗ آدَمُ وَمَنۡ دُوۡنَهٗ

وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَلَا فَخۡرَ

وَاَنَا اَوَّلُ مَنۡ يُّحَرِّكُ حِلَقَ الۡجَنَّةِ فَيَفۡتَحُ اللّٰهُ لِيۡ فَيُدۡخِلُنِيۡهَا وَمَعِيَ الۡفُقَرَاءُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَلَا فَخۡرَ وَاَنَا اَكۡرَمُ الۡاَوَّلِيۡنَ وَالۡاٰخِرِيۡنَ وَلَا فَخۡرَ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص۵۱۴-۵۱۳)

میں اللہ کا محبوب ہوا اس پر مجھے فخر نہیں۔

میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھاؤں گا۔ اس پر مجھے فخر نہیں۔ میرے جھنڈے کے نیچے ہی آدم و من سوا ہوں گے۔

پہلا شافع اور مشفع قیامت کے میدان میں میں ہی ہوں گا اور اس پر مجھے فخر نہیں۔

میں ہی سب سے قبل جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا پھر اللہ میرے لئے اسے کھول دے گا اور اس میں مجھے داخل فرمائے گا۔ اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے اس پر مجھے فخر نہیں۔

میں ہی اکرم الاولین و آخرین ہوں اس پر مجھے فخر نہیں۔

اللہ فرماتا ہے:

گرامی قدر سامعین! توجہ رہے۔

یہ بے ایمان لوگ تو عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء کی شان...... معاذ اللہ وچمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔

مگر اللہ فرماتا ہے کہ

ان میں سے کوئی	صفی اللہ
ان میں سے کوئی	نجی اللہ
ان میں سے کوئی	کلیم اللہ
ان میں سے کوئی	روح اللہ کلمۃ اللہ
ان میں سے کوئی	خلیل اللہ (علیہم السلام)
اور ان سب سے بڑھ کر میرا محمد	حبیب اللہ (ﷺ)

اہلسنّت کا عقیدہ:

اب معیار ہدایت صحابہ کرام نے یہی عقائد رکھے۔ اگر ایسا ہی ہوتا جیسا کہ

ملاں کہتا ہے تو صحابہ کرام یہ شانیں کیوں بیان کرتے؟

اگر ان بے ایمانوں کا عقیدہ درست ہوتا تو نبی اکرم علیہ السلام ان عقائد صحابہ پر مہر تصدیق کیوں ثبت فرماتے اور اپنی شان پر یہ خطبہ بلیغ کیوں ارشاد فرماتے؟

میرا چیلنج ہے ان بے ایمان گستاخ ملاؤں کو کہ ثابت کرو

کسی ایک صحابی نے یہ عقیدہ رکھا ہو جیسا تم بکتے ہو

نبی کریم علیہ السلام نے یہ فرمایا ہو جیسا کہ تم بھونکتے ہو

ہمارا اہلسنت و جماعت کا عقیدہ وہی ہے جو ان صحابہ کرام کا ہے کیونکہ صحابہ کا ایمان معیار ہدایت ہے اور جس کا ایمان ان صحابہ کے عقیدہ کی مثل ہوگا۔ وہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔

فَاِنْ اٰمَنْتُمْ بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا (پ۱ سورۃ البقرۃ آیت ص۱۳۷)

فرق عقائد حقہ و باطلہ:

تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ چمار سے زیادہ ذلیل

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی توحید کی دلیل

تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ ذرہ ناچیز سے کم تر

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے بعد سب سے برتر

تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ بڑے بھائی

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ ہمارے آقا و مولا

؎ سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

مومنوں کی مائیں اور ملاں کا عقیدہ باطلہ:

حضرات سامعین یہ کہتے ہیں کہ

"نبی بڑے بھائی ہیں"

سنیے اللہ کا ارشاد کیا ہے؟ فرمایا۔

وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ۔ (پ۲۱ الاحزاب آیت ص۶)

اور آپ یعنی نبی (علیہ السلام) کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

ان کی ہٹ دھرمی دیکھیے۔ بڑا بھائی کہہ کر اس پر اڑے ہوئے ہیں جیسا کہ مولوی قاسم نانوتوی نے لکھا ہے کہ

"اگر کسی نے بوجہ نبی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہہ دیا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا؟" (البراھین القاطعہ ص۷ مولوی قاسم نانوتوی)

بتائیے قرآن کہتا ہے نبی کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ وہ تمہاری بھاوجیں ہیں۔

کیا صدیق اکبر نے — کسی زوجہ رسول کو بھاوج کہا
کیا فاروق اعظم نے — کسی زوجہ رسول کو بھاوج کہا
کیا حضرت عثمان نے — کسی زوجہ رسول کو بھاوج کہا
کیا مولا علی نے — کسی زوجہ رسول کو بھاوج کہا
کیا کسی صحابی نے — کسی زوجہ رسول کو بھاوج کہا

اگر کہا ہے تو کوئی ضعیف حدیث یا روایت ہی پیش کرو؟ نہیں پیش کرسکو گے۔

صحابہ کرام نے جب بھی کسی زوجہ رسول سے خطاب کیا تو ام المومنین کہہ کر خطاب کیا جس پر بے شمار حوالہ جات موجود ہیں۔

حتیٰ کہ حضرت ابوبکر کی بیٹی عائشہ جب صدیق کے گھر کی رونق ہو تو بیٹی اور جب کاشانہ نبوت کی زینت ہو تو ان کی بھی روحانی ماں۔

حضرت فاروق اعظم کی بیٹی حفصہ جب فاروق کے گھر کی رونق ہو تو بیٹی اور جب سرورِ کائنات علیہ السلام کے بیت المشرف میں ہو تو ان کی بھی روحانی ماں۔

شاعر کہتا ہے کہ

اُمَّهَاتُهُمْ دا میں معنی ڈساواں نبیاں دے ازواج حسن مومن دیاں مانواں

اوہ جاھل حیا کر حلالی دا کم نئیں ایہہ مانواں دے شکوے حرامی کرینین

آداب رسول:

ملاں کہتا ہے کہ ''ان کی تعظیم بھائیوں کی سی کرو'' جیسا کہ میں نے تقویۃ الایمان کا حوالہ دیا۔ اللہ فرماتا ہے اے ایمان والو

لَاتَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا (پ۱ سورۃ البقرہ آیت ص۱۰۴)

راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہو

لَاتَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

(پ۱۸ سورۃ نور آیت ص۶۳)

رسول کو اس طرح نہ بلاؤ جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

یارسول اللہ کہو:

اسی آیت کی تفسیر میں تفسیر جلالین شریف میں موجود ہے کہ

لَا تَقُوْلُوْا يَامُحَمَّدُ بَلْ قُوْلُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ

نہ کہو یا محمد بلکہ کہو یارسول اللہ (تفسیر جلالین شریف ماتحت آیت مذکورہ)

اگر میرا محبوب آرام فرما ہو تو آوازیں دے کر آرام میں خلل نہ ڈالو بلکہ انتظار کرو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَايَعْقِلُوْنَ

(پ۲۶ سورۃ حجرات آیت ص۴)

یقیناً جن لوگوں نے آوازیں دیں آپ کو حجرات سے باہر ان کی اکثریت لَايَعْقِلُوْنَ ہے۔

آوازیں پست رکھو:

ان ملاؤں سے پوچھو۔

ان کا بھائی آرام فرما ہو تو یہ آواز دے کر جگا سکتے ہیں کہ نہیں؟

اور کیا یہ اپنے بھائی کو انظرنا یارسول اللہ کہہ سکتے ہیں؟

اور کیا یہ اپنے بھائی کو کبھی یارسول اللہ کہہ سکتے ہیں؟

اللہ فرماتا ہے میرے حبیب کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرنا۔

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ (پ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ص۲)

نبی کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرنا اور جیسے ایک دوسرے سے بات کرتے ہو اس طرح آپ سے بات نہ کرنا۔

بتاؤ مولویو!

تم اپنے بھائیوں سے آواز بلند نہیں کرتے؟

تم ان سے جھگڑا فساد نہیں کرتے؟

تو پھر تمہارا یہ عقیدہ ماننے اور تسلیم کرنے کے قابل ہے یا ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے لائق۔ اور پھر یہ بتاؤ کہ

کیا کسی صحابی نے نبی اکرم کو بڑا بھائی کہا؟

کیا کسی صحابی نے آپ کو اس طرح آواز دی؟

کیا کسی صحابی نے آپ کی آواز سے اپنی آواز کو بلند کیا؟

کیا کسی صحابی نے آپ سے جھگڑا فساد دنگا کیا؟

تو پھر یہ بھی بتاؤ کہ

کیا تمہارا یہ عقیدہ معیار ہدایت کے مطابق ہے؟

معیار ہدایت کے مطابق اہلسنت وجماعت بریلوی عقیدہ ہے جو کہ جب بھی

پکارتے ہیں یارسول اللہ کہہ کر پکارتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کا عقیدہ:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ بارگاہ نبوی میں یوں استغاثہ پیش کرتے ہیں کہ

بکارِ خویش حیرانم اغثنی یارسول اللہ
پریشانم پریشانم اغثنی یارسول اللہ
ندارم جز تو ملجائے ندارم جز تو ماوائے
توئی خود ساز و سامانم اغثنی یارسول اللہ

امام زین العابدین کا عقیدہ:

امام الائمہ حضرت سیدنا امام زین العابدین مصائب کربلا میں آقا کی بارگاہ میں یوں ملتجی ہوتے ہیں۔

یَا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ
اَدْرِكْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ (دیوان حضرات زین العابدین)

حضرت ابن عمر کا عقیدہ:

اگر انسان مبتلائے غم واندوہ ہو تو غلبہ محبت میں سرکار سے یا محمد کہہ کر التجا کرے تو جائز ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاؤں پر فالج کا حملہ ہوا۔ تو صحابہ نے عرض کیا

اُذْکُر اَحَبَّ النَّاسِ
آپ انہیں یاد کیجئے جن سے آپ کو سب لوگوں سے زیادہ محبت ہے۔
تو آپ نے فوراً ''یا محمد'' کہا یہ الفاظ ابھی نوک لسان سے نکلے ہی تھے کہ ''فَانْتَشَرَتْ'' فالج منتشر ہو گیا۔ (ادب المفرد از امام بخاری)

بتاؤ مولویو!

معیار ہدایت کے مطابق تمہارا عقیدہ ہے یا ہمارا؟
یارسول اللہ کے نعرے تم لگاتے ہو یا ہم؟
پھر فَقَدِ اهْتَدَوْا کے مصداق تم ہو یا ہم؟

فَاِنْ آمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا (پ ا سورۃ البقرہ آیت ص ۱۳۷)
اگر یہ ایمان لائیں تو مثل تمہارے (صحابہ کے) ایمان لانے کے تو ضرور ہدایت پالیں گے۔

عقیدہ باطلہ:

تمہارا عقیدہ ہے کہ ''نبی ہمارے جیسے اور ہم نبی جیسے'' جیسا کہ مولوی اسماعیل ہیں نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے۔

بتاؤ یہ عقیدہ صحابہ کرام کا تھا؟
کیا صدیق اکبرؓ نے نبی کو اپنے جیسا یا اپنے آپ کو نبی جیسا کہا؟
کیا کسی صحابیؓ نے نبی کو اپنے جیسا یا اپنے آپ کو نبی جیسا کہا؟
کوئی ایک روایت پیش کرو۔ قیامت تک پیش نہ کرسکو گے۔

عقیدہ حقہ:

ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی بے مثل و بے مثال ہے جیسا کہ ہمارے آقا و مولیٰ تاجدار بریلی نے فرمایا۔

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم
تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

صحابہ کرام کا عقیدہ:

محترم سامعین! آیئے میں یہ عقیدہ صحابہ کرام سے ثابت کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں اقرار کیا کہ

ہم آپ جیسے نہیں۔ اِنَّا لَسْنَا کَھَیْئَتِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (بخاری شریف جلد اوّل ص ۷)

بے شک ہم آپ کی طرح (آپ جیسے) نہیں ہیں یارسول اللہ

تم میرے جیسے نہیں:

نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّکُمْ لَسْتُمْ مِثْلِیْ (مسلم شریف' جلد اوّل ص ۳۵۲)

(اے میرے صحابہ) یقیناً تم میرے جیسے نہیں ہو۔

میں تمہارے جیسا نہیں ہوں:

سرکار کا ارشاد پاک ہے کہ

اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلُکُمْ (مسلم شریف' جلد اوّل ص ۳۵۲)

(اے میرے صحابہ) یقیناً میں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔

اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ (مسلم شریف' جلد اوّل ص ۳۵۲)

ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا:

گرامی حضرات!

سرکار علیہ السلام نے فرمایا تم میرے جیسے نہیں ہو۔ میں تمہارے جیسا نہیں ہوں مگر کسی صحابی نے نہیں کہا کہ

ے میرے وی دوھتھ تو ھاڈے وی دو ای آ

مرا وی ویاہ ہو یا توھاڈا وی ہویا وا

فرق تے کوئی وی ناھیں

وہ بے مثال ہستیاں اور وہ باکمال شخصیات جو نبیوں کے بعد ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ وہ تو ایسے لغو و باطل عقائد نہ رکھیں اور یہ مولوی ملاں جنہیں ان کی بیویاں لعنت کریں۔ یہ حضور کی مثل ہونے کا دعویٰ کریں۔ آثار قیامت نہیں تو اور کیا ہے؟

صدیق اکبرؓ افضل الخلق بعد الرسل۔ خلیفہ اوّل ہو کر یہ جرات نہ کریں۔

فاروق اعظمؓ مراد رسول اور دعائے مصطفیٰ ہو کر یہ اعلان نہ کریں۔

عثمان غنی قطعی جنتی اور جامع القرآن ہو کر اس طرح نہ کہیں۔

مولائے کائنات شیر خدا اور تاجدار ھل اتی ہو کر بھی اپنے جیسا نہیں کہیں۔

یہ ملاں جو مسجد سے سیمنٹ اور سریا اور مدرسے کے گلے سے پیسے چرائے یہ جرات کرے اور بے باکانہ گستاخی کرتا ہوا اعلان کرے کہ میں نبی جیسا اور نبی میرے جیسا؟

ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ

رتبہ کراں بیان کیہ اس بے مثال دا

ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

مولانا رومی فرماتے ہیں:

مست بادہ قیوم حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ

دربار رسالت سجا ہوا تھا

شمع نبوت فروزاں تھی

فیضان رسالت عام تھا

پروانے شمع پر نثار ہو رہے تھے

غلاموں کو نوازا جا رہا تھا

گداؤں کی جھولیاں بھری جا رہی تھیں

منگتوں کو سلطان بنایا جا رہا تھا

ے منگتوں کو سلطان بنایا میرے کملی والے نے

جب اپنا دربار سجایا میرے کملی والے نے

ابوجہل کا عقیدہ:

رومی کہتے ہیں ایسے منظر میں۔

ے دیدار احمد را ابوجہل وبگفت

زشت روئے کز بنی ہاشم شگفت

ابوجہل آیا۔ حضور کو دیکھا اور بکنے لگا کہ معاذ اللہ ایسا زشت رو بنی ہاشم میں نہ پیدا ہوا۔ فرمایا تو نے ٹھیک کہا ہے۔

ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ صدیق اکبرؓ آ گئے۔

دربار بھی وہی ہے

سرکار بھی وہی ہے

حسن و جمال بھی وہی ہے

خدوخال بھی وہی ہے

چہرہ بھی وہی ہے

مگر اب آنکھ بدل گئی۔ دیکھنے والا تبدیل ہو گیا۔ پہلے آنے والا سب سے بڑا زندیق تھا اور اب آنے والا سب سے بڑا صدیق تھا آئے تو۔

ابوبکر کا عقیدہ:

ے چوں ابوبکر از محمد یافت بو

گفت ھذا لیس وجہ کاذب

جب ابوبکر نے محمد عربی علیہ السلام کی خوشبو کو پایا تو کہا کہ یہ چہرہ جھوٹے کا ہو

ہی نہیں سکتا۔ اتنا پیارا حسین وجمیل اور خوبصورت چہرہ۔ اللہ اکبر

فرمایا تو نے بھی درست کہا۔

ابوجہل سے فرمایا تو بھی سچا ہے

ابوبکر صدیق سے فرمایا تم بھی سچے ہو

صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ۔ ہمیں بھی سمجھا دیں یہ دونوں کیسے سچے ہیں؟

ایک نے کہا آپ بدصورت ہیں (معاذ اللہ)

ایک نے کہا آپ بہت ہی خوبرو ہیں

ے توئی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

آپ دونوں کو سچا فرما رہے ہیں۔ فرمایا

ے گفت من آئینہ ام مقصول دوست

میں یار کا شیشہ ہوں۔ جب شیشہ دیکھا جائے تو عکس اپنا نظر آتا ہے۔

ابوجہل بدصورت تھا اسے شیشے میں اپنا آپ نظر آیا۔ اس نے اس کے مطابق کہا

میرا صدیق خوبصورت تھا اسے شیشے میں اپنا آپ نظر آیا اس نے اس کے مطابق کہا

رخ مصطفٰے ہے وہ آئینہ:

اقبال کے شاہینو! اقبال علیہ الرحمۃ بڑی پتے کی بات کہہ گئے

ے رخ مصطفٰے ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ

نہ ہماری بزم خیال میں نہ دوکان آئینہ ساز میں

عقیدہ صدیق معیار ہے:

گرامی حضرات! یہ عقیدہ جو صدیق اکبر کا ہے ایک معیار ہے کیونکہ ربّ کائنات نے فرمایا۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا (پ ۱ سورۃ البقرۃ آیت ص ۱۳۷)

پھر اگر وہ ایمان لائیں مثل ایمان لانے تمہارے (صحابہ کے) تو ضرور ہدایت پائیں۔

لیکن یہ مقدر کی بات ہے کئی ہزاروں میلوں سے آئے ایمان پا گئے۔ کئی ساتھ رہتے ہوئے بھی بے ایمان رہ گئے۔ شاعر کہتا ہے۔

مدنی دے درتے آ کے قسمت لکھاں جگا گئے
حبشی بلال ورگے رتبے کمال پا گئے

خالی دے خالی رہ گئے کئی کر کے کافرانہ — واقف ہائی کل زمانہ
مدنی دے درتے آونج لج پال ہائی گھرانہ — واقف ہائی کل زمانہ

معیار ہدایت صدیق ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ

گفت ھذا لیس وجہ کاذبو

یہ چہر- یہ نورانی رخسار- یہ روئے انور- یہ سچائی کا محور- اللہ اللہ

حضرت گولڑوی بولے:

حضور اعلیٰ گولڑوی علیہ الرحمۃ بولے۔ فرمایا

مکھ چن بدر شعشانی ایں متھے چمکے لاٹ نورانی ایں
کالی زلف تے اکھ مستانی ایں مخمور اکھیں ھن مدھریاں
دسے صورت راہ بے صورت دا توبہ راہ کہ عین حقیقت دا
ایہہ کم نہیوں بے سوجھت دا کوئی درلیاں موتی لے تریاں

یہ عقیدہ ابوجہل- ابولہب- عتبہ- عتیبہ- شیبہ اور مکہ کے سرداروں- نوابوں- رئیسوں کو نصیب نہیں۔

حبشہ کا کالا بلال آیا۔ جوشین کو سین پڑھاتا تھا۔ ہونٹ موٹے تھے۔ رنگ کالا تھا مگر اللہ کو اس کا سینہ اس عقیدہ کیلئے پسند آ گیا۔

کوئی ورلیاں موتی لے تریاں — کوئی ورلیاں موتی لے تریاں
ایہہ کم نہیوں بے سوجھت دا کوئی — ورلیاں موتی لے تریاں

مولویو: مولویو!

تمہارے لئے عقیدہ باطلہ — فقیروں کیلئے عقیدہ حقہ
تمہیں ابوجہل کا عقیدہ مبارک — ہمیں صدیق اکبر کا عقیدہ مبارک
کیونکہ ایہہ کم نہیوں بے سوجھت دا کوئی ورلیاں موتی لے تریاں

معیار صداقت وہدایت صحابہ کا ایمان ہے جن میں سے کوئی صحابی فرماتا ہے۔

حضور کا چہرہ مقدسہ

كَاَنَّهٗ وَجْهَهٗ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ (بخاری اول ص ۹۳)

گویا کہ قرآن کا ورقہ ہے۔

معیار صداقت و ہدایت صحابہ کا ایمان ہے جن میں سے کوئی فرماتا ہے کہ حضور کا

چہرۂ منورہ

كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ (ترمذی شریف جلد دوم ص ۲۰۶)

گویا کہ سورج رخ محبوب میں وجد کناں ہے

معیار ہدایت و ہدایت صحابہ کا ایمان ہے جن میں سے کوئی فرماتا ہے حضور کا

چہرۂ مطہرہ

كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ (بخاری شریف اول ۵۰۲)

گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

معیار صداقت و ہدایت صحابہ کا ایمان ہے جن میں سے کوئی فرماتا ہے کہ حضور کا

چہرۂ مقدسہ

فَاِذَا هُوَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ (شرح سلام رضا ص ۲۸۶)

وہ تو چاند سے زیادہ حسین ہے۔

معیارِ صداقت و ہدایت صحابہ کا ایمان ہے جس میں سے کوئی فرماتا ہے کہ حضور علیہ السلام کا چہرۂ منورہ

لَوْ رَأَيْتَهُ لَقُلْتَ الشَّمْسُ طَالِعَةٌ (الدارمی جلد۱ص۳۳)

اگر تو اسے دیکھ لیتا تو کہتا ایسے جیسے سورج طلوع ہوتے دیکھتا ہے۔

معیارِ صداقت و ہدایت صحابہ کا ایمان ہے جن میں سے کوئی فرماتا ہے کہ حضور کا چہرہ منورہ

يَتَلَأْلَؤُ وَجْهُهُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ (شمائل ترمذی ص۲)

آپ (علیہ السلام) کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

معیارِ صداقت و ہدایت صحابہ کا ایمان ہے جن میں سے کوئی فرمارہا ہے کہ سرکار کا چہرہ منورہ

كَانَ وَجْهُهُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَدَارَةِ الْقَمَرِ (سبل الہدیٰ جلد دوم ص۵۶)

آپ کا چہرۂ اقدس چاند کے ہالہ کی طرح تھا۔

یہ تمام کے تمام فرامین حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہیں جو معیار ہدایت ہیں۔مولویو!

ہم تمہاری بات تسلیم کیوں کریں؟

ہم نبی کو اپنے جیسا کیوں کہیں؟

ہمیں تو صحابہ کی مثل ایمان لانا ہے کیونکہ ہدایت یافتہ وہی ہے جو صحابہ کی مثل ایمان لایا۔صحابہ کرام ہدایت کے سرچشمہ ہیں۔میرے آقا نے فرمایا ان میں سے کسی کی اقتدا کرو گے ہدایت پالو گے۔

ہم کسی ملاں کی بات تسلیم کیوں کریں؟

ہم کسی مولوی کی بات تسلیم کیوں کریں؟

ہم کسی فرقہ کی بات تسلیم کیوں کریں؟

ہمارے لئے صحابہ کرام کے فرامین حجت ہیں۔مشعل راہ ہیں۔نشانِ منزل ہیں۔راہ نجات ہیں۔

ایک اور عقیدہ:

گرامی حضرات! ایک اور عقیدہ کو اس کسوٹی پر پرکھیں ایک گستاخ ملاں نے لکھا۔

''کل علم تو آپ کو نہیں اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔اس میں آپ کی کونسی شان ہے۔ایسا (آپ جیسا) علم غیب تو زید وبکر بلکہ ہر صبی (بچے) مجنوں ''پاگل'' بلکہ جمیع حیوانات بہائم کو بھی ہے'' (حفظ الایمان مولوی اشرفعلی تھانوی ص ۷ چھاپہ دیوبندی)

ملاں کی بدلگامی:

دیکھئے ملاں کی دریدہ دہنی کہتا ہے۔

حضور کے علم غیب جیسا علم غیب تو بچوں پاگلوں حیوانات کو بھی حاصل ہے معاذ اللہ

اور غور کیجئے اس جملہ پر کہ ''اس میں آپ کی کون سی شان ہے''

ایک پنجابی شاعر کہتا ہے۔

قدر گھٹاون نہ شرماون شرماں ھین گوائیاں

دن محشر دے بے قدراں نوں مل سن سخت سزائیاں

ملاں سے پوچھئے:

حضرات اس ملاں سے پوچھے کہ

کیا حضرت صدیق اکبرؓ سے لے کر تمام صحابہ کا یہی عقیدہ تھا؟

کیا کسی صحابی نے حضور کے علم غیب کو ایسی تشبیہات دی ہیں؟

نہیں ہرگز نہیں بلکہ آیئے میں آپ سے عرض کروں کہ صحابہ کرام نے کس شان

سے سرکار علیہ السلام کے علم غیب کو بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

سب کچھ بیان فرما دیا:

حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ

قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلَ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلِ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ

(بخاری شریف جلد اوّل ص ۴۵۳)

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ایک مقام پر قیام فرما ہوئے پس ہمیں خبر دی ابتداء خلق سے حتیٰ کہ داخل فرمایا۔ اہل جنت کو ان کی منازل ہیں اور اہل جہنم کو ان کی منازل میں۔

ابتداء سے	انتہا تک
شروع سے	آخر تک
روز اول سے	یوم آخر تک
سب کچھ بیان فرمایا۔	
کون کون جنتی ہے	جنت میں داخل فرمایا
کون کون جہنمی ہے	جہنم میں داخل فرمایا
ملاں سے پوچھئے کہ کیا	
پاگل و مجنوں کا علم	ایسا ہی ہے
بچوں اور نادانوں کا علم	ایسا ہی ہے
بہائم وحیوانات کا علم	ایسا ہی ہے

اور کیا اس بیان کرنے سے کوئی شان ظاہر نہیں ہوتی؟

اور کیا یہ بعض علوم غیبیہ ہیں؟

کیا یہ عقائد صحابہ کے ہیں؟:

حضرات پھر میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ

کیا یہ ملاں کے عقائد صحابہ کی مثل ہیں؟

کیا فاروق اعظم کی اس روایت سے ملاں کا ایمان ملتا ہے؟

نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس عقیدہ حقہ کو صرف سنی حنفی بریلوی ہی جان ایمان سمجھتے ہیں۔

پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا
صبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا

ارشاد باری:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

(پ ۲۹ سورۃ الجن آیت ص ۲۶-۲۷)

(اللہ) عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو اظہار نہیں فرماتا مگر جس رسول پر راضی ہو جائے اب غیبہ کی ضمیر عالم الغیب کی طرف راجع ہے یعنی جو غیب اس عالم الغیب کا ہے اس کا اظہار رسول مرتضیٰ پر فرما دیتا ہے۔

اب ملاں بتائے کہ کیا

اس عالم الغیب کا علم غیب کل ہے یا جزء؟

اگر اس نے وہ علم حضور پر ظاہر فرمایا تو حضور کا علم کل ہے یا جزء۔

میرا یہ عقیدہ ہے:

میرے نزدیک ذات باری تعالیٰ کی صفت کو کل اور جز سے متصف کرنا غلط ہے

کیونکہ اس کی صفات لامحدود ہیں اور کل و جز محدود ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے یہ کل (محدود علم) اپنے لامحدود علم سے رسول مرتضیٰ کو عطا فرمایا ہے۔ حضرت شیخ بوصیری فرماتے ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یہ کیسے جاہل اجہل بلکہ مجہول مولوی ہیں کہ جو علم خداوندی کو محدود پیمانوں سے تولتے ہیں۔

بہرکیف تقریر طویل ہوگئی۔ آمدم برسر مطلب۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا (پ ۱ سورۃ البقرہ آیت ص ۱۳۷)

اگر یہ ایمان لائیں مثل اس کے جیسے تم (صحابہ کرام) ایمان لائے ہو تو یہ ہدایت کو پالیں۔

تو ہدایت یافتہ ہونے کا دعویٰ تو سب کرتے ہیں مگر ہدایت یافتہ وہی ہیں جو معیار ہدایت یعنی صحابہ کی مثل ایمان لائے تو میں نے ابھی بیان کیا کہ

صحابہ کرام کا ایمان ہے   حضور ہمارے جیسے نہیں ہیں
صحابہ کرام کا ایمان ہے   ہم حضور جیسے نہیں ہیں
صحابہ کرام کا بیان ہے   حضور عالم غیب ہیں
صحابہ کرام کا ایمان ہے   حضور چاند سے زیادہ حسین ہیں
صحابہ کرام کا عقیدہ ہے   حضور کا چہرہ قرآن کا ورق ہے
صحابہ کرام کا ایمان ہے   حضور سورج سے زیادہ جمیل ہیں

لہٰذا آج اگر کوئی ایسا ایمان رکھتا ہے تو صرف   سنی بریلوی حنفی
حضور کو بے مثل تسلیم کرتا ہے تو صرف   سنی بریلوی حنفی

حضور کو عالم غیب مانتا ہے تو صرف   سنی بریلوی حنفی
تو پھر ہدایت یافتہ ہے تو صرف   سنی بریلوی حنفی

دعا:

دعا ہے کہ

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نقش قدم پر ثابت قدم رکھے۔ اسی عقیدہ پر موت دے اور اسی عقیدہ وایمان پر قیامت کے میدان میں اٹھائے کہ

دہن میں زبان تمہارے لئے بدن میں ہے جان تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے
صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ دن ہوں بھلے کہ پھول کھلے
لواء کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

”وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ“

فضائل درود شریف

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا .

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمِ

درود شریف:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

ترجمہ: گرامی حضرات

تلاوت کردہ آیت کریمہ کا ترجمہ سماعت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم ارشاد فرماتا ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ

وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پ۲۳' سورۃ الاحزاب' آیت ص۵۶)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب و محبت سے) سلام عرض کیا کرو۔

درود شریف کم از کم تین قسم کا ہے:

سب سے پہلی بات جو اس آیت کریمہ سے واضح ہوئی وہ یہ ہے کہ درود شریف کم از کم تین قسم کا ہے کیونکہ درود شریف پڑھنے والے تین ہیں۔ اللہ- فرشتے اور ایمان والے

تو

۱- ایک درود پاک وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام پر بھیجتا ہے۔
۲- دوسرا درود پاک وہ ہے جو فرشتے اللہ کے محبوب پاک علیہ السلام پر بھیجتے ہیں۔
۳- تیسرا درود پاک وہ ہے جو مومنین اپنے آقا و مولیٰ علیہ السلام پر بھیجتے ہیں۔

ملاں کہتا ہے:

ملاں کہتا ہے بس ایک ہی درود پڑھو صرف درود ابراہیمی بس وہی جائز ہے۔ یہ جو تم درود تاج- درود لکھی - درود ہزارہ یا دیگر درود پڑھتے ہو یہ کراؤن درود ہیں۔ ناجائز ہیں۔ یہ مت پڑھو۔

ملاں سے پوچھو:

اب ملاں سے پوچھئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بھی درود بھیجتا ہوں تو وہ کون سا درود ہے جو اللہ بھیجتا ہے؟

کیا اللہ تعالیٰ بھی درود ابراہیمی ہی پڑھتا ہے؟

اگر وہ بھی درود ابراہیمی ہی پڑھتا ہے تو یقیناً ایسے ہی پڑھتا ہے کہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ

اے اللہ تو درود بھیج محمد مصطفیٰ پر۔

تو بتا اے ملاں!

وہ اور کون سا الٰہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ درود بھیجنے کی درخواست کرتا ہے؟

حضرات محترم! اگر ملاں کا فتویٰ تسلیم کرلیا جائے تو ایک اور الٰہ کا وجود تسلیم کرنا پڑے گا اور تعدد الٰہ لازم۔ آئے گا جو کہ شرک ہے۔ ملاں ہمیں شرک سے بچاتا بچاتا خود شرک کی دلدل میں پھنس جائے گا۔ بقول شاعر

؎ خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

ہمارا عقیدہ:

اگر ہم سے پوچھو تو ہم بیانگ دہل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ درود ابراہیمی پڑھتا ہی نہیں بلکہ وہ یہ درود پڑھتا ہے کہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اور ہم بھی سنت اللہ سمجھ کر یہ درود پاک پڑھتے ہیں اور پڑھتے رہیں گے ان شاء اللہ العزیز

اصلی اہلسنّت کی پہچان:

ملاں اس درود پاک سے منع کرتا ہے اور اپنے آپ کو اہلسنّت والجماعت بھی کہلواتا ہے گویا کہ وہابیوں کا ترجمان بھی ہے اور سنی بھی۔ سنیوں کو دھوکہ دینے کیلئے لباس سنیت کا پہن رکھا ہے اور عقیدہ وہابیت کا رکھتا ہے۔ یاد رکھئے اصلی اور نقلی سنی کی پہچان ہی یہی ہے کہ نقلی سنی یہ درود شریف نہیں پڑھتا اور اصلی سنی آج سے نہیں صدیوں سے یہی درود پاک پڑھتے چلے آئے ہیں اور پڑھ رہے ہیں بلکہ حضرت جمیل قادری علیہ الرحمۃ نے بڑے پیارے انداز میں فرمایا کہ

؎ میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام
اے شہنشاہ مدینہ الصلوٰۃ والسلام
زینت عرش معلی الصلوٰۃ والسلام

مولوی زکریا کی گواہی:

مولوی زکریا نے تبلیغی نصاب کے رسالہ فضائل درود پاک میں تحریر کیا ہے۔

"علامہ سخاویؒ نے امام زین العابدینؒ سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا اہلسنّت ہونے کی علامت ہے یعنی سنی ہونے کی"

(تبلیغی نصاب فضائل درود شریف ص ۱۰)

حضرات محترم:

یہ وہی تبلیغی نصاب ہے جسے دیوبندی ہمہ وقت اپنی بغلوں میں دبائے پھرتے ہیں اور اپنے ہر تبلیغی اجتماع میں اس کا درس دیتے رہتے ہیں۔ آج تو یہ دیوبندی بالکل وہابیوں کے ہمنوا ہوگئے ہیں ورنہ پہلے زمانے کے یہ دیوبندی بھی اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھنے کو جائز قرار دیتے تھے بلکہ اس کے وظیفے کو باعث زیارت نبوی خیال کرتے تھے۔

دراصل بات یہ ہے:

دراصل ان وہابیوں نما سنیوں کو صلوۃ سلام سے چڑ نہیں بلکہ لفظ یارسول اللہ اور علیک سے بخار چڑھتا ہے کیونکہ یا حرف ندا ہے اور ک ضمیر مخاطب کی ہے۔ اگر یہ دیوبندی اس درود کو پڑھیں تو نبی کریم علیہ السلام کو حاضر و ناظر تسلیم کرنا پڑتا ہے اور اگر یہ حضور کو حاضر و ناظر مان لیں تو وہابیوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے۔

یہ لوگ خطرناک ہیں:

گرامی حضرات! ایسے لوگ زیادہ خطرناک ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ان کا ظاہر و باطن ایک نہیں ہوتا گویا کہ یہ لوگ منافق ہیں۔ جب وہابیوں سے ملتے ہیں تو وہابی بن کر اور جب اہلسنّت میں آتے ہیں تو سنی بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ (پ ۱ سورۃ البقرۃ آیت ص۱۴)

اور جب ملتے ہیں ایمان والوں سے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صرف (ان کا) مذاق اڑا رہے تھے۔

بس ایسے ہی یہ لوگ ہیں جب وہابیوں کے پاس ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ہمارے ساتھ ہیں۔ اگر تم یا رسول اللہ کہنے والے کو مشرک و کافر کہتے ہو تو ہم بھی کہتے ہیں اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہم رسول اللہ کہتے ہیں۔

دیکھئے مولوی غلام خان آف پنڈی اپنی تفسیر میں لکھتا ہے کہ

نبی کو جو حاضر وناظر کہے
بلا شک شرح اس کو کافر کہے۔

(جواہر القرآن از مولوی غلام خان)

اور مولوی تھانوی صاحب حاضر وناظر مانتے ہوئے کہتے ہیں۔

دستگیری کیجئے میرے نبی
کشمکش میں ہو تمہیں میرے دلی
ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف
میرے مولا جلد خبر لیجئے میری

(نشر الطیب از مولوی تھانوی)

حضرت مہاجر مکی کا فیصلہ:

انہی تھانوی صاحب کے پیرو مرشد بلکہ گنگوہی، انبیٹھوی، نانوتوی کے پیرومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ کے جواز کا ناقابل تردید فتویٰ دیا ہے جسے مولوی تھانوی صاحب اپنی کتاب امداد المشتاق میں نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فرمایا کہ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں۔ یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے له الخلق والامر ۔ عالم امر مقید بجہت وطرف وقرب وبعد نہیں ہے پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔"

(امداد المشتاق ص۹۲ ... تو ی)

موجودہ دور کے ٹیڈی دیوبندی ملاں اس درود کو بدعت کہتے ہیں۔ اب آپ ہی بتائیں کہ ہم کس کی بات مانیں اور کسے مومن سمجھیں؟

اگر حاجی صاحب کا فتویٰ درست ہے تو بدعت کا فتویٰ غلط
اگر بدعت کا فتویٰ صحیح ہے تو حاجی صاحب بدعتی
فیصلہ خود فرمائیں۔ یا پھر یہ ٹیڈی مولوی۔ ہم کسی کو کچھ نہیں کہتے۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

مزید ملاحظہ کیجئے:

حضرات محترم! جملہ سلاسل کے شیوخ اپنے عملیات میں سے اپنے مریدین کو بعد از بیعت کچھ اوراد و وظائف تعلیم فرماتے ہیں۔ علماء دیوبند کے پیران پیر حاجی امداد اللہ مہاجرؒ اپنے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے اوراد و وظائف میں اپنے مریدین کو یہ بھی تلقین فرمایا کرتے تھے کہ

"تہجد کی نماز بارہ رکعت چھ سلاموں سے پڑھی جائے اور ہر رکعت میں تین

تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور نہایت خشوع وخضوع سے تین یا پانچ سات بار ہاتھ
اٹھا کر اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ الخ پڑھے اور توبہ واستغفار کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللہَ الخ اکیس
بار پڑھے۔ درود اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ تین مرتبہ عروج ونزول
کے طریقہ پر پڑھے'' (کلیات امدادیہ ص ۱۵-۱۴)

سرکار کی زیارت کا طریقہ:

حاجی صاحب مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ
''ہر عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب
سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک
آنحضرت ﷺ کی زیارت حاصل کرنے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے
پاک خالی کر کے آنحضور ﷺ کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور
چہرے کے ساتھ تصور کرے اور

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ اپنے دائیں
اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہِ بائیں
اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللہِ کی دل پر ضرب لگائے
اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے۔ اس کے بعد طاق عدد میں جس
قدر ہو سکے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّیْ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ
وَتَرْضَاہُ

اور سوتے وقت اکیس بار بارہ نصر پڑھ کر آپ کے جمال مبارک کا تصور
کرے۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ پڑھ کر داہنی ہتھیلی پر دم کرے۔
اور سر کے نیچے رکھ کر سو جائے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دوشنبہ کی رات کو کرے۔ اگر چند

بار کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہوگا۔ (کلیات امدادیہ ص ۶۱ از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)

کیا فتویٰ ہے مہاجر مکی پر:

اب ملاں جی فرمائیں کہ اگر یہ درود پاک پڑھنا شرک وبدعت ہے تو حضرت
حاجی امداد اللہ صاحب کے متعلق کیا فتویٰ ہے جبکہ اس کے پڑھنے سے سرکار کی
زیارت کا مژدہ بھی سنا رہے ہیں۔

گویا کہ حاجی صاحب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو حاضر و ناظر ہونے کے
ساتھ ساتھ عالم غیب بھی تسلیم فرما رہے ہیں کیونکہ بغیر علم ہونے کے سرکار کیسے اپنے
غلاموں کو دیدار سے مشرف فرما سکتے ہیں۔ غور سے سنیے۔ حضرت حاجی صاحب نبی
کریم ﷺ کو مختار سمجھتے ہوئے یوں عرض کر رہے ہیں۔ کہ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
تم اب چاہے ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ
ذرا چہرے سے گھونگھٹ کو اٹھاؤ یارسول اللہ
مجھے دیدار تم اپنا کراؤ یا رسول اللہ

(کلیات امدادیہ ص ۲۰۵)

ملاں جی فرمائیے اگر حاجی صاحب نبی کریم علیہ السلام کو

حاضر و ناظر مان کر بھی — دیوبند کے پیران پیر ہیں
عالم غیب مان کر بھی — دیوبند کے پیران پیر ہیں
مختار کل مان کر بھی — دیوبند کے پیران پیر ہیں
یارسول اللہ کہہ کر بھی — دیوبند کے پیران پیر ہیں

تو ہم نے آپ کا کیا بگاڑا ہے کہ ہم اگر یہ عقائد رکھیں تو مسلمان ہی نہ رہیں
بلکہ ہم ہر جگہ اپنی جلسیوں میں آپ کفر و شرک اور بدعت کے فتووں کی بمبارمنٹ
کریں۔ ان فتووں سے قبل ذرا حاجی صاحب کی طرف دیکھ لیا کریں۔

یوں نہ نکلیں آپ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

ملاں کی تقریر:

گرامی قدر سامعین! کل یہاں پر ایک رسوائے زمانہ ملاں نے درود پاک کے موضوع پر تقریر کی اور کہا

''ہم درود پڑھتے ہیں مگر اس یقین کیساتھ کہ یہ درود فرشتے حضور کو پہنچاتے ہیں۔ حضور خود نہیں سنتے''

فقیر کا جواب:

میں عرض کئے دیتا ہوں کہ ان ملاؤں کا درود واقعی حضور علیہ السلام سماع نہیں فرماتے۔ وہ درود فرشتے ہی لے جاتے ہوں گے مگر کانوں کی کھڑکیاں کھول کر سن لو کہ ہمارا درود سرکار خود سماع فرماتے ہیں کیونکہ

تم درود پڑھتے ہو	رسمی طور پر
ہم درود پڑھتے ہیں	محبت کے ساتھ
تم درود پڑھتے ہو	بغیر کسی اہتمام کے
ہم درود پڑھتے ہیں	اہتمام کے ساتھ

پاکیزہ ہو کر۔ عطر لگا کر۔ دل کو مدینہ بنا کر۔ عشقِ رسول کو اس کا نگینہ بنا کر۔ منہ مدینہ طیبہ کی طرف کر کے اس لئے تمہارا درود تو نہیں سنتے۔ مگر ہمارا درود سنتے ہیں سرکار نے خود ارشاد فرمایا کہ

اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُھُمْ (دلائل الخیرات خطبہ آخری الفاظ ص ۶۳)

میں خود اہل محبت کا درود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا ہوں۔

کیا خوب کہا ہے کسی عاشق نے کہ

ہم یہاں پر پڑھیں وہ مدینے سنیں
مصطفٰے کی سماعت پہ لاکھوں سلام

اور اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

دور ونزدیک سے سننے والے وہ کان
کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

نگاہ مصطفٰے کا اعجاز:

میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ میں محبت سے پڑھنے والوں کا درود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا ہوں اور پہچان بغیر دیکھنے کے ہوتی نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ آپ ان درود شریف پڑھنے والوں کو ملاحظہ بھی فرماتے ہیں۔

حضرات محترم! آپ نے تجربہ کیا ہوگا نہیں کیا تو اب کر لینا کہ علماء اہلسنت و اولیاء امت کے چہرے چاند کی طرح چمکدار اور روشن ہوا کرتے ہیں اور بعد وصال بھی چمکتے دمکتے رہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ محبت والفت کے ساتھ نہایت ذوق وشوق سے اپنے آقا پر درود وسلام پڑھتے رہتے ہیں تو میرے آقا ان کو ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں تو اس نگاہ مصطفوی کا صدقہ ان کے چہرے منور ہو جاتے ہیں۔ ایسے منور ہوتے ہیں کہ لوگ ایک جھلک دیکھنے کو ترستے ہیں۔ اس اجتماع میں کئی پرانے بزرگ بیٹھے ہوں گے ان سے پوچھئے کیا انہوں نے مشاہدہ نہیں کیا کہ

حضرت محدث اعظمؒ کا چہرہ مبارک بعد از وصال بھی منور تھا۔

حضرت مفسر اعظم ہزارویؒ کا چہرہ مبارک بعد از وصال بھی منور تھا۔

حضرت مناظر اعظم سانگلہ ہل (والوں) کا چہرہ مبارک بعد از وصال بھی منور تھا۔

حضرت امام خطابتؒ (سمندری والوں) کا چہرہ بعد از وصال بھی منور تھا۔

اہلسنت کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے ان جنازوں کے اجتماعات میں ہر شخص چہروں کی زیارت کیلئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتا تھا اور آگے بڑھ بڑھ

کر ان اولیاء کاملین کے چہروں کی زیارت کرتے تھے۔

پنڈی کا ملاں:

ادھر پنڈی کا ایک گستاخ ملاں جس کی کتاب کا حوالہ میں نے ابتداء میں دیا تھا مر گیا تو اس کی میت جب دوبئی سے وطن واپس آئی تو کسی کو اس کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ کیونکہ نہ یہ درود پڑھیں اور ان کی شکل پر نورانیت آئے۔ اس کی شکل سیاہ ہوگئی اور میت سے بدبو آرہی تھی۔ دوبئی کے ڈاکٹر حضرات نے لکھ دیا تھا کہ اس کی شکل دکھائی نہ جائے ورنہ دیکھنے والے بیمار پڑ جائیں گے۔ ہزاروں روپے کا سینٹ (عطر) اس کی میت پہ ڈالا گیا مگر بدبو نہ گئی۔

ابن قیم کا فیصلہ:

گرامی حضرات! عرض کر رہا تھا کہ محبت والے جو درود پڑھیں میرے آقا علیہ السلام سنتے ہیں۔ فرقہ دیوبند وہابیہ کے مشترکہ ممدوح ابن قیم نے حدیث نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَّغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ (جلاء الافہام ص ۶۳)

کوئی درود پڑھنے والا بندہ ایسا نہیں کہ جس کی آواز مجھے نہ پہنچتی ہو وہ جہاں سے بھی پڑھے۔

وہ مشرق میں پڑھے — آواز مجھے پہنچتی ہے
وہ مغرب میں پڑھے — آواز مجھے پہنچتی ہے
وہ جنوب میں پڑھے — آواز مجھے پہنچتی ہے
وہ شمال میں پڑھے — آواز مجھے پہنچتی ہے

ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار محمد:

حضرات محترم! امتی جہاں بھی سرکار پر درود پاک پڑھے سرکار کو اس کی آواز

پہنچتی ہے۔ اب یہ میرے آقا کی رضا پر منحصر ہے کہ وہ آواز کو اپنے گنبد خضریٰ میں سماع فرمائیں یا مقام درود پر جلوہ گر ہو کر۔ بہرکیف دونوں صورتوں میں اہل محبت کا درود آپ سماع فرماتے ہیں۔ بقول حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی زیارت سے بھی نوازتے ہیں لیکن۔

ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار محمد
بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے
اور صدیقوں سے محبوب چھپائے نہیں جاتے۔

درود ابراہیمی نماز کیلئے ہے:

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ درود پاک تین قسم کا ہے اور یہ جو درود ابراہیمی ہے جس کی تبلیغ شب و روز ملاں کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نہیں پڑھتا اور ہمیں بھی اس درود کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نماز میں ملاحظہ ہو۔ حدیث پاک۔ حضرت عبدالرحمانؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت کعبؓ کی ملاقات ہوئی وہ فرمانے لگے کہ میں تمہیں ایک ایسا ہدیہ دوں جو میں نے نبی اکرم علیہ السلام سے سنا ہے؟

میں نے عرض کیا ضرور مرحمت فرمایئے تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے نبی محترم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ

(بخاری و مسلم و مشکوٰۃ شریف ص ۸۶)

آپ پر درود کیسے بھیجیں یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا کہ آپ پر سلام کس طرح بھیجیں فرمایا تم کہو

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ

مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ پر مرقوم ہے کہ

قَوْلُهٗ قَدْ عَلَّمَنَا اَیْ فِی اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ بِوَاسِطَۃِ لِسَانِكَ

سلام تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کے واسطہ سے سکھادیا یعنی التحیات اللہ میں۔

ہمیں آپ کی زبان مبارک سے پتہ چل گیا کہ نماز میں سلام التحیات کے اندر ان الفاظ سے ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ اب ہمیں یہ ارشاد فرمائیں کہ درود کیسے پڑھیں کیونکہ وہ اس التحیات میں نہیں ہے تو فرمایا کہ تم التحیات کے بعد یہ درود شریف (ابراہیمی) پڑھا کرو۔

اب نماز کے اندر التحیات کا سلام اور یہ درود ملا کر آیت کریمہ پر پورا عمل ہوگا کہ ''صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا'' اے ایمان والو! تم درود بھی بھیجو اور سلام بھی۔

پوری آیت پر عمل:

سامعین ذی وقار! اب ذرا غور کیجئے کہ نماز کے باہر اگر ہم صرف درود ابراہیمی ہی پڑھیں تو صَلُّوْا پر تو عمل ہو جائے گا مگر وَسَلِّمُوْا پر نہیں اور پوری آیت پر عمل تب ہی ہوگا کہ جب درود بھی پڑھا جائے اور سلام بھی۔ لہٰذا نماز کے اندر تو درود ابراہیمی اولیٰ ہے اور نماز سے باہر وہ درود جس کے ساتھ سلام بھی ہو مثلاً۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

یا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ

کیونکہ ان جملوں میں درود کے ساتھ سلام بھی ہے اور میرے آقا کا ادب و احترام بھی تو سامعین کرام ایک درود وہ جو اللہ بھیجے۔ ایک وہ جو ملائکہ بھیجیں اور ایک وہ جو مومنین بھیجیں۔

اللہ کا ورد کیا ہے؟:

آیئے آج معلوم کریں کہ اللہ کا ورد کیا ہے؟

اس سلسلہ میں فقیر اپنی کی کتاب کا حوالہ پیش نہیں کرتا بلکہ دیوبندی مکتب فکر کی وہ کتاب جو انہیں قرآن سے زیادہ عزیز ہے کیونکہ بجائے قرآن کے وہ اسی کا ہر مقام پر درس دیتے ہیں یعنی مولوی زکریا کا تبلیغی نصاب اس کے رسالہ فضائل درود پاک سے عرض کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے ابوالعالیہ سے نقل کیا ہے کہ

''اللہ کے درود کا مطلب اس کا آپ کی تعریف کرنا ہے فرشتوں کے سامنے''

(تبلیغی نصاب فضائل درود ص ۸ مطبوعہ رائے ونڈ از مولوی زکریا)

اللہ کا درود شانِ مصطفیٰ ہے:

گویا کہ اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل کو حکم فرماتا ہے کہ اے جبرائیل! ایا اللہ حکم؟ ارشاد ہوتا ہے آج اپنی ساری پارٹی کو بلا۔ تمام ملائکہ کو دعوت دے۔ نوریوں کا مجمع لگا اور پھر میں اس اجتماع ملائکہ کے سامنے اپنے حبیب پاک کی شان خود بیان کروں۔

ملائکہ آ گئے۔

نوری جمع ہو گئے۔

جبرائیل۔ میکائیل۔ اسرافیل۔ عزرائیل اپنے اپنے گروہ ساتھ لئے ہوئے حاضر ہو گئے۔

اللہ اکبر۔ مجمع نوریوں کا۔ خطاب اللہ تعالیٰ کا۔

اجتماع میں آنے والے — نور

ان نوریوں کو بلانے والے — نور

تقریر فرمانے والا — نور

موضوع تقریر — شان نور

فرمایا اے ملائکہ!

مولویوں سے میرے حبیب کی شان تم نے — سن لی

خطیبوں سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

ادیبوں سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

فصیحوں سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

بلیغوں سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

مفتیوں سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

واعظوں سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

مقرروں سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

اولیاء سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

اصفیاء سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

صلحاء سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

شہداء سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

صحابہ کرام سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

صدیقین سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

اہل بیت عظام سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

جبرائیل سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

میکائیل سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

انبیاء سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

رسولوں سے میرے حبیب کی شان تم نے سن لی

آؤ آج میرے سامنے بیٹھو! آج میں خود اپنے حبیب کی شان تمہارے سامنے بیان کروں۔ حضرات گرامی توجہ فرمائیں۔ آج ذرا ان سامعین کو ملاحظہ فرمائیں یہ

سب کے سب معصوم

سارے کے سارے گناہوں سے پاک

فرمایا کہ آج میں عرش والا۔ خالق و مالک خود تمہیں یار کی نعتیں سنانی چاہتا ہوں۔

سب ملائکہ۔ تمام نوری۔ سارے معصوم۔ جملہ فرشتے جمع ہو جاؤ!

یا اللہ کیوں؟

فرمایا کہ

يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ

آج زبان میری ہوگی اور شان میرے مصطفیٰ کی

آج میں اپنی بے کیف زبان سے

آج میں اپنی خالقیت والی زبان سے

آج اسی زبان سے جس سے کبھی میں بولتا ہوں تو کبھی میرا یار بولتا ہے۔ میں کروں گا اپنے

یار کے چہرے کا تذکرہ

یار کے ہاتھوں اور پیروں کا تذکرہ

یار کے حسن بے مثال کا تذکرہ

یار کی بانکی اداؤں کا تذکرہ

یار کی رفتار کا تذکرہ

یار کے کردار کا تذکرہ

یار کی گفتار کا تذکرہ

یار کی خلوت کا تذکرہ

یار کی جلوت کا تذکرہ

یار کی کملی کا تذکرہ

یار کی چادر کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے محبوب کا تذکرہ فرماتے ہوئے فرماتے ہیں۔

سنو فرشتو!

جس نے میرے محبوب کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دیئے اس کے نہیں میرے ہاتھوں میں ہاتھ دے دیئے۔

جس نے میرے یار کی بیعت کی اس کی نہیں اس نے میری ہی بیعت کر لی۔

جس نے اس کی اتباع کی اس نے میری محبت کو آواز دی وہ میرا محبوب ہو گیا۔

جس نے میرے محبوب کے نشان قدم کو اپنا رہنما بنا لیا اور اس کے پیچھے چل پڑا وہ اس کے پیچھے نہیں بلکہ میری رضا کے پیچھے چل پڑا۔

جنہوں نے اس کی زلفیں سونگھ لیں میری عطر کی دوکان لوٹ لی۔

جنہوں نے اس کی چشمان معنبرہ کو دیکھا صرف آنکھوں کو ہی نہیں آنکھیں بنانے والے کو دیکھ لیا۔

جنہوں نے اس کے سینہ سے سینہ جوڑ لیا وہ سینے میرے خزانوں کے امین بن گئے۔

سامعین کرام! ذرا توجہ رہے کہ
جن کا تعلق پاور ہاؤس سے ہو جائے
جس کی نسبت بجلی گھر سے پختہ ہو
تار جڑ گئی ہو تو پھر اس کے
قمقمے بھی — روشن
بلب بھی — روشن
ٹیوبیں بھی — روشن

جن کی تاریں مکی پاور ہاؤس سے جڑ گئیں۔ جن کا تعلق مدنی بجلی گھر سے ہو گیا۔
جن کے پلگ میرے حبیب کی نسبت سے لگ گئے۔

ان کے ایمان کے بلب — روشن
ان کے عشق کی شمعیں — روشن
ان کی محبت کے قمقمے — روشن
ان کی مودّت کی ٹیوبیں — روشن

یہ ہے اللہ کا درود۔ فرمایا۔

اے کملی اوڑھنے والے:

یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ (پ۲۹ سورہ مزمل، آیت ص۱)

اے مزمل کی کملی اوڑھنے والے جب یہ کملی اوڑھ کے بیٹھتا ہے مجھے اپنی عظمت وجلالت کی قسم مجھے یہ تیرا کملی اوڑھ کے بیٹھنا اتنا پیارا لگا کہ میں نے قرآن میں آیت بنا دی تاکہ فیصل آباد والوں کو بھی تیری ادائے نبوت کو پہنچا دوں۔

اے مدثر کی چادر والے:

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ (پ۲۹ سورہ مدثر، آیت ص۱)

اے مدثر کی چادر والے محبوب مجھے اپنی کبریائی کی قسم تیرا چادر لے کر بیٹھنا بھی مجھے بہت پسند۔

محبوب کا چہرا:

اور کبھی کبھی یہ نبوت والا سر اٹھا کر جب آسمان کی طرف دیکھتے ہو تو مجھے اتنے پیارے لگتے ہو کہ میں فرما دیتا ہوں۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ (پ۲ سورۃ البقرۃ، آیت ص۱۴۴)

ہم نے آپ کا چہرہ آسمان کی طرف پھرتے دیکھا۔

جب یہ
نبوت والا سر

نبوت والے رخسارے

نبوت والے ہونٹ

نبوت والی آنکھیں

نبوت والی پیشانی

نبوت والا چہرہ

میں ملاحظہ کرتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں تو میں

تیرا الٰہ ہوکر

تیرا معبود ہوکر

تیرا مسجود ہوکر

تیرا مالک ہوکر

تیرا خالق ہوکر

تیرا پالنے والا ہوکر

پھر بھی تیرے چہرے کی طرف دیکھتا ہوں۔ وَجْهِكَ۔ تیرا چہرہ۔ اور کہیں فرمایا

آپ ہماری نظروں میں ہیں:

فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (پ ۲۷، سورۃ الطور، آیت ص ۴۸)

بے شک اے پیارے آپ تو ہماری نظروں میں رہتے ہیں۔

آپ کا اٹھنا — ہماری نظروں میں

آپ کا بیٹھنا — ہماری نظروں میں

آپ کا چلنا پھرنا — ہماری نظروں میں

آپ کا کھانا پینا — ہماری نظروں میں

آپ کا راتوں کا قیام — ہماری نظروں میں

آپ کا یاروں میں جلوہ گر ہونا — ہماری نظروں میں

آپ کا امت کیلئے رونا — ہماری نظروں میں

آپ کی خلوت وجلوت — ہماری نظروں میں

آپ کا کردار — ہماری نظروں میں

آپ کی گفتار — ہماری نظروں میں

آپ کی رفتار — ہماری نظروں میں

سبحان اللہ۔

وَالضُّحٰی — چہرے کی قسم

وَاللَّيْلِ — زلفوں کی قسم

طٰهٰ — سہرے کی قسم

وَالْفَجْرِ — رخسار کی قسم

اے محبوب!

تیرا سینہ — اَلَمْ نَشْرَحْ

تیرے ہاتھ — يَدُ اللهِ

تیرا وطن — مِنَ اللهِ

تیری سیر — مَعَ اللهِ

تیری گفتگو — لِسَانُ اللهِ

تیرے نکات — اِسْرَارُ اللهِ

تیرے یار — اَخْيَارُ اللهِ

تیرے جسد منورہ سے نکلے والی لائٹیں — اَنْوَارُ اللهِ

تیری ان آنکھوں کی قسم جو فرش پر رہتے ہوئے عرش کا نظارہ کریں۔

تیری اس نگاہ ناز کی قسم جو مدینہ طیبہ میں ہوتے ہوئے جنت کا مشاہدہ کرے۔

تیری ان مبارک نظروں کی قسم جو اپنے مصلے سے حوض کوثر کا ملاحظہ کریں۔

لَعَمْرُكَ - تیری حیاتی کی قسم- تیری جان کی قسم- تیری عمر کی قسم۔

آپ لوگ کہا کرتے ہیں نا۔ یار تجھ سے کیا غصہ کروں۔ کیا لڑائی کروں تو تو میری جان ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ اے محبوب تو تو میری جان ہے جان۔ تیری حیاتی کی قسم اور کبھی بڑی محبت سے فرماتا ہے کہ

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (پ۳۰، سورۃ البلد، آیت ص۱)

مجھے شہر مکہ کی قسم!

اس لئے نہیں کہ وہاں — بیت اللہ ہے
اس لئے نہیں کہ وہاں — چاہ زم زم ہے
اس لئے نہیں کہ وہاں — مقام ابراہیم ہے
اس لئے نہیں کہ وہاں — صفا اور مروہ ہے
اس لئے نہیں کہ وہاں — رکن یمانی اور حجر اسود ہے
اس لئے نہیں کہ وہاں — مطاف و میزاب رحمت ہے

کوئی مت سمجھے کہ مجھے ان اشیاء کی قسم- یا مجھے سارے مکہ کی قسم- نہیں نہیں بلکہ میں نے تو اس حصے کی قسم بیان فرمائی ہے جس پر تو نے اپنا نورانی قدم رکھ دیا ہے۔ اس خاک گزر کے ذروں کی قسم جو تیرے نعلین مقدس سے مشرف ہوگئے۔

وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ (پ۳۰، سورۃ البلد، آیت ص۲)

کیا خوب فرمایا تاجدار اہلسنت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز نے کہ

کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۔ ہمارے محبوب!

تیرا نوری قدم جن ذرّوں کو چھو گیا — ان ذروں کی قسم

تیرا نوری قدم جن گلیوں پہ آ گیا — ان گلیوں کی قسم
تیرا نوری قدم جن بازاروں میں لگ گیا — ان بازاروں کی قسم
وہ گلیاں مکی ہوں یا مدنی
مجھے علاقہ سے غرض نہیں — تیرے تلووں سے پیار ہے
مجھے گلیوں سے غرض نہیں — تیرے جلووں سے پیار ہے

جہاں تو ہوگا میں قرآن کو تیرے پیچھے پیچھے بھیج دوں گا۔

مکے میں ہوگا — قرآن مکی بنا دوں گا
مدینہ میں ہوگا — قرآن مدنی بنا دوں گا

تیرے چلنے پھرنے سے قرآن کی تقسیم ہوتی چلی جائیگی اور کبھی فرماؤں گا۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (پ۳۰، سورۃ الم نشرح، آیت ص۱)

میں نے تیرا شرح صدر فرما دیا
تیرا سینہ انوارات سے بھر دیا
تیرا سینہ محبتوں کا گنجینہ بنا دیا
تیرا سینہ صداقتوں کا مرکز بنا دیا
تیرا سینہ عدالتوں کا مصدر بنا دیا
تیرا سینہ سخاوتوں کا محور بنا دیا
تیرا سینہ شہادتوں کا منبع بنا دیا
تیرا سینہ شجاعتوں کا مسکن بنا دیا
ختم نبوت کی مہریں لگا دیں

جتنی عظمتیں نبوت والی میرے خزانوں میں موجود تھیں وہ سب کی سب تجھے عطا فرما دیں۔ بات ختم ہی کیوں نہ کروں۔ اس کائنات میں

میرے جیسا کوئی — خدا نہیں

تیرے جیسا کوئی   مصطفیٰ نہیں

میرے جیسا کوئی   محب نہیں

تیرے جیسا کوئی   محبوب نہیں

سامعین ذی وقار! یہ ہے اللہ کا درود۔ فرمایا

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (پ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت ص۴)

تیری ہر پچھلی ساعت پہلی سے بہتر ہوگی۔

مجھے اپنی جلالت کی قسم۔ جو سورج چڑھے گا پہلے سے اعلیٰ چڑھے گا۔

اگر آج پانچ ہو تو کل   دس بنا دوں گا

اگر کل دس ہو گئے تو اگلے دن   سو بنا دوں گا

اگر سو ہو تو اس کے بعد پھر   ہزار بنا دوں گا

اور ایک دور ایسا بھی آئے گا کہ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (پ۳۰ سورۃ النصر آیت ص۲-۱)

فوجوں کی فوجیں اسلام میں داخل کروں گا۔

یار وہ دوں گا جن کا کرۂ ارض میں جواب نہ ہوگا۔

شہر وہ دوں گا جن کا ساری کائنات کے شہروں میں جواب نہ ہوگا۔

دوست وہ دوں گا کہ کسی نبی کے دوست تیرے ان دوستوں کا مقابلہ نہ کرسکیں گے۔

مکہ وہ دوں گا جس کا کوئی شہر ثانی نہ ہو اور مدینہ وہ دوں گا۔

جس کی گلیوں میں بہاریں

جس کی بہاروں میں بہاریں

جس کے پہاڑوں میں بہاریں

جس کے گلشن میں بہاریں

جس کی خزاں میں بہاریں

جس کی خلوت میں بہاریں

جس کی جلوت میں بہاریں

جس کی ازانوں میں بہاریں

جس کے ذکر میں بہاریں

جس کی کھجوروں میں بہاریں

جس کے لمحات میں بہاریں

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر

ایسے شہر دوں گا

ایسے یاروں گا

ایسے اہل بیت دوں گا

ایسی ازواج دوں گا

ایسے محبت کرنے والے جان نثار دوں گا۔

کہ دنیا رشک کرے گی اور انبیاء تیرا امتی بننے کی درخواست کریں گے۔

جو امت تیرے ساتھ منسوب ہوگی تمام انبیاء کی امتیں مل کر اس کا مقابلہ نہ کرسکیں گی۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ص۱۱۰)

قصہ مختصر:

قصہ مختصر   والضحیٰ کا چہرہ

قصہ مختصر   واللیل کی زلفیں

قصہ مختصر   مزمل کے جوڑے

قصہ مختصر مدثر کی چادریں

قصہ مختصر صدیق و فاروق جیسے دوست

قصہ مختصر خدیجہ و عائشہ جیسی ازواج

قصہ مختصر فاطمہ جیسی بیٹی

قصہ مختصر عثمان و علی جیسے داماد

قصہ مختصر طیب و طاہر و قاسم جیسے بیٹے

قصہ مختصر بلال جیسا موذن

قصہ مختصر حلیمہ جیسی دائیہ

قصہ مختصر چاند جیسا کھلونا

قصہ مختصر گلاب جیسا پسینہ

قصہ مختصر بہاروں بھرا مدینہ

جو چیز دوں گا لا جواب دوں گا اور بے مثال دوں گا۔

یہ ہے نوریوں کے اجتماع میں اللہ کا درود۔

لاجواب محبوب:

فرمایا فرشتو!

نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۔ کہہ کر اپنے آپ کو فخریہ میرے سامنے پیش کرنے والے نوریو! - گناہوں سے پاک رہنے والے معصومو- ہمہ وقت تسبیح و تہلیل سے زبانیں تر رکھنے والے عابدو سن لو۔ اس ساری کائنات میں

میرا جواب نہیں خدائی میں

میرے محبوب کا جواب نہیں مصطفائی میں

یہ ہے اللہ کا درود- شان مصطفے کا بیان کرنا- محبوب کی تعریف و توصیف کرنا- اس کی نعتیں پڑھنا اللہ کا درود ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

اللہ درود بھیجتا ہے محبوب کے ہاتھوں کی تعریف کر کے

اللہ درود بھیجتا ہے محبوب کے پیروں کی تعریف کر کے

اللہ درود بھیجتا ہے محبوب کی زبان کی تعریف کر کے

اللہ درود بھیجتا ہے محبوب کی آنکھوں کی تعریف کر کے

اللہ درود بھیجتا ہے محبوب کے ہونٹوں کی تعریف کر کے

اللہ درود بھیجتا ہے محبوب کے رخساروں کی تعریف کر کے

اللہ درود بھیجتا ہے محبوب کی زلفوں کی تعریف کر کے

اللہ درود بھیجتا ہے محبوب کے بچپن کی تعریف کر کے

اللہ درود بھیجتا ہے محبوب کی جوانی کی تعریف کر کے

اللہ درود بھیجتا ہے محبوب کے بڑھاپے کی تعریف کر کے

اللہ درود بھیجتا ہے محبوب کے سجود کی تعریف کر کے

اللہ درود بھیجتا ہے محبوب کے رکوع کی تعریف کر کے

اللہ درود بھیجتا ہے محبوب کے قیام کی تعریف کر کے

اللہ درود بھیجتا ہے محبوب کی خلوت کی تعریف کر کے

اللہ درود بھیجتا ہے محبوب کی جلوت کی تعریف کر کے

ملائکہ کا درود:

سامعین محترم! آیئے اب معلوم کریں کہ فرشتوں کا درود کیا ہے؟ جب اللہ کریم کے فرشتے محبوب کی تعریف سنتے ہیں تو عرض کرتے ہیں یا اللہ۔ اپنے محبوب کو اور شانیں عطا فرما۔ ملائکہ اپنے نوری ہاتھ اٹھاتے ہیں اور ''یُبَرِّکُوْنَ'' برکت کی دعا کرتے ہیں کہ اے خالق و مالک۔

اپنے محبوب کو اور برکت دے

اس کی عظمتوں کو اور بڑھا دے

اسے اور اونچا ارفع و اعلیٰ فرما دے

جبرائیل امین ہاتھ اٹھا کر کہتے ہیں۔ لوگو! ذرا میری طرف دیکھو۔

میں اتنا اونچا ہوں کہ میں   نوریوں کا پیشوا

میں اتنا اونچا ہوں کہ میں   ملائکہ کا رسول

میں اتنا اونچا ہوں کہ   میں معصوموں کا امام

میں اتنا اونچا ہوں کہ میں   بیت المعمور کا خطیب

میں اتنا اونچا ہوں کہ میں   توریت زبور انجیل قرآن کا حافظ

میں اتنا اونچا ہوں کہ میں   تمام انبیاء و رسل کا زائر

میں اتنا اونچا ہوں کہ میں   سدرۃ المنتہیٰ کا مکین

سدرۃ المنتہیٰ کیا ہے؟:

جانتے ہو نا سدرۃ المنتہیٰ کیا ہے۔ جہاں ہر کسی کی انتہاء۔

سدرۃ المنتہیٰ   جہاں علم کی انتہاء

سدرۃ المنتہیٰ   جہاں فن کی انتہاء

سدرۃ المنتہیٰ   جہاں نبیوں کی انتہاء

سدرۃ المنتہیٰ   جہاں رسولوں کی انتہاء

سدرۃ المنتہیٰ   جہاں نوریوں کی انتہاء

سدرۃ المنتہیٰ   جہاں ملائکہ کی انتہاء

سدرۃ المنتہیٰ   جہاں میری (جبرائیل کی) انتہاء

میں سدرۃ کا مکین۔ میں ان سب سے بلند ہے مگر جہاں میری بلندیاں ختم وہاں سے آمنہ کے اس در یتیم کی بلندیوں کی ابتداء۔ میری انتہاء۔ محبوب کی ابتداء۔ میں اس مقام پر ہاتھ جوڑ کے عرض کرتا ہوں۔

اگر یکسر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

یہ ہے عبداللہ کا   فرزند

یہ ہے آمنہ کا   دریتیم

یہ ہے امت کا   غمخوار

یہ ہے اللہ کا   یار

جس کی ابتداء میری انتہاء سے ہو رہی ہے۔ میں بہت اونچا مگر اے امت مصطفویہ تمہارا نبی مجھ سے بھی اونچا۔ بلکہ وہ

ہر عظیم سے   عظیم تر

ہر بلند سے   بلند تر

مقام مصطفیٰ:

ولیوں کی انتہاء   غوثوں پر

غوثوں کی انتہاء   قطبوں پر

قطبوں کی انتہاء   ابدالوں پر

ابدالوں کی انتہاء   اوتادوں پر

اوتادوں کی انتہاء   تبع تابعین پر

تبع تابعین کی انتہاء   تابعین پر

تابعین کی انتہاء   صحابہ پر

صحابہ کی انتہاء   صدیق پر

صدیق کی انتہاء   نبیوں پر

نبیوں کی انتہاء   رسولوں پر

رسولوں کی انتہاء   مصطفےٰ پر

یہ ہے مقامِ مصطفیٰ کہ

؎ خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

یہ ہے ملائکہ کا درود- وہ دعا کرتے ہیں کہ یااللہ اس محبوب کی عظمت مزید بلند فرما۔

بشر بلند ہوا	دس فٹ تک
ناری بلند ہوا	آسمانِ اوّل تک
نوری بلند ہوا	سدرۃ المنتہیٰ تک
یااللہ اب اسے بلند فرما	قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى تک

؎ قصر دنیٰ تک کسی کی رسائی
جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں

جبرائیل کی امامت میں فرشتے دعا گو ہیں۔

یااللہ! تیرے خزانوں میں اگر اور بھی کوئی عظمتوں کے پھول ہیں تو وہ سارے کے سارے دامنِ مصطفیٰ سے سجا دے۔

ہم اور کچھ نہیں مانگتے - کوئی آرزو نہیں کرتے - کوئی استدعا نہیں کرتے۔ کوئی التجا نہیں کرتے۔ کوئی تمنا نہیں کرتے- ہم تو یہ معصوم ہاتھ اٹھا کر تیرے دربار میں صرف یہ عرض کرتے ہیں کہ اے مولا! جتنی عظمتیں- جتنی رفعتیں- جتنی شانیں- جتنی عزتیں- جتنی برکتیں- جتنی بلندیاں تیرے خزانوں میں موجود ہیں وہ سب کی سب پیارے مصطفیٰ کو عطا فرما دے۔ حضرت عبداللہ کے اس یتیم اور حضرت آمنہ کے اس لال کو عطا فرما دے۔

فرمایا کیا تم سے بھی بڑھا دوں؟

ہاں یااللہ!

وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (بخاری شریف باب الاذان)

وہ مقام عطا فرما دے جو نہ

خلیل کو ملا
نہ ذبیح کو ملا
نہ کلیم کو ملا
نہ روح اللہ کو ملا
نہ صفی اللہ کو ملا
نہ نجی اللہ کو ملا
نہ حسن کے بادشاہ کو ملا
نہ کسی نبی کو ملا
نہ کسی رسول کو ملا

یااللہ! ہم تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے آقا کو وہ مقام عطا فرما اور وہ طرہ امتیاز دے کہ اس کے بعد تو خود اعلان فرما دے کہ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ
(پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ص۴۰)

اللہ فرماتا ہے کہ میں نے آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک سب کے دامنوں کو بھرپور کیا۔

کسی کو میں نے ابوالبشر ہونے کا اعزاز بخشا۔
کسی کو میں نے اپنی خلت سے نوازا۔
کسی کو اپنے کلام سے شرف عطا کیا۔

کسی کو وہ حسن عطا کیا کہ اسے دیکھ کر بھوکے سیر ہو گئے اور عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔

ختم نبوت کا انعام:

ایک خاص الخاص انعام باقی رکھ لیا۔

تمام انبیاء کی نظریں اسی انعام کی طرف اٹھیں۔

فرمایا۔نظریں نہ مارو تم سے اونچی نظروں والا آنے والا ہے۔اس کی نظروں پر یہ عینک لگواؤں گا اور اس کے سر پر یہ تاج سجاؤں گا۔

تم سے اونچی پرواز کرنے والا ہے آنے والا ہے اسے یہ جوڑے پہناؤں گا۔

پھر ان جوڑوں سمیت اس نعلین کے ساتھ اسے عرش پہ بلواؤں گا۔

تم سے اعلیٰ سیر کرنے والے والا آنے والا ہے اسے لامکاں کی سیر کرواؤں گا۔

پھر جب وہ آ جائے گا تو پھر نہ تمہاری بات نہ کسی اور کی بس پھر۔

یا میرا سکہ چلے گا

یا میرے حبیب کا سکہ چلے گا

اور پھر بریلی کا تاجدار عاشق رسول یہ اعلان کرے گا کہ

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کے آیا ہمارا نبی

بے مثال محبوب:

ماں نے وہ لال پیدا نہیں کیا جو ان محبوب کا مقابلہ کرے۔

میرا حبیب مسکرائے تو اس کی مسکراہٹ سے جبرائیل کو اپنے راستوں کیلئے

روشنی ملے۔

چاند اور سورج کو اس کی مسکراہٹ سے نورانیت ملے۔

میرا مصطفیٰ راضی ہو تو ابوبکر کو صدیق اکبر بنا دے۔

میرا محبوب ناراض ہو تو ابن ہشام کو ابوجہل بنا دے۔

اس کی رضا اور عدم رضا سے تقسیمیں ہوتی ہیں۔

فرشتے برکتوں کی دعائیں کرتے ہیں۔ یہ ان کا درود ہے۔ صاحب روح البیان علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

یہ مقام شفاعت ہے:

اللہ کے درود کا مطلب حضور علیہ السلام کو مقام محمود تک پہنچانا ہے اور وہ مقام شفاعت ہے۔ ملائکہ کا درود نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی زیادتی مراتب اور آپ کی امت کیلئے شفاعت کی دعا کرنا ہے۔ (تفسیر روح البیان بحوالہ تبلیغی نصاب فضائل درود ص ۷)

مومنین کا درود:

مومنین کو حکم ہے کہ

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

تم بھی اس محبوب پر صلوۃ وسلام بھیجو۔

"تو مومنین کا درود حضور علیہ السلام کی اتباع نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ محبت اور حضور علیہ السلام کے اوصاف جمیلہ کا تذکرہ اور تعریف"

(تفسیر روح البیان شریف بحوالہ تبلیغی نصاب فضائل درود شریف ص ۷)

یہ سب درود ہے:

اب ہم

جتنی نعتیں پڑھتے ہیں

جتنی محافل میلاد کرتے ہیں

جتنی سرکار کی تعریف کرتے ہیں

جتنا حضور کے اوصاف جمیلہ کا تذکرہ کرتے ہیں

یہ سب اس آیت پر عمل ہے۔ یہ سب کچھ درود وسلام میں داخل ہے۔ کیونکہ ایمان والوں کو حکم ہے۔ ارشاد باری ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ ۔

ایمان والوں کو خطاب ہے:

اے ایمان والو! درود پڑھو اس محبوب پر۔

ایمان والوں کو خطاب ہے — بے ایمانوں کو نہیں

ایمان والوں کو خطاب ہے — گستاخان رسالت کو نہیں

ایمان والوں کو خطاب ہے — نبی کی مثل بننے والوں کو نہیں

ایمان والوں کو خطاب ہے — نبی کو لاعلم کہنے والوں کو نہیں

ایمان والوں کو خطاب ہے — نبی کو مجبور محض سمجھنے والوں کو نہیں

ایمان والوں کو خطاب ہے — نبی کو بے خبر کہنے والوں کو نہیں

ایمان والوں کو خطاب ہے — نبی کو بڑا بھائی کہنے والوں کو نہیں

ایما والوں کو خطاب ہے — ضمیر فروشوں کو نہیں

ایمان والوں کو خطاب ہے — ایمان بیچنے والوں کو نہیں

اسی لئے ایمان والے درود وسلام کے تحفے بارگاہ محبوب میں نچھاور کرتے ہیں۔

جب بے ایمانوں کو حکم ہی نہیں تو وہ درود وسلام کیوں پڑھیں۔

ایمان والے پڑھتے ہیں:

ایمان والے پڑھتے ہیں — صبح وشام پڑھتے ہیں

ایمان والے پڑھتے ہیں — شب وروز پڑھتے ہیں

ایمان والے پڑھتے ہیں — لیل ونہار پڑھتے ہیں

ایمان والے پڑھتے ہیں — نمازوں میں پڑھتے ہیں

ایمان والے پڑھتے ہیں — نوافل میں پڑھتے ہیں

ایمان والے پڑھتے ہیں — خلوتوں میں پڑھتے ہیں

ایمان والے پڑھتے ہیں — جلوتوں میں پڑھتے ہیں

ایمان والے پڑھتے ہیں — گھروں میں پڑھتے ہیں

ایمان والے پڑھتے ہیں — مساجد میں پڑھتے ہیں

ایمان والے پڑھتے ہیں — محافل میں پڑھتے ہیں

ایمان والے پڑھتے ہیں — مجالس میں پڑھتے ہیں

ایمان والے پڑھتے ہیں — قبل ازان پڑھتے ہیں

ایمان والے پڑھتے ہیں — بعد ازاں پڑھتے ہیں

یہ خطاب عام ہے:

جب حکم خداوندی عام ہے۔ ''صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا'' تو ملاں کون ہوتا ہے خاص کرنے والا کہ فلاں وقت پڑھو اور فلاں وقت نہ پڑھو۔ ازان سے پہلے اور ازان کے بعد نہ پڑھو۔

اللہ تعالیٰ نے درود کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا

نبی کریم نے درود کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا

صحابہ کرام نے درود کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا

اہل بیت عظام نے درود کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا

اولیائے کاملین نے درود کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا

فقہاء امت نے درود کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا

تو ملاں کیوں کرتا ہے؟

ے دین ملاں فی سبیل اللہ فساد

الفساد الفساد الفساد

نماز کا وقت مقرر ہے:

گرامی حضرات اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت خاص نماز کے اوقات کا تو تقرر فرما دیا مگر درود شریف کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ فرمایا۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا

(پ۵ سورۃ النساء آیت ۱۰۳)

بے شک نماز مومنین پر فرض کی گئی ہے اپنے اپنے مقرر وقت میں

فجر بوقت فجر ادا کرو۔

ظہر بوقت ظہر ادا کرو۔

عصر بوقت عصر ادا کرو۔

مغرب بوقت مغرب ادا کرو۔

عشاء بوقت عشاء ادا کرو۔

ایسا ہرگز نہیں کے ایک نماز کے وقت میں دوسری ادا کی جائے مگر درود شریف کا وقت مقرر نہیں جب چاہو محبوب کی بارگاہ میں ہدیہ پیش کرو۔

حج کے مہینے مقرر ہیں:

حج کا وقت مقرر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ (پ۲ سورۃ البقرۃ آیت ص ۱۹۷)

حج کے مہینے مقرر ہیں۔

ان مہینوں کے سوا کسی اور مہینہ میں حج نہیں ہوسکتا مگر درود کا وقت مقرر نہیں ہے جب چاہو پڑھو۔

روزوں کا مہینہ مقرر ہے:

روزوں کا وقت مقرر ہے۔ فرمایا

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (پ۲ سورۃ البقرہ ص آیت ۱۸۵)

جو رمضان کا مہینہ پائے تو وہ روزہ رکھے۔

یہ فرضی روزے رمضان کے علاوہ کسی مہینہ میں نہیں رکھے جا سکتے۔ مگر درود کا وقت مقرر نہیں ہے یا تو ملاں قرآن سے کوئی تخصیص دکھائے یا پھر منع کرنے سے باز آئے۔

فقیر چیلنج کرتا ہے:

فقیر چیلنج کرتا ہے کہ کوئی ملاں۔

قرآن کی آیت سے ثابت کرے۔

حدیث کی روایت سے ثابت ہے۔

صحابہ کے عمل سے ثابت کرے۔

کہ ازان سے پہلے یا بعد درود شریف سے روکا گیا ہو۔ منع کیا گیا ہو۔ یہ ملاں زہر کا پیالہ تو پی سکتا ہے مگر یہ امتناع نہیں ثابت کرسکتا۔

جب نہیں ثابت کرسکتا تو منع کیوں کرتا ہے؟ بھتیاں کیوں کستا ہے؟ اور یہ کیوں کہتا ہے کہ یہ بدعت ہے؟

ملاں کو علم ہی نہیں:

یہ جاہل ملاں اس اصول سے واقف ہی نہیں کہ

جائز و ناجائز کا فیصلہ	کتاب اللہ سے ہوتا ہے
جائز و ناجائز کا فیصلہ	سنت رسول اللہ سے ہوتا ہے
جائز و ناجائز کا فیصلہ	اجماع صحابہ سے ہوتا ہے

جائز و ناجائز کا فیصلہ ارباب حل وعقد سے ہوتا ہے

اور جس امر میں یہ سب خاموش ہوں وہ مباح ہوا کرتا ہے۔ دیکھئے اور غور کیجئے۔

اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِیْ کِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ فِیْ کِتَابِهٖ وَمَا سَکَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عُفِیَ مِنْهُ (ترمذی شریف جلد اول ص ۲۰۶)

حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ قرآن میں حلال قرار دے۔

حرام وہ ہے جسے اللہ قرآن میں حرام قرار دے۔

اور جس سے سکوت فرمائے اس میں معافی ہے۔ وہ مباح ہے۔ اب ملاں بتائے کہ

کیا درود شریف قبل اذان یا بعد اذان سے اللہ نے منع فرمایا؟

کیا درود شریف قبل اذان یا بعد اذان سے رسول اللہ نے منع فرمایا؟

تو جب منع نہیں فرمایا تو یہ مباح ہے۔ جب یہ مباح ہے تو مباح کو بدعت کہنا کہاں کا اسلام ہے؟

کہاں کا دین ہے؟ کہاں کی شریعت ہے؟

بدعت کیا ہے؟:

بدعت ہر وہ کام ہے جو سنت سے ٹکرائے تو میں ثابت کرتا ہوں ہمہ وقت درود شریف کا ورد کرنا صحابہ کی سنت ہے۔ ملاحظہ ہو امام ترمذی نے یہ حدیث اپنی جامع میں نقل فرمائی کہ حضرت ابی ابن کعبؓ عرض کرتے ہیں۔ یارسول اللہ علیک السلام! میں آپ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں۔ آپ مقرر فرما دیجئے کہ میں آپ پر کتنا درود شریف نچھاور کیا کروں؟

فرمایا جتنا چاہو پڑھو۔ عرض کیا دن رات کا چوتھا حصہ پڑھ لیا کروں؟ فرمایا اگر زیادہ پڑھو تو بہتر ہے۔ عرض کیا دن رات کا نصف حصہ درود شریف پڑھنے میں صرف

کردوں؟ فرمایا اگر اس سے بھی زیادہ پڑھو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ عرض کیا شب و روز کے دو تہائی حصہ درود پڑھتا ہوں۔ تو فرمایا اس سے بھی زیادہ پڑھو تو بہت بہتر ہے۔ عرض کیا۔

اَجْعَلُ لَکَ صَلٰوتِیْ کُلَّهَا

پھر میں تمام اوقات آپ پر درود پڑھتا رہوں۔

فرمایا اگر ایسا کرو گے تو تمہارے تمام تفکرات کو کافی ہوگا اور تمام عصیاں کو بخش دیا جائے گا۔ (ترمذی شریف مشکوٰۃ شریف ص ۸۶)

ملاں جی! اگر سرکار نے قبل و بعد اذان سے منع فرمانا ہوتا تو حضرت ابی ابن کعب کو منع فرماتے۔ جب سرکار نے منع نہ فرمایا تو یہ بدعت کیوں؟

دلیل لاؤ اگر سچے ہو تو:

فقہاء محدثین و مفسرین نے کچھ اوقات میں درود شریف سے منع فرمایا ہے۔ مگر یہ ملاں اگر ثابت کردے کہ ان میں قبل یا بعد اذان کے اوقات بھی ہیں تو فقیر منہ مانگا انعام دینے کو تیار ہے۔

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (پ ۱ سورۃ البقرہ آیت ص ۱۱۱)

اے محبوب! فرما دیجئے لاؤ اپنی کوئی دلیل اگر تم سچے ہو تو؟

قیام تک نہ لا سکو گے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام:

حضرات محترم! ملاں کل یہاں پر بڑی بڑھکیں مارتا رہا ہے۔ کہ یہ جو تم پڑھتے ہو کہ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

یہ اردو کا سلام کہاں لکھا ہے؟
ملاں بغلیں بجا بجا کر کہتا رہا ہے کہ
یہ یوپی والوں کا سلام ہے
یہ رضا خانی سلام ہے
یہ سلام حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت کا تصرف:

جواب تو دوں گا اور بہت ستھرا دوں گا مگر میں اللہ کے اس کامل ولی کا تصرف پر حیران ہوں جس نے یہ سلام گستاخ ملاں سے بھی پڑھوالیا۔ میرے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت تاجدار اہلسنّت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا یہ تصرف ہے کہ اے ملاں! جائز وناجائز سنت و بدعت کا فیصلہ تو بعد میں ہوگا۔ پہلے یہ سلام تجھے بھی پڑھنا پڑے گا۔ پڑھ اور بڑے ترنم سے پڑھ بعد میں جو بکنا ہے بک۔ ملاں بڑے ترنم سے یہ سلام پڑھتا رہا ہے۔ بعد میں یہ کہتا رہا ہے کہ یہ کہاں لکھا ہے۔

یہ حاجی صاحب سے پوچھو:

میں کہتا ہوں یہ سوال اپنے پیران پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے پوچھو جو خود اردو میں یوں سلام پڑھتے ہیں کہ

اس پہ پڑھ امداد تو لاکھوں صلوٰۃ
تجھ کو ہو جس کی شفاعت سے نجات
آل اور اصحاب جتنے ہیں تمام
ان پر پڑھ تو سو درود اور سلام

(کلیات امدادیہ ص ۱۵۷)

فرمایئے ملاں جی! یہ درود
کس آیت کا ترجمہ ہے؟
کس حدیث سے ثابت ہے؟
کیا یہ درود بخاری میں ہے؟ مسلم میں ہے؟ ترمذی۔نسائی۔ابن ماجہ۔ابوداؤد میں ہے؟
اگر کہیں ہے تو ثابت کریں؟ اگر نہیں تو حاجی صاحب کو بھی بدعتی قرار دیں۔

مَاهُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا

جو جواب تمہارا حاجی صاحب کیلئے ہے وہی جواب ہمارا اعلیٰ حضرت کے لئے ہے۔

تیرے ہی مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات تیری
تیری ہی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات تیری

چلو رضا خانی تو ٹھہرے بدعتی اب یہ امدادی۔ اشرفی۔ خلیلی۔ رشیدی۔ قاسمی تمام کے تمام کیا ہیں؟

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا تو بن اپنا تو بن

بتائیں کون کون بدعتی ہے؟:

ملاں نے ایک اور پھبتی کسی اور بڑے ترنم سے یہ پڑھا کہ دیکھو جی یہ بریلوی کہتے ہیں۔

اے صبا مدینے جانا میرا ماجرا سنانا
پڑھتا تھا تیرا ملوانا صَلَوٰةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ

یہ اپنا درود صبا کے حوالے کرتے ہیں اور ہم اپنا درد خدا کے حوالے کرتے ہیں۔

ہم سرکار کے دیوانے ہیں:

حضرات گرامی!

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دریدہ دہن اور گستاخ ملاں سے بھی یہ گواہی دلوادی کہ ہم سرکار کے ملوانے ہیں کیسی لطف کی بات ہے۔

ہم دیوانے ہیں سرکار کے
ہم منگتے ہیں سرکار کے
ہم بھکاری ہیں سرکار کے
جو کچھ بھی ہیں سرکار کے

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اے آقا!

؎ بد سہی چور سہی مجرم ناکارہ سہی
اے کہ وہ کچھ بھی سہی ہے تو کریما تیرا

اور فرماتے ہیں اے بخدیو

؎ مجرم ہیں ہم انہی کے باغی نہیں ہیں ہم
نجدی نہ آئے اس کو یہ منزل خطر کی ہے

ہم تو ملاں کے ہر الزام کو سرآنکھوں پر جگہ دے رہے ہیں مگر ملاں جی بتائیں کہ یہ ان کے قاسم العلوم والخیرات مولوی قاسم نانوتوی کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ جو درود وسلام ہی نہیں اپنی میت کو بھی ہوا کے حوالے کئے ہوئے ہیں اور لکھتے ہیں کہ

؎ اڑا کے باد میری مشت خاک کو پس مرگ
کرے حضور کے روضہ کے آس پاس نثار

(قصائد قاسمی از نانوتوی)

اور پھر کیا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بھی مشرک ہوئے کہ نہیں جو کہتے ہیں کہ

؎ لانے لگی اب باد صبا بوئے مدینہ
دل اڑنے لگا ہو کے ہوا سوئے مدینہ

(کلیات امدادیہ ص۲۰۶)

اور مزید فرماتے ہیں کہ

صبا بھی لانے لگی ہے اب تو نسیم طیبہ نسیم طیبہ
کہے ہے شوق اب ہوا میں اڑ کے چلو مدینے چلو مدینے

(کلیات امدادیہ ص۲۰۶)

ملاں جی حاجی صاحب بھی خود کو ہوا کے حوالے کر رہے ہیں۔ اگر غیرت ہے تو دیں فتویٰ ورنہ

؎ یوں نہ نکلیں آپ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

سرکار دو عالم کا ارشاد:

اور یہ خود سرکار دو عالم فخر آدم و بنی آدم کاشف اسرار لوح وقلم ہادی اعظم نور مجسم شفیع معظم ﷺ کیا ارشاد فرما رہے ہیں کہ جس کے حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں۔ فرمایا

نُصِرْتُ بِالصَّبَا (بخاری شریف جلد اول ص۱۴۷)

میری مدد کی گئی صبا (ہوا) کے ساتھ

بتایئے جس کا کلمہ پڑھتے ہو اس نبی پر بھی فتویٰ دو گے؟ کہ وہ غیر اللہ سے منصور ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں اور وہ بھی اسی ہوا سے جس پر تم نے پھبتیاں کسیں ہیں۔

امام زین العابدین کا ہوا کو پیغام

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی ہوا سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

اِنْ نِلْتَ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ
بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْھَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ

(دیوان امام زین العابدین)

میں ثابت کرتا ہوں:

پھر ملاں نے ایک اور الزام گھڑا کہ دیکھو جی یہ بریلوی اکٹھے ہو کر حلقہ باندھ کر قیام میں ہاتھ باندھے ہوئے سلام پڑھتے ہیں۔ یہ شرک ہے۔

ذرا توجہ فرمائیں میں ثابت کرتا ہوں کہ اس شرک کا ارتکاب ملاں اینڈ کمپنی خود کرتی رہی کر رہی ہے اور کرتی رہے گی۔ میں آپ کو ابھی دکھائے دیتا ہوں۔ یہ دیکھئے۔

مہینہ ہے — رمضان کا
نماز ہے — تراویح کی
مسجد ہے — ملاں کی

او ساری ملاں اینڈ کمپنی بمعہ امام کے تراویح کی جماعت میں کھڑے ہیں۔

سب کے سب — قیام میں ہیں
سب کے سب — ہاتھ باندھے ہوئے ہیں
سب کے سب — منہ کعبہ کی طرف کئے ہوئے ہیں

اکٹھے بھی ہیں۔ قیام میں بھی ہیں۔ ہاتھ باندھے ہوئے بھی ہیں اور امام صاحب سورہ صافات سے یہ پڑھ رہے ہیں۔

سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ (پ۲۳ سورہ صافات آیت ص۷۹)
سَلٰمٌ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ (پ۲۳ سورہ صافات آیت ص۱۰۹)
سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ (پ۲۳ سورہ صافات آیت ص۱۲۰)
سَلٰمٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ (پ۲۳ سورہ صافات آیت ص۱۳۰)

اور پھر اسی کیفیت میں پڑھتے ہیں۔

سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ (پ۲۳ سورہ صافات آیت ص۱۸۱)

اپنے آپ کو تو بچاؤ:

فرمائیے ملاں جی! کیا آپ بمعہ ساری کمپنی کے۔

قیام کر کے — مشرک و بدعتی ہوئے کہ نہیں
ہاتھ باندھ کے — مشرک و بدعتی ہوئے کہ نہیں
سلام برانبیاء در قیام پڑھ کے — مشرک و بدعتی ہوئے کہ نہیں

ملاح جی ان فتووں سے کم از کم اپنے آپ کو تو بچا لیا ہوتا؟ چلو اپنے اکابر کو تو تم خود ہی کچھ نہیں سمجھتے۔

؎ میں نہیں کہتا فلاں ابن فلاں گستاخ ہے
اس قبیلے کا ہر اک پیرو جواں گستاخ ہے

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ مومنین کو حکم ہے۔ درود شریف پڑھو۔ میرے حبیب پر سلام پڑھو تو مومنین کا درود ہے۔ سرکار کی صفت وثناء کرنا۔

تقریر بڑی طویل ہوگئی کیونکہ ہمارے احباب کل سے بہت غصہ میں تھے اور جذباتی ہوگئے تھے۔ میں نے ان کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کی اور اپنا مسلک دلائل کے ساتھ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب میں ان حضرات سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ امن و امان کو قائم رکھتے ہوئے اپنے مسلک پر ثابت قدم رہیں۔ اگر کل ہمیں مشرک و بدعتی نہ کہا جاتا تو ہم بھی آج اس کا جواب نہ دیتے۔ ہم آج بھی ان لوگوں کو یہ پیغام دیتے ہوئے اجازت چاہتے ہیں کہ

؎ آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

"وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ"

حج وزیارت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ o وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ o سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَهْلِ سُنَّتِهٖ وَجَمَاعَتِهٖ اَجْمَعِیْنَ o

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا o

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

ہو سامنے روضے کی جالی وہ دن وہ مہینہ آ جائے
یا قلب مدینے جا پہنچے یا دل میں مدینہ آ جائے
ہو جائیں ہمارے دل روشن چہرے ہوں ہمارے نورانی
اس نور کے سینے کا جلوہ سب سینہ بسینہ آ جائے

نہایت ہی واجب الاحترام بزرگو۔ نوجوان ساتھیو۔ ذی احترام ماؤ اور بہنو! یہ حج کے مہینے ہیں جو گذر رہے ہیں۔

حج کے مہینے:

یعنی شوال زی قعد اور ذوالحجہ شریف کے دس دن اور رجب کا مہینہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ (پ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۹۷)

حج کے چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں۔

لوگ عازم مکہ و مدینہ ہو رہے ہیں:

ان ایام میں خوش نصیب لوگ اور مقدر والے حضرات حج بیت اللہ اور زیارت بلد حبیب و حاضری بارگاہ مصطفوی کے لئے رخت سفر باندھتے ہیں اور زائرین مدینہ طیبہ اپنی منزلِ محبت کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں۔ ہمارے جیسے بدنصیب لوگ یہیں پر حج و زیارت کے لئے تڑپتے اور ترستے رہ جاتے ہیں اور عازم مدینہ منورہ ہونے والوں سے عرض کرتے رہتے ہیں کہ

مسافر مدینے شہر جانے والے میرا مصطفیٰ سے سلام عرض کرنا
تو چم چم کے روضۂ مقدس کی جالی نبی پاک کو یہ پیام عرض کرنا
مدینے کی یاد آ کے مجھ کو رلائے میرے دل کو اک پل بھی نہ چین آئے
بلا لو مدینے مجھے میرے آقا یہ کہتا تھا تیرا غلام عرض کرنا

حج کس پر فرض ہے؟:

گرامی حضرات! میں نے قرآن کریم کی جو ایک آیت کریمہ تلاوت کرنے کا شرف اس کا ترجمہ سماعت فرمایئے۔ اللہ کریم جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا o

(پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۹۷)

اور اللہ کے لیے فرض ہے لوگوں پر حج اس گھر کا جو طاقت رکھتا ہو وہاں

تک پہنچتے کی۔

یعنی کہ جو مسلمان شخص صاحب مال ہو اور اتنی استطاعت رکھتا ہو کہ اس پر بار قرض یا کوئی مالی فرض نہ ہو تو اس پر حج فرض ہے۔ اگر وہ حج نہ کرے تو گنہگار ہوگا۔ مالی فرض سے مراد یہ ہے کہ اس پر جو فرائض و حقوق اولاد وغیرہ کے شریعت نے رکھے ہیں وہ پورے کر چکا ہو اور اب فارغ ہو چکا ہو۔ اگر حج پر جائے تو اس کے بعد پیچھے اس کا تمام کام چلتا رہے۔ اس فکر سے آزاد ہو تو ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے۔

حج کیا ہے؟:

حج کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کے گھر کے زیارت کرنا۔ عرفات کی حاضری۔ مزدلفہ و منیٰ کی حاضری۔ شیطان کو کنکریاں مارنا۔ طواف کرنا۔ صفا مروہ کی سعی کرنا۔ حجرا سود کو چومنا وغیرہ یہ سب حج ہے سوال یہ ہے کہ کیا پاکستان کی تمام مساجد اللہ کے گھر نہیں ہیں؟ یقیناً یہ تمام مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں تو پھر حج کے لئے کعبۃ اللہ شریف ہی کیوں جاتے ہیں؟ اس لئے کہ وہاں اللہ تعالیٰ کے خلیل علیہ السلام نے جو جو امور انجام دیے ہیں اسی طرح ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے وہی امور انجام دینا حج ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کی یادگاریں قائم رکھنا چاہتا ہے یہ

زیارت بیت اللہ اور اس کا طواف۔

صفہ مروہ پر دوڑنا اور حجرا سود کو چومنا۔

عرفات میں تلبیہ کی صدائیں لگانا۔

مزدلفہ و منیٰ میں حاضر ہونا۔

شیطانوں کو کنکریاں مارنا قربانی کرنا۔

یہ سب کچھ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت کی سنت ہے۔ جسے ایک فرض قرار دیا گیا ہے سنتیں حضرت خلیل کی اور فرض ربّ جلیل کا۔

کیونکہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ذریعہ حکم دے دیا گیا کہ

فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ○ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۹۵)

پس تم اتباع کرو ملت ابراہیم حنیف کی (جو ہر باطل سے الگ تھلگ ہے)

لہٰذا اگر کوئی یہاں ان چیزوں کو شرک و بدعت بھی کہتا ہے وہاں جا کر اسے یہ تمام امور ادا کرنے پڑتے ہیں اور اس کی وجہ محض یہ ہے کہ یہ تمام امور منسوب ہیں اللہ کے محبوب بندوں کے ساتھ۔

سارا حج سنت خلیل اللہ ہے:

سارے کا سارا حج مسلک اہلسنت کے دلائل کا نام ہے۔ اگر ان منکرین سے پوچھا جائے کہ تم

بیت اللہ کو کیوں چومتے ہو؟

اس گھر کے ارد گرد یہ چکر کیوں لگاتے ہو؟

یہ ایک چار دیواری ہی تو ہے۔

یہ ایک مکان ہی تو ہے۔

اگر یہ کہتے ہو کہ اللہ کا گھر ہے تو تمام مساجد ہی اللہ کے گھر ہیں اور اگر یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا وجود وہاں ہی ہے تو اللہ تعالیٰ تو ہر مقام پر موجود ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ ط وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ○ (پ۲۵ سورۃ الزخرف آیت ۸۴)

وہ آسمانوں میں موجود۔

وہ زمینوں میں موجود۔

وہ قطرے قطرے میں موجود۔

وہ ذرّے ذرّے میں موجود۔

تو جواب یقیناً یہی ہوگا کہ وہاں اس گھر کا ...... اس چار دیواری کا ...... اس

مکان کا طواف خلیل اللہ نے کیا۔ اس کے ارد گرد یہ چکر ابراہیم علیہ السلام نے لگائے۔

اس صفا اور مروہ پر حضرت ہاجرہ نے سعی فرمائی۔
اس شیطانوں کو کنکریاں حضرت خلیل اللہ نے ماریں۔
منیٰ میں اللہ کے خلیل نے قدم مبارک رکھے۔
مقامِ ابراھیم نقش پائے خلیل ہے۔
اس لئے وہاں نفل پڑھتے ہیں کہ اس پتھر پر خلیل کے قدم آ گئے۔
جہاں ان کا قدم آ گیا وہاں حاجی کی پیشانی لگتی ہے۔

خلیل و حبیب:

تو اگر نقش پائے خلیل کا یہ مقام ہے۔
تو پھر نقش پائے حبیب کا کیا مقام ہو گا؟ اگر نقش پائے ہاجرہ شعائر اللہ سے ہیں تو پھر نقش پائے محبوب کی کیا شان ہو گی۔ اگر کعبۃ اللہ مقام طواف ہے تو کعبہ کے کعبہ کی کیا عظمت ہو گی ایمان داری سے بتاؤ کہ کعبہ کو کعبہ کس نے بنایا اور

کعبہ کا کعبہ:

کیا یہ کعبہ شب ولادت محبوب کا شانۂ محبوب کی طرف جھک نہ گیا تھا؟
اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ بھی تو فرماتے ہیں کہ

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو۔
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو۔

اور ایک پنجابی کا شاعر کہتا ہے

سجدے کراں حضور دے منبر دے سامنے
نقش قدم حضور دا کعبہ بنا لواں

مقام ابراہیم:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ
وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى (پ ۱ سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۵)
جس پتھر پر کھڑے ہو کر ابراہیم علی السلام نے کعبہ تعمیر کیا ہے اسے جائے نماز بنا لو۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ میرے خلیل کے قدموں سے منسوب ہو گیا ہے۔ عام پتھر نہیں اسی لئے ہم ہر پتھر کو نہیں چومتے۔

اگر کسی وزیر کے قدم لگیں تو ہم اس جگہ کو — نہیں چومتے
اگر کسی دنیادار کے گھر کو سنگ مرمر لگا ہو تو ہم اس کو — نہیں چومتے
لیکن جو پتھر داتا صاحب کے قدموں سے لگ گیا — ہم اسے چومتے ہیں
جو پتھر باوا صاحب کے قدموں سے لگ گیا — ہم اسے چومتے ہیں
جو پتھر خواجہ صاحب کے قدموں سے لگ گیا — ہم اسے چومتے ہیں
جو پتھر غوث پاک کے قدموں سے لگ گیا — ہم اسے چومتے ہیں
جو پتھر خلیل اللہ کے قدموں سے لگ گیا — ہم اسے چومتے ہیں

ہم ہی نہیں ہر مسلمان کو حکم ہے اسے جائے نماز بنا لو۔ یہ عام پتھر نہیں ہے یہ خلیل کے قدموں سے مشرف ہو گیا ہے۔

اس نے میرے بندے کے قدم چھو لیے ہیں تم اسے چھو لو۔
اس نے خلیل اللہ کے قدموں کو بوسے دیے ہیں تم اس کو بوسے دو۔

جس راہ توں سوہنیاں لنگھ جاویں اوہدی خاک اٹھا کے چم لیناں
جیہڑی قلم لکھے ناں سوہنے دا اوہ قلم اٹھا کے چم لیناں
ہتھ مرشد دے ہتھ تیرے نیں رب آکھے ایہہ ہتھ میرے نیں
تاہیوں میں مرشد کامل دے ہتھاں نوں جا کے چم لیناں

اس پتھر کی کیا شان ہے؟
اس پتھر کا کیا مقام ہے؟

اس پتھر کی کیا نسبت ہے؟

دنیا کا کوئی مولوی۔ کوئی مفتی مجھے ایک ضعیف سے ضعیف روایت دکھا دے کہ کہیں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اسے فرمایا ہو کہ اے پتھر میں نے تجھ پہ قدم رکھ کے کعبہ بنایا...... اب دیوار اونچی ہو گئی ہے لہٰذا تو بھی بلند ہو جا کہیں نہیں ہے۔ ہوا کیا؟

ادھر خلیل بلندی پہ گئے ادھر پتھر بلند ہو گیا۔ وہ بلند ہوتے رہے پتھر بلند ہوتا گیا تو پھر بتاؤ کہ اس پتھر کو کس نے بتا دیا کہ اب خلیل علیہ السلام بلند ہوئے ہیں تو اے پتھر تو بھی بلند ہو جا؟

کیا ابراہیم علیہ السلام نے حکم دیا؟

کیا اسماعیل علیہ السلام نے حکم دیا؟

کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں۔ کسی روایت میں یہ موجود نہیں تو پھر یہ کیوں بلند ہوتا رہا؟

یہ خلیل کی رضا تھی جسے پتھر سمجھ گیا۔

تو جن کے قدموں کی برکت سے پتھر کو علم آ گیا اس قدموں والے کا علم کیا شان رکھتا ہو گا اور اگر یہ خلیل کے قدموں کی برکت ہے تو حبیب کے قدموں کی برکت کیا ہو گی؟ حبیب کے دست مبارک کی شان کیا ہو گی۔

اوہدا ویکھ اشارا انگلی دا چن ٹوٹے ہو ہو جڑ دا اے
اوہدا حکم ہووے تے پتھراں نوں بولن دا شعور آ جاندا اے

میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں:

میرا حبیب علیہ السلام ارشاد فرماتا ہے۔

اِنِّیْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَکَّةَ کَانَ لِیُسَلِّمُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ الْاٰنَ (مسلم شریف جلد ثانی ۲۴۵۔ ترمذی جلد ثانی ۲۰۳)

بے شک میں مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو بعثت سے قبل مجھے پر سلام پڑھتا تھا۔ میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔ ابھی میں نے اعلان نبوت نہ کیا تھا کہ پتھر مجھ پر سلام پڑھا کرتا تھا۔

پتھر کو کس نے بتا دیا؟:

ملاں کہتا ہے نبی کو اپنی نبوت کا چالیس سال کے بعد پتہ چلتا ہے۔ مگر نبی فرما رہے ہیں پتھر کو میرے اعلان نبوت سے پہلے علم تھا وہ مجھ پر سلام پڑھا کرتا تھا۔

مولویو! اس پتھر کو کس نے بتایا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں ان پر سلام پڑھو۔

پتھر کو علم ہے یہ نبی ہیں اور نبی کو علم ہی نہیں؟

اور فرمایا ''لَاَعْرِفُ'' میں پہچانتا ہوں۔

یہ نہیں فرمایا کہ ''لَاَعْلَمُ'' میں جانتا ہوں۔

کیوں کہ پہچان اسی کی ہوتی ہے جس کا پہلے علم ہو اور جسے پہلے دیکھا ہو۔

فرمایا ''اِنِّیْ لَاَعْرِفُ الْاٰنَ'' میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔

گویا میں اعلان نبوت سے قبل بھی ان کو جانتا تھا اور ملاحظہ فرماتا تھا۔ اب ان پتھروں کو پہچانتا ہوں پتھر میری رسالت کو جانتا تھا اور میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں۔

بتاؤ مولویو

یہ پتھر ولی ہے؟
یہ پتھر غوث ہے؟
یہ پتھر قطب ہے؟
یہ پتھر ابدال ہے؟
یہ پتھر اوتاد ہے؟
یہ پتھر کلمہ گو ہے؟

یہ تو مکلف بالشرع ہی نہیں...... تو یہ پتھر ایک پتھر ہو کر حضور کی رسالت کو جانے

اور حضور علیہ السلام امام الانبیاء ہو کر اپنی رسالت کو نہ جانیں؟ یہ پتھر تو سرکار کو پہچانے اور سرکار اسے نہ پہچانتے ہوں؟

یہ کیسا عقیدہ ہے؟

یہ کیسا ایمان ہے؟

ایک اور حدیث پاک:

گرامی حضرات! بات پتھر اور صلوٰۃ وسلام کی ہو رہی ہے۔ آیئے ایک اور حدیث پاک سنیں میرے آقا علیہ السلام کے پیارے وزیر۔ صحابہ کے مشیر۔ مومنوں کے امیر تاجدار ھَلْ اَتٰی مرتضیٰ مشکل کشا مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں حضور کے ساتھ ہوا کرتا تھا جبکہ سرکار باہر تشریف لے جاتے کیا منظر تھا۔

مصطفیٰ ساتھ مرتضیٰ

نبوت ساتھ ولایت

نبی ساتھ علی

میں اس خاک کے ذروں پر قربان جس پر مصطفےٰ اور مرتضےٰ کے قدم لگ گئے۔

میں اس راہ گذر پہ قربان جس سے مصطفےٰ اور مرتضیٰ گزریں۔

میں اس مٹی کو آنکھوں کا سرمہ بناؤں جس نے نبی اور علی کے قدم چومے۔

علامہ اقبال کہتے ہیں؎

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

؎ گذرے وہ جس راہ سے سید والا ہو کر
رہ گئی ساری زمین عنبر سارا ہو کر

حضرت مولائے کائنات فرماتے ہیں کہ جب ہم راستے سے گذرتے تو

فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۰-ترمذی شریف جلد دوم ص ۲۰۲)

کوئی پہاڑ اور کوئی درخت ایسا نہ تھا کہ جو حضور علیہ السلام کا استقبال کرتے ہوئے نہ کہتا ہوا اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو اسے ترمذی اور دارمی نے روایت کیا۔

ہر درخت سلام پڑھتا تھا۔

ہر پہاڑ سلام پڑھتا تھا۔

اور کہتا تھا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔

بتاؤ مولویو! ان درختوں کو کس نے بتایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟

ان پہاڑوں کو کس نے بتایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟

اور کس نے حکم دیا کہ تم صیغۂ خطاب کے ساتھ حضور کو سلام پیش کرو۔

درخت تو کہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

پتھر تو کہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

اور مولوی نہ تو حضور کا علم مانے اور نہ یہ سلام پڑھے تو پھر وہ درخت اور پتھر اس مولوی سے ہزار درجہ افضل ہوئے کہ نہ؟

وجہ یہی ہے کہ ان پتھروں نے میرے آقا کے قدم چومے اور ان درختوں نے میرے حبیب کی زیارت کی ملاں نہ چومنے کا قائل اور نہ ہی زیارت کا قائل

برکت قدمانِ مقدسہ:

سامعینِ کرام! میرے نبی کے قدموں کی برکت کہ پتھروں کو علم آگیا اور انہوں نے جانا کہ یہ رسول ہیں میرے نبی کے قدموں کی برکت کہ پتھروں کو زبان مل گئی

اور وہ گویا ہوئے اور سلام پڑھا تو اسی محبوب کے قدموں کی برکت نے

کعبہ کو	کعبہ بنایا
مزدلفہ کو	مزدلفہ بنایا
منیٰ کو	منیٰ بنایا
مکہ کو	مکہ بنایا
مدینہ کو	منورہ بنایا

کہاں یہ مرتبے اللہ اکبر حجرِ اسود کے
یہاں کے کنکروں نے پاؤں چومے ہیں محمد کے

عرش سے اعلیٰ:

میرے نبی کے نعلینِ مقدس سے جو خاک لگ گئی وہ عرش عظیم کے دامن کی دولت بن گئی۔ ایک مرتبہ عرش نے اس خاک کے ذرّوں کو سینے میں سمولیا تو عرش۔ عرش مجید ہوگیا تو بتاؤ جس مقدس زمین میں پندرہ سو سال سے وہ محبوب خود آرام فرما ہے اس زمین کا کیا مقام ہوگا۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش بالاتر
نفس گم کردہ می آید جنید و با یزید اینجا

حضرت حسن رضا فرماتے ہیں

مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل
ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ
عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ
میری خاک یارب نہ برباد جائے
پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ

غبارِ مدینہ:

سرکارِ مدینہ نے فرمایا

غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ شِفَآءٌ (جذب القلوب اردو ۳۳ از شیخ محقق)

مدینے کی خاک نے شفا ہے۔
اس خاک نے محبوب کے قدم چوم لئے۔
یہ خاک میرے آقا کے نعلین سے مس ہوگئی۔
جس مس ہوگئی تو اس کو کیا مقام ملا؟
شب معراج جبریل امین علیہ السلام جب سدرہ پر پہنچے تو

محمد دے قدماں چہ سرنوں نوا کے عرض کیتی جبریل سدرہ تے جا کے
میں اک پیرا گے نئیں جاسکدا آقا میرا آخری ایہہ مقام آگیا اے

جہاں نوریوں کا سردار	نہ جا سکا
جہاں معصوموں کا پیشوا	نہ جا سکا
جہاں سید الملائکہ	نہ جا سکا
جہاں فرشتوں کا امام	نہ جا سکا
جہاں سدرہ کا مکین	نہ جا سکا
جہاں بیت المعمور کا خطیب	نہ جا سکا
جہاں جبریل امین	نہ جا سکا

وہاں جب یہ نعلین مقدس اور ان کی خاک پہنچی تو ایک ندا آئی

آواز آئی پیارے سنے جوڑیاں آ
تیرا جوڑا محبوبا نہیں لاہن والا

نعلین مقدس سے لگی خاک تو خاک کی یہ شان کہ وہ عرش کی زینت؟
تو اس مٹی کی شان کیا ہوگی جہاں یہ صاحبِ نعلین آرام فرما ہے؟

؎ محمد پاک دا روضہ ڈے جنت کولوں برتر
اوھا مسکن محمد دا جھڑا مائی عائشہ دا گھر

شفاء جزام و برص:

گرامی قدر سامعین! ذرا غور کیجئے۔ میں نے حدیث مبارکہ آپ کو سنائی جسے شیخ محقق دہلوی نے اپنی کتاب جذب القلوب میں نقل فرمایا۔ شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بعض احادیث میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ

غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجُذَامِ وَالْبَرَصِ (جذب القلوب اردو ص ۳۳)

غبار مدینہ کوڑھ اور برص کے لئے شفا ہے۔

ادھر عیسیٰ علیہ السلام اعلان فرماتے ہیں

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ (پ ۳ آل عمران آیت ص ۴۹)

برص والے کوڑھ والے مریض کو میرے پاس لاؤ میں دست اقدس سے مس کر دوں تو شفا ہو جائے گی......ادھر سرکار علیہ السلام فرماتے ہیں۔

میرے پاس — کوڑھ والا اگر نہیں پہنچ سکتا
میرے پاس — برص والا اگر نہیں پہنچ سکتا

تو میرے مدینہ کی مٹی لیجا کر اسے دے دو......وہ مل لے تو شفاء ہو جائے گی۔

یہ مٹی — بلد حبیب کی ہے
یہ مٹی — شہر محبوب کی ہے
یہ مٹی — مدینہ منورہ کی ہے

وہی مدینہ منورہ جس میں میرا آقا آرام فرما ہے۔

خوشبو دار مٹی:

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے گلاب کی جڑوں سے کچھ مٹی کو ہاتھ میں لیا ناک کے قریب لے گیا تو اس سے گلاب کی خوشبو آئی۔

میں نے پوچھا اے مٹی۔

تو کہاں؟ — خوشبو کہاں؟
تو وہی مٹی — جو پاؤں روند ڈالے
تو وہی مٹی — جو جوتی کے نیچے لگے
تو وہی مٹی — جو سائیکل۔ بس۔ کار کے ٹائر سے چمٹ جائے

تجھ سے یہ خوشبو کیسے اور کیوں؟

مٹی نے جواب دیا سعدی

بگفتا من گلے نا چیز بودم
ولیکن روز چند باگل نشستم

مجھے بھی پتہ ہے میں مٹی ہوں۔ لیکن میں ہوں تو مٹی مگر گلاب کی جڑوں سے صحبت کا فیض مجھے خوشبودار بنا گیا۔

مدینہ کی مٹی بھی کہتی ہے......مولویو......مفتیو......قاضیو

میں مٹی ہوں

مگر وہ مٹی — جس پہ محبوب کے قدم آگئے
مگر وہ مٹی — جس پہ محبوب کے نعلین آگئے
مگر وہ مٹی — جس پہ حلیمہ کی بکریوں کا بول و براز آگیا
اور وہ مٹی — جس پہ روضہ من ریاض الجنت ہے
اور وہ مٹی — جس میں کائنات کا فرماں روا آرام فرما ہے

اس لئے مجھ میں شفا ہے کہ میں شفا والے سے منسوب۔

اس لئے مجھ میں رحمت ہے کہ میں رحمۃ للعلمین سے منسوب۔

مولویو! تم جانتے نہیں تو مولانا رومی سے پوچھ لو۔

رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں نے باز سے پوچھا۔ تجھے یہ شان و شوکت

کہاں سے ملی کہ تو جس کے اوپر سایہ کر دے وہی بادشاہ ہو جائے۔ تو باز نے کہا میں نگاہ محبوب کے سائے میں آ گیا تو یہ شان مل گئی۔

نگاہ محبوب کے سائے میں باز آیا　　تو عظمت و شان والا
وجودِ محبوب کے سائے میں مٹی آئی　　تو عظمت و شان والی

اللہ اکبر

ے نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری
فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے

تو اگر باز محبوب کی نگاہ سے عظمت پا گیا
اگر مٹی محبوب کے در سے عظمت پا گئی

تو پھر اس صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا مقام ہوگا جو آج بھی محبوب کے سائے میں ہے۔ اس فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا مقام ہوگا جو آج بھی محبوب کے سائے میں ہے۔

ے اس گنبد خضرا میں رحمت کے خزینے ہیں
جب نظر پڑی میری دو یار نظر آئے

اللہ کی نشانیاں:

سامعین محترم! فرمایا حج کرو اور

کعبہ کا طواف کرو　　کیونکہ یہ میرے خلیل نے کیا
صفا مروہ پر دوڑو　　کیونکہ یہ میرے خلیل نے کیا

دوڑی تو میری بندی۔ سعی تو اس نے کی مگر اس کے قدموں کی برکت کہ میں نے ان پہاڑیوں کو اپنی نشانیاں قرار دے دیا...... فرمایا کہ

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (پ۲ سورۃ البقرہ آیت ص۱۵۸)

بے شک صفا اور مروہ (پہاڑیاں) اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

قدم میری بندی کے لگے　　نشانیاں میری ہیں

ے کون کہتا ہے نشان بے نشاں ملتا نہیں
ڈھونڈنے والا ہو اس کو وہ کہاں ملتا نہیں

آؤ ان نشانیوں میں تم بھی　　مجھے پا لو گے

یہ حج ہے:

میری اس بندی کی یاد تازہ کرو...... یہ حج کا رکن ہے۔

میدانِ عرفات میں آ کر اسی طرح مجھے پکارو جیسے میرے بندے نے پکارا...... یہ حج کا رکن ہے۔ آجاؤ اور دیکھنا تمہاری حالت وہی ہو جو میرے خلیل کی تھی۔

تمہاری کیفیت بھی وہی ہو　　جو میرے خلل کی تھی
تمہارا لباس بھی وہی ہو　　جو میرے خلیل کا تھا
اور تمہاری صدا بھی وہی ہو　　جو میرے خلیل کی تھی

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ
وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ

آؤ اور منیٰ میں اسی طرح خیمے لگا لو جس طرح میرے خلیل نے لگائے اور اسی طرح کنکریاں چنو جس طرح میرے خلیل نے چنیں۔ پھر اسی طرح اسی ترتیب سے شیاطین کو مارو جس طرح میرے خلیل نے ماریں۔ یہ حج ہے پھر قربانی اسی طرح کرو جیسے میرے خلیل نے کی۔ یہ سب کچھ میرے خلیل کی ادائیں ہیں اور یہی حج ہے...... اور اگر اسی طرح نہ کرو گے تو حج نہ ہوگا۔

تکمیل سنت خلیل اللہ　　حج ہے
تکمیل سنت ذبیح اللہ　　حج ہے
تکمیل سنت ہاجرہ　　حج ہے
صفا مروہ پہ دوڑنا　　حج ہے

منیٰ میں حاضر ہونا	حج ہے
شیطانوں کو مارنا	حج ہے
عرفات میں حاضر ہونا	حج ہے
حجراسود کو چومنا	حج ہے

استلامِ حجر:

گرامی حضرات! حاجیوں سے پوچھ لیں اور علماء سے تحقیق کریں کہ اگر کوئی شخص رش کی وجہ سے حجراسود کو نہ چوم پائے تو حکم ہے کہ اپنا ہاتھ حجراسود کی طرف کر کے چوم لے۔

ابھی ہاتھ حجراسود کو لگا نہیں صرف رخ ہتھیلی کا اس طرف ہوا ہے تو اسے ہی چوم لے.....تو جو ہاتھ مصطفیٰ کریم کے ہاتھوں میں چلے گئے انہیں کیوں نہ چوما جائے؟

یہ صدیق کا ہاتھ ہے	جو مصطفیٰ علیہ السلام کے دست مبارک میں گیا
یہ فاروق کا ہاتھ ہے	جو مصطفیٰ علیہ السلام کے دست مبارک میں گیا
یہ عثمان کا ہاتھ ہے	جو مصطفیٰ علیہ السلام کے دست مبارک میں گیا
یہ حیدر کا ہاتھ ہے	جو مصطفیٰ علیہ السلام کے دست مبارک میں گیا
یہ طلحہ وزبیر کا ہاتھ ہے	جو مصطفیٰ علیہ السلام کے دست مبارک میں گیا
یہ سلمان وبلال کا ہاتھ ہے	جو مصطفیٰ علیہ السلام کے دست مبارک میں گیا
یہ اصحاب رسول کا ہاتھ ہے	جو مصطفیٰ علیہ السلام کے دست مبارک میں گیا
صدیق کی شان	حجراسود سے بلند
فاروق کی شان	حجراسود سے بلند
عثمان وحیدر کی شان	حجراسود سے بلند

دشمنانِ اصحابِ رسول کا حج بیکار:

بلکہ اے سامعین مکرم! میں آپ کو ایک حدیث پاک ہی کیوں نہ سنا دوں۔

میرے آقا علیہ السلام نے کعبہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے کعبہ مجھے اس کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔

لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِّنْكَ

(ابن ماجہ ص ۲۸۲ و ترمذی شریف)

تیری حرمت سے زیادہ اللہ کے نزدیک بندۂ مومن کی حرمت ہے۔

کعبہ کا طواف کرنے والا اگر صدیق کا دشمن ہے تو	طواف بیکار
کعبہ کا طواف کرنے والا اگر فاروق کا دشمن ہے تو	طواف بیکار
کعبہ کا طواف کرنے والا اگر عثمان کا دشمن ہے تو	طواف بیکار
کعبہ کا طواف کرنے والا اگر حیدر کا دشمن ہے تو	طواف بیکار

حج بیت اللہ کرنے والا اگر اصحابِ رسول کا دشمن ہے تو حج بے کار۔

کیونکہ ان نفوسِ قدسیہ کی حرمت وعظمت کعبہ سے بھی زیادہ اور بلند وبالا ہے۔

حجراسود نے حضور کو چوما:

استلام حجر کرنیوالو.....کبھی اس حجراسود سے سوال کرو کہ ساری کائنات تو تجھے چومتی ہے تو نے بھی کسی کو چوما تو حجراسود سے آواز آتی ہے مولویو!

کائنات اپنے ہونٹ میرے اوپر لگاتی ہے اور
میں اپنے آپ مصطفیٰ کے ہونٹوں سے لگ جاتا ہوں۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں نقل فرماتے ہیں کہ سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ

جَآءَتْ بِهٖ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اِلَى الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ لِيُقَبِّلَهٗ

وہ حضور علیہ السلام کو (بچپن شریف میں) حجراسود کے پاس لائیں تاکہ آپ اس کو بوسہ دیں مگر رش زیادہ تھا اس لئے سرکار کو بٹھا کر انتظار کرنے لگیں کہ جب رش کم ہو جائے گا اور بھیڑ ختم ہو جائے گی تو میں آپ کو بوسۂ حجراسود دلوا دوں گی۔ فرماتی

ہیں میں نے دیکھا۔

اِذْ خَرَجَ حَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنْ مَّقَامِهٖ فَالْتَصَقَهٗ (تفسیر مظہری جلد دہم)

اچانک حجرا سود اپنے مقام سے نکلا اور آپ کے (ہونٹوں) سے چمٹ گیا۔

حجرا سود جنتی پتھر ہے اس لئے سرکار کے بچپن سے سرکار کی عظمت کو جانتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

کیا پتھر نفع نقصان دیتا ہے؟:

عام پتھر نفع نہیں دے سکتا۔نقصان نہیں دے سکتا۔

حجرا سود نفع بھی دے سکتا ہے   نقصان بھی دے سکتا ہے

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استلام حجر فرمایا اور حجرا سود کو مخاطب کیا......اے پتھر

تو پتھر ہے   میں انسان ہوں
تو پتھر ہے   میں عمر فاروق ہوں
تو پتھر ہے   میں دعائے مصطفےٰ ہوں
تو پتھر ہے   میں مرادِ رسول ہوں
تو پتھر ہے   امیر المومنین ہوں

میں جانتا ہوں کہ

اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اِنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ لَا اَنِّیْ رَئَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَاقَبَّلْتُكَ (نسائی شریف جلد ثانی ص ۳۷)

بے شک میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ ہی نقصان

اور اگر میں نے اپنے محبوب علیہ السلام کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا۔

اور جب یہ الفاظ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائے تو حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجھہ نے فوراً فرمایا۔

مُرْيَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّهٗ يَنْفَعُ وَيَضُرُّ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ عَلِمْتَ ذٰلِكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْكِتَابِ لَعَلِمْتَ اِنَّهٗ كَمَا اَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى

''وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

(الآیۃ)(پ ۹ سورۃ الاعراف آیت ص ۱۷۲)

فَلَمَّا اَقَرُّوْا اَنَّهُ الرَّبُّ وَاَنَّهُمُ الْعَبِيْدُ كَتَبَ مِيْثَاقَهُمْ فِیْ وَرَقٍ وَاَلْقَمَهٗ فِیْ هٰذَا الْحَجَرِ وَاِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَهٗ عَيْنَانِ وَلِسَانَانِ وَشَفَتَانِ وَلَتَشْهَدُ لِمَنْ وَافٰى بِالْمُوَافَاتِ فَهُوَ اَمِيْنُ اللّٰهِ فِیْ هٰذَا الْكِتَابِ

فَقَالَ عُمَرُ

''لَا اَبْقَانِیَ اللّٰهُ بِاَرْضٍ لَسْتَ فِيْهَا يَا اَبَا الْحَسَنِ''

(نسائی شریف ۳۷ جلد ثانی حاشیہ ۱)

ٹھہر جائیں اے امیر المومنین!

یہ حجراشود نفع بھی دے گا اور نقصان بھی اللہ تعالیٰ کے اذن سے۔

اور اگر آپ اسے تاویل کتاب سے (قرآن سے) جانتے تو ضرور یہ جانتے کہ جیسے میں بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (الآیت)

(پ ۹ سورۃ الاعراف آیت)

اور اے محبوب یاد کرو جب نکالا آپ کے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو (الآیت)

پس جب انہوں نے اقرار کیا کہ وہ ان کا ربّ ہے اور یہ اس کے بندے تو اس عہد کو ایک کاغذ پر لکھا اور وہ کاغذ اس حجرا سود میں ڈال دیا اور بے شک یہ حجرا سود قیامت کے دن لایا جائے گا تو اس کی دو آنکھیں دو زبانیں اور دو ہونٹ ہوں گے اور یہ گواہی دے گا عہد پورا کرنے والوں کی۔ پس یہ اللہ کا امین ہے اس باب میں تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ مجھے زمین پر باقی نہ رکھے جہاں اے ابالحسن تم نہ ہوں

حجرا سود نفع بھی دے گا نقصان بھی:

سامعین گرامی قدر!

میرے آقا کے ہونٹوں کی برکت سے یہ حجرا سود قیامت کے دن عہد پورا کرنے والوں کا گواہ ہوگا یہ ہے تو پتھر مگر اللہ کا امین ہے۔

اس کی دو زبانیں ہوں گی۔

ایک سے عہد پورا کرنے والوں کی وفا کا گواہ بنے گا۔

دوسری سے عہد توڑنے والوں کی جفا کی شہادت دے گا۔

یہ عہد پورا کرنے والوں کو دے گا نفع

اور عہد توڑنے والوں کو دے گا نقصان

مگر ملاں ہٹ دھرم ہے:

ملاں قول فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنا سنا کر لوگوں سے کہتا رہتا ہے کہ دیکھو! فاروق اعظم نے حجرا سود کو فرمایا۔

''تو پتھر ہے نفع اور نقصان نہیں دے سکتا''

مگر حضرت علی کا دشمن اسی لئے ہے کہ آپ نے ملاں کا عقیدہ تاویل قرآن سے باطل فرما دیا۔

اب یہ خارجی نہ مانیں مولا علی کو

اور نہ ہی تسلیم کریں ان کے اس عقیدہ کو

حالانکہ سرکار فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ عقیدہ بھی تسلیم کیا اور مولا پاک کو مشکل کشا بھی مانا......جبھی تو فرمایا۔

''اللہ مجھے زمین پر باقی نہ رکھے اگر اس میں ابا الحسن نہ ہوں''

مگر یہ ملوانے ہٹ دھرمی پہ آئیں تو فاروق اعظم کو بھی چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ

دین ملاں فی سبیل اللہ فساد

الفساد الفساد الفساد

عقیدۂ فاروق وحیدر:

تو اب فاروق حیدر کا عقیدہ کیا ہوا؟

یہی کہ...... ہر پتھر نفع ونقصان نہیں دے سکتا مگر جو خاص پتھر ہے وہ نفع بھی دیتا ہے نقصان بھی۔ اب ان مولوی نما پتھروں کو عقیدۂ فاروق وحیدر تسلیم کر لینا چاہیے ورنہ ان پتھروں سے نسبت والے پتھر ہزار درجہ بہتر اور افضل ہیں۔

فرمایا اے حجرا سود!

''اگر میرے محبوب تجھے نہ چومتے تو میں کبھی بھی نہ چومتا''

کسی عاشق نے منظر کشی کی کہ

جواب سوال مخالف دیا پھر
کسی کی ادا کو ادا کر رہا ہوں

یہ ہے فاروق اعظم کا استلام حجر کہ

کسی کی ادا کو ادا کر رہا ہوں

بوسہ دینے والوں کی گواہی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم

نے ارشاد فرمایا حجرِ اسود کے بارہ میں کہ

وَاللّٰهِ لَیَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَهُ عَیْنَانِ یُبْصِرُبِهِمَا وَلِسَانٌ یَنْطِقُ بِهٖ یَشْهَدُ عَلٰی مَنِ اسْتَلَمَهٗ بِحَقٍّ (ترمذی شریف جلد اوّل ص۵۱۱)

اللہ کی قسم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حجرِ اسود کو ضرور مبعوث کرے گا۔

اس کی دونوں آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا اور اپنے چومنے والوں کی گواہی دے گا۔

پتہ چلا کہ حجرِ اسود اگرچہ پتھر ہے مگر اپنے چومنے والوں کو جانتا ہے اور جس جس نے قیامِ قیامت تک اسے بوسہ دیا وہ سب سے واقف ہے اور محشر کے میدان میں اپنی زبان سے ان بوسہ دینے والوں کے حق میں گواہی دے گا۔

جس نے حج کیا اور سرکار کی زیارت نہ کی:

گرامی حضرات گزارش کر رہا تھا کہ استلامِ حجر بھی حج میں شامل ہے۔

اب اگر کوئی شخص

حج بیت اللہ کرلے

صفا مروہ پر سعی کرلے

حجرِ اسود کو بھی چومے

عرفات میں لبیک لبیک کی صدائیں بھی بلند کرلے

ملتزم۔ پر رکن ایمانی۔ مقام ابراہیم۔ میزابِ رحمت کے نیچے ہر مقام پر حاضر ہو۔ منیٰ۔ مزدلفہ کا قیام اور شیطانوں کو رمی جمار بھی کرلے۔

مگر دل میں یہ بات رکھے کہ بس حج ہی کرنا ہے۔

نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری نہیں دینی۔

گنبدِ خضریٰ کی زیارت نہیں کرنی۔

مدینہ منورہ کا سفر نہیں کرنا۔

حج کے ساتھ زیارت روضۂ رسول کی نیت نہیں کرنی یہ شرک ہے۔

تو ایسے شخص کا حج منہ پر مارا جائے گا کیونکہ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ

مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ (جذب القلوب اردو ص۲۰۳)

جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی پس تحقیق اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

جو شخص حضور پر ظلم کرے:

ایمان داری سے بتاؤ

جو شخص نبی کریم علیہ السلام پر ظلم کرے — اس کا حج کیا کرے گا؟

جو شخص نبی کریم علیہ السلام پر ظلم کرے — اس کی سعی کیا کرے گی؟

جو شخص نبی کریم علیہ السلام پر ظلم کرے — اس کی رمی کیا کرے گی؟

جو شخص نبی کریم علیہ السلام پر ظلم کرے — اس کا استلام حجر کیا کرے گا؟

جو شخص نبی کریم علیہ السلام پر ظلم کرے — اس کا میدان عرفات منیٰ میں حاضر ہونا کس کام؟

یہاں تو ادنیٰ سی بے ادبی ہو جائے تو اعمال حبط ہو جاتے ہیں۔ اگر نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی آواز سے آواز بلند ہوگی تو

نماز	حبط
روزہ	حبط
حج	حبط
زکوٰۃ	حبط
عبادت	حبط
قربانی	حبط

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ

كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ وَلاَ تَشْعُرُوْنَ٥ (پ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۲)

نہ بلند کرنا اپنی آوازوں کو نبی کریم کی آواز سے اوران کی بات سے اپنی بات بلند نہ کرنا جس طرح تمہارے بعض کے ساتھ بعض کرتے ہیں (اوراگر ایسا کیا تو) یہ کہ تمہارے تمام اعمال ہو جائیں گے اور تم ہو گے بے خبر۔

یہ حج کیسا؟:

گرامی قدر سامعین کرام!

اگر آواز سے آواز بلند ہوگئی تو — تمام اعمال حبط

اگر اس آقا پر ظلم ہو گیا تو — حج کیسا؟

اس لئے حج سے فارغ ہوتے ہی سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دو۔

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ
قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

آب زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جود شہہ کوثر کا بھی دریا دیکھو۔
واں مطیعوں کا جگر خوف سے پارہ پایا۔
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو۔

وہاں خوف ہی خوف — یہاں امید ہی امید

وہاں جلال ہی جلال — یہاں جمال ہی جمال

وہاں قہاری وجباری کے مظاہرات بھی تھے۔

یہاں شفقت ورحمت کے جذبات بھی ہیں۔

جب بارگاہ محبوب میں آئے تو یوں محسوس ہوا کہ رحمت بازو کھول کے ہماری

منتظر ہے۔

وہاں اپنی مرضی سے لباس نہ پہن سکتے تھے۔

یہاں جس طرح کا چاہو لباس شرعی پہنو۔

وہاں خوشبو نہ لگا سکتے تھے۔

یہاں جس طرح کی چاہو خوشبو لگاؤ۔

الغرض یہاں وہ محبوب آرام فرما ہے جو غاروں میں انہی آنے والوں کے لئے گریہ فرماتا رہا۔ فرمایا آؤ...... میری بارگاہ میں

جو نہیں آئے گا ''فَقَدْ جَفَانِیْ'' وہ مجھ پر ظلم کرے گا۔

اور جو آئے گا تو

''مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ'' (جذب القلوب اردو ص۲۰۲)

مجھ پر اس زائر کی شفاعت واجب ہو جائے گی۔

یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

اور کمال کر دیا بریلی کے تاجدار نے کہ یارسول اللہ

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

مولانا غلام رسول عالم پوری:

یہ دیکھئے حضرات! یہ مولانا غلام رسول عالم پوری حج کے لیے گئے۔ ان کے عقائد ونظریات یہی تھے کہ بس حج کرو اور گھر آؤ۔ نبی کریم کے دربار میں حاضری نہ دو۔ حج بیت اللہ کے بعد واپس آرہے تھے کہ ایک منزل پہ خواب میں سرکار علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہو گئے۔ حضور نے فرمایا مولوی غلام رسول کیا تم نے نہیں پڑھا جو میں نے ارشاد فرمایا ہے کہ

مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي (جذب القلوب اردو ص۲۰۳)

جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

مولوی صاحب! تم نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی۔ واپس ہندوستان جا رہے ہو؟ میرے پاس نہیں آؤ گے؟ آنکھ کھلی تو فراقِ محبوب نے تڑپا دیا۔

گرمی کی شدت ہے۔

موسم کی حدت ہے۔

فراق محبوب ہے۔

گرم گرم لو چل رہی ہے۔

مدینہ طیبہ کی طرف جا رہے ہیں۔

؎ خوشتر آں شہرے کہ درو ے دلبر است

بیابان ہے۔

جنگلات ہیں۔

رستہ بھول گئے۔

اب محبوب کو ایک اپیلی کیشن پیش کی۔

ایک درخواست دی۔

ایک عرض بارگاہ محبوب میں کی۔

استدعا کی کہ اے محبوب!

؎ وگے لوھاڑ دا اتوں مہینہ
اجے پنج منزلاں ایتھوں مدینہ
ایہہ مشکل منزلاں پینڈے اکھیڑے
کتھے آسوہنیاں لائیونی ڈیرے
جہناں نوں زلف دی زنجیر پایئے
اوھناں نوں سوھنیاں گل نال لایئے

جہناں تے تیرے نیناں دے چلایئے
اوھناں نوں فیر وی مکھڑا وکھایئے

سرکار اگر

زیارت کروائی ہے۔

مجھے اپنا بنایا ہے۔

تو اب میری خبر لیجئے۔

ادھر سرکار بے خبر نہیں۔

؎ فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

فوراً فریاد سنی گئی۔

میرے حبیب نے اپنے ایک عربی غلام سے فرمایا کہ میرا ایک عجمی غلام میرے عشق میں میرے دربار کی طرف رواں دواں ہے۔ رستہ بھول گیا ہے اے میرے غلام وہ تجھے فلاں مقام پر ملے گا اسے سواری پر بٹھا کر میری بارگاہ میں لے آؤ۔

ادھر مولوی صاحب رو رہے ہیں۔ آنسو بہا رہے ہیں۔

ادھر وہ عربی غلام آیا اور ان کے پاس سے گذرا

دیکھا تو نظر آیا۔ محبوب کے دیس کا رہنے والا

محبوب کے لباس والا

عربی سواری اور وضع قطع رکھنے والا

تو فراق محبوب کی آتش نے سینے میں کوئلے بھر دیے۔ جگر کباب ہو گیا۔ محبوب کی یاد تازہ ہوئی تو فرمایا۔

؎ سنیں اوہ جاندیا راھیا بھراوا
مینوں دسدا تیرا عربی پہناوا

میرا محبوب بھی عربی سنیندا
تساڈے دیس وچہ وسندا دسیندا
دسیں ویراجے کوئی سار ہووی
میرا محبوب جے کدھرے ڈھوئی

اے جانے والے خدا کے لئے ذرا رک جا اور میری بات سن۔

اے عربی کہیں تو نے میرے محبوب کو دیکھا ہو تو مجھے اس کا اتہ پتہ بتا دینا کیونکہ میں رستہ بھول گیا ہوں؟

اس عربی نے کہا

مَنْ اَنْتَ۔مَنْ مَحْبُوْبُكَ۔لِمَ تَبْكِيْ

تو کون ہے؟ تیرا محبوب کون ہے؟ تو کیوں روتا ہے؟

عرض کیا

أَنَا الْهِنْدِيُّ۔اِسْمِيْ غُلَامُ الرَّسُوْلِ۔اَبْكِيْ بِفِرَاقِ حَبِيْبِيْ

میں ہندوستانی ہوں۔ میرا نام غلام رسول ہے۔ میں اپنے محبوب کے فراق اور جدائی میں رو رہا ہوں۔

اس نے کہا کون ہے تیرا محبوب؟ اور کیا ہیں اس کی علامات؟

اب ایک عاشق صادق نے اپنے محبوب کا تعارف کروایا اور عرض کیا۔ میرا حبیب

جگہ دل بند مائی آمنہ دا
اتے بابل پیاری فاطمہ دا

ایک اور نشانی یہ ہے کہ

قدیمی خاندان عالی گھرانا
حسین و حسن دا غمخوار نانا

اے عربی اور بتاؤں ایک نشانی؟ سن میرا محبوب۔

مدینہ طیبہ دا رھن والا

اور اگر کبھی موج میں آ جائے تو۔ خدا دے عرش تے جا بھہن والا

اور ایک بڑی پیاری نشانی یہ بھی ہے کہ

اکھاں وچہ قدرتی سرمے دی دھاری
دلاں نوں قتل کر دی جیوں کٹاری
زلیخا اوس نوں جے دیکھ لیندی
نہ پچھے یوسف شامی دے پیندی
سروں ننگی اوہ اوندی وچہ مدینے
جتھے وسدے میرے دلبر نگینے

اس عربی نے خوشخبری سناتے ہوئے کہا۔

اے ہندوستانی عاشق مت گھبرا۔

مجھے تیرے محبوب نے ہی بھیجا ہے۔

اس سواری پہ بیٹھ جا۔ میں تجھے تیرے محبوب کے پاس لے چلوں۔

مولوی صاحب نے عرض کیا اے آنے والے

میں ان راستوں پہ قربان جن سے آپ آئے۔

اب ادب اور شکرانے کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ چلیں سواری پر اور میں پیچھے پیچھے دوڑتا ہوا اپنے محبوب کے قدموں تک پہنچ جاؤں۔

اور اس سواری کے ہر نقش قدم پر دو دو نفل شکرانہ کے ادا کرتا جاؤں۔

گرامی قدر حضرات! یہ عشق کی بات ہے اور میاں صاحب عارف کھڑی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

عشق کرم دا قطرہ ازلی تیں میں دے وس ناھیں
اکناں لبھدیاں عمر گوائی اکناں دے وچہ راھیں

اکناں لبھدیاں عمر کھپائی پلے پیانہ کائی
اک ناں ہوش جدوں دی آئی ایہہ نعمت گھر پائی

فرمایا جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا اور جس نے میری وفات کے بعد میری قبر انور کی زیارت کی وہ یہ مت سمجھے کہ
میں نے قبر ہی کی زیارت کی ہے۔
یا میں نے (معاذ اللہ) مردہ کی زیارت کی ہے۔
نہیں نہیں بلکہ فرمایا

مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَلَمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ

جس نے میری وفات کے بعد میری (قبر کی) کی زیارت کی تو گویا کہ اس نے میری حیاتی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (جذب القلوب اردو ص ۲۰۵)

اللہ کریم جل جلالہٗ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل ہم سب کو حج بیت اللہ اور زیارت گنبدِ خضریٰ سے نوازے۔ (آمین)

''وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ''

ایصالِ ثواب

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِہٖ وَالصَّلٰوۃُ لِاَهْلِهَا
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
فَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ بِاٰیٰتِہٖ مُؤْمِنِیْنَ ۝
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ۝

قابل صد احترام صاحب صدر مہمانانِ گرامی معزز بزرگو! نوجوان ساتھیو!

یہ محفل پاک سالانہ ختم شریف بسلسلہ ایصال ثواب برائے والدین محترم جناب حاجی محمد نذیر صاحب نقشبندی مجددی جو کہ میرے برادر طریقت ہیں اور خلیفہ مجاز ہیں۔ آستانہ عالیہ علیہ پور سیداں شریف کے انعقاد پذیر ہے جس میں فقیر اور آپ سب حاضر ہیں اللہ تعالیٰ اس محفل پاک کو اپنی بارگاہ عالیہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

تین اہم باتیں:

حاضرین محترم! ایصال ثواب کا مطلب ہے ثواب پہنچانا۔ اس میں تین باتیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔

۱۔ جو تحفہ پہنچایا جائے گا اس کا پہنچانے والے کے پاس پہلے سے موجود ہونا۔

۲-وہ ذریعہ جس کے سبب یہ تحفہ پہنچے گا اس کا موجود ہونا۔

۳- بھیجنے والے اور وصول کرنے والے کا مسلمان ہونا۔

مثال کے طور پر:

مثال کے طور پر میں یہ گھڑی جو میرے ہاتھ کے ساتھ لگی ہوئی ہے اسے حاجی محمد انور صاحب نقشبندی مجددی کو بھیجنا چاہوں اور حاجی صاحب اس وقت لاثانی پیکنگ ہاؤس چنیوٹ بازار میں ہوں۔ تو میں اپنے بیٹے عزیزم حافظ محمد اطہر مقبول سے گزارش کروں گا کہ یہ گھڑی وہ حاجی صاحب کو پہنچا دیں۔

تو یہ تینوں امور ہوں گے تو گھڑی پہنچ جائے گی۔

یعنی گھڑی بھیجنے سے قبل میرے پاس موجود ہوگی۔

عزیزم حافظ اطہر مقبول صاحب بھی موجود ہوں گے۔

میں بھی الحمد للہ مسلمان اور حاجی صاحب بھی مسلمان کیونکہ مسلمانوں کو حکم ہے۔ میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تُهَادُوْا تُحِبُّوْنَا یہ تحفے دو اور تحفے لو اس سے محبت بڑھتی ہے۔

بالکل ایسے ہی جب کوئی تحفہ کسی کو ایصال ثواب کیا جائے گا تو وہ تحفہ پہلے بھیجنے والے کے پاس موجود ہوگا۔

کوئی قرآن کریم کی منزل کوئی پڑھے ہوئے سپارے کوئی درود شریف، عہد نامے، سورتیں وغیرہ۔ یہ تحفے بھیجنے والے کے پاس موجود ہوں گے تو وہ ایصال کرے گا۔ جس بدبخت نے کبھی قرآن کو پڑھا ہی نہیں کبھی کوئی سپارہ، درود شریف، سورتیں وغیرہ پڑھی نہ ہوں تو وہ بھیجے گا کیا؟

پاس کچھ ہو تو بھیجیں:

یہ جو لوگ ختم شریف، تیجہ، ساتا، چالیسواں یا سالانہ ایصال ثواب سے منع

کرتے ہیں ان کے پاس بھیجنے کے لئے کچھ ہو تو بھیجیں؟

یہ کہتے ہیں کہ جب ہم کچھ پڑھتے نہیں اور ایصال ثواب کرتے نہیں تو کسی اور کو کیوں کرنے دیں؟

ہمارے اہلسنت و جماعت دوست احباب کچھ نہ کچھ پڑھتے پڑھاتے رہتے ہیں اور اسے جمع کرتے رہتے ہیں اس لئے وہ ایصال ثواب کرتے رہتے ہیں۔

جب بھی کچھ تحفے جمع ہو جاتے ہیں تو وہ محفل قائم کر کے ایصال ثواب کر دیتے ہیں اور اس ثواب کے پہنچنے سے اموات کے درجات بلند ہوتے رہتے ہیں۔

مسلمان کو ثواب پہنچتا ہے:

دوسری اہم بات کہ ایصال ثواب کرنے والا اور جسے یہ ثواب پہنچایا گیا دونوں مسلمان ہوں تو ثواب پہنچتا ہے۔ آیئے میں آپکو ایک حدیث پاک سناتا چلوں۔

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد نے بوقت انتقال وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد تم اور تمہارے بھائی ہشام بن العاص میرے نام کے ۱۰۰ سو غلام آزاد کر دینا۔

جب ان کا انتقال ہو گیا ہشام نے اپنے حصہ کے پچاس غلام آزاد کر دیئے اور حضرت عمر بن العاص نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ!

میرے والد نے غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی تو میرے بھائی نے اپنے حصہ کے غلام آزاد کر دیئے ہیں کیا میں بھی اپنے حصہ کے غلام آزاد کر دوں تو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّهٗ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَ ذٰلِكَ (ابوداؤد شریف، مشکوۃ شریف ۲۶۶)

اگر تمہارا والد مسلمان تھا تو تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرو یا اس کی

طرف سے صدقہ دو یا اسکی طرف سے حج کرو تو وہ اسے پہنچے گا۔

اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہوا کہ

اگر میت مسلمان ہے تو

اس کو غلام آزاد کرنے کا ثواب پہنچتا ہے۔

اس کو صدقہ کرنے کا ثواب پہنچتا ہے۔

اس کو حج کرنے کا ثواب پہنچتا ہے۔

اگر میت مسلمان نہیں ہے تو ثواب بھی نہیں پہنچتا۔

منع کرنے والے کون ہیں؟:

اب ثواب نہ پہنچانے والے خود ہی سوچیں کہ وہ کون ہیں؟

جو دن رات کہتے ہیں کہ

تم یہ جو کھانے کا ثواب میت کو پہنچاتے ہو کیا یہ پہنچتا ہے؟

تم یہ جو سورتیں پڑھتے ہو تو یہ ثواب کیا میت کو پہنچتا ہے؟

جب صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے

غلام آزاد کرنے کا ثواب پہنچتا ہے

میت کی طرف سے حج کرنے کا ثواب پہنچتا ہے

تو ہمیں آئے دن اس پر بدعتی اور مشرک کیوں کہاں جاتا ہے؟ بتاؤ یہ کھانے کا ثواب پہنچانا سنت ہے کہ بدعت؟

یہ قرآن پاک پڑھنے کا ثواب سنت ہے کہ بدعت؟

یہ تمام نیک کام کر کے ان کا ثواب پہنچانا سنت ہے کہ بدعت؟

اگر بدعت ہوتا تو نبی کریم علیہ السلام حضرت عمرو بن العاص کو منع فرما دیتے۔

مگر سرکار نے اس کے سنت ہونے پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔ جو کام حضور علیہ السلام کے سامنے ہوا اور حضور علیہ السلام منع نہ فرمائیں وہ بھی سنت ہوتا ہے۔ سرکار علیہ السلام

نے تو فرمایا ثواب پہنچتا ہے جس سے مزید وضاحت ہوگئی۔

زندوں کا ہدیہ مردوں کے لئے:

ایک اور حدیث پاک سنیے! میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

مَاالْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ وَ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ (مشکوۃ شریف ص۲۰۶ بحوالہ بیہقی)

ہر میت قبر میں غرق ہونے غوطے کھانے والے کی طرح ہوتی ہے۔ اسے دعا کا انتظار رہتا ہے اور دعا اسے پہنچتی ہے۔ اس کا باپ کرے یا اس کی ماں کرے یا اس کا بھائی کرے یا اس کا کوئی دوست عزیز کرے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ

میت قبر میں زندہ

منتظر ہے دعا کی تو انتظار مردہ کرتا ہے یا زندہ؟

اس کا تعلق عزیزوں، رشتہ داروں، والدین سے بالکل ختم ہی نہیں ہو جاتا بلکہ بحال رہتا ہے۔

جس طرح وہ زندگی میں اپنے باپ سے تقاضہ کرتی تھی کہ میرا فلاں کام کر دو

جس طرح وہ زندگی میں اپنی ماں سے تقاضہ کرتی تھی کہ میرا فلاں کام کر دو

جسطرح وہ زندگی میں اپنے بہن بھائیوں سے تقاضہ کرتی تھی کہ میرا فلاں کام کر دو

جس طرح وہ زندگی میں اپنے دوستوں، عزیزوں، رشتہ داروں سے تقاضہ کرتی تھی کہ میرا فلاں کام کر دو۔

اسی طرح وہ قبر میں ان سب سے دعا کا تقاضہ کرتی ہے۔

اسی طرح وہ باپ سے کہتی ہے کہ میرے لئے دعائے مغفرت کرو۔

اسی طرح وہ ماں سے استدعا کرتی ہے کہ مجھے دعا کا تحفہ بھیجو۔

اسی طرح وہ بہن بھائیوں سے ملتجی ہوتی ہے کہ مجھے دعا کے ذریعہ غرق ہونے

سے بچاؤ۔

اسی طرح وہ دوستوں، عزیزوں، رشتہ داروں سے التماس کرتی ہے کہ دعا کریں تا کہ میں ان غوطوں سے محفوظ ہو جاؤں۔

مُرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
درحقیقت وہ کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

اور جب والدین اس کے لئے دعا کریں۔

جب بہن بھائی اس کے لئے ہاتھ اٹھا دیں۔

جب عزیز، دوست، رشتہ دار اس کی مغفرت طلب کرلیں۔

تو میرے مدنی کریم علیہ السلام نے فرمایا

فَاِذَا لِحَقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶)

پھر جب یہ دعا اسے پہنچتی ہے تو یہ اس کو دنیا وَمَا فِيْهَا سے بہت زیادہ پیاری ہوتی ہے۔

میت کو اگر — دنیا کا سارا مال و متاع مل جائے
میت کو اگر — گنج قارون مل جائے
میت کو اگر — کائنات کی دولت و ثروت مل جائے
میت کو اگر — ساری دنیا کا سونا چاندی مل جائے
میت کو اگر — سارے عالم کا ساز و سامان مل جائے
میت کو اگر — ساری دنیا کی بادشاہت مل جائے
میت کو اگر — تمام کائنات کی حکومت مل جائے
تو میت اتنی خوش — نہیں ہوتی
جتنی ماں کی دعا سے — خوش ہوتی ہے

جتنی باپ، بھائی، بہن، دوست، عزیز رشتہ دار کی دعا سے راضی ہوتی ہے۔

آپ لب دریا پر کھڑے ہوں، کوئی شخص ڈوب رہا ہو تو بتائیے اس وقت وہ آپ کے دنیا بھر کے ان تحفہ تحائف سے خوش ہوگا؟

نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ اس وقت یہی التجا کرے گا کہ مجھے ڈوبنے سے بچاؤ۔

اسے سب سے زیادہ محبوب وہی ہوگا جو اس کو ڈوبنے سے بچائے گا۔

اسی طرح میت اس ڈوبنے والے کی طرح سب سے زیادہ راضی اسی سے ہوتی ہے جو اس کو ڈوبنے سے بچائے۔ تو پھر یہ ظلم نہیں کہ ایسے وقت میں اس جو ذریعہ بچا سکتا ہے اسی سے منع کیا جائے؟

دعا سے ہی روکا جائے۔

ایصالِ ثواب سے ہی روکا جائے۔

یہ روکنے والے ذرا توجہ فرمائیں اور حدیث پاک کی روشنی میں یقین کریں کہ ان کی اموات ڈوب رہی ہیں۔ ان کے مردے غرق ہو رہے ہیں اور یہ انہیں بچانے سے روک رہے ہیں۔

میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا:

وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَآءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ (مشکوٰۃ شریف ۲۰۶)

یقیناً اللہ تعالیٰ ان قبروں والوں پر زمین والوں کی دعائیں پہاڑوں کی مثل داخل کرتا ہے۔

جب تم دعا کرتے ہو تو یہ دعا مردے کو قبر میں رحمت کے پہاڑ کی طرح سایہ فگن ہوتی ہے۔

یہ ایصالِ ثواب کی برکت مغفرت کے پہاڑ کی طرح قبروں میں پہنچتی ہے۔

وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَآءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶)

اور یقیناً زندوں کا ہدیہ مردوں کے لئے یہی ہے کہ ان کے لئے دعائے

مغفرت کی جائے۔

یہ سب کچھ ہدیہ ہے:

گرامی حضرات!

سنی اسی لئے دفن کرنے کے بعد یہ ہدیہ پہنچاتا ہے اور دعا کرتا ہے۔

تیسرے دن پھر یہ ہدیہ پہنچاتا ہے اور دعا کرتا ہے۔

دسویں۔ ساتویں۔ چالیسویں دن پھر یہ ہدیہ پہنچاتا ہے اور دعا کرتا ہے۔

چھ ماہ بعد پھر یہ ہدیہ پہنچاتا ہے اور دعا کرتا ہے۔

سال کے بعد پھر یہ ہدیہ پہنچاتا ہے اور دعا کرتا ہے۔

میت کی طرف سے کبھی۔ صدقہ کرتا ہے۔ کبھی کھانا کھلاتا ہے۔ کبھی درود شریف کے ثواب کا ہدیہ بھیجتا ہے۔ کبھی قرآن پڑھ کر یہ ہدیہ بھیجتا ہے۔ کبھی محفل کروا کر یہ ہدیہ بھیجتا ہے۔ سنی جو ہے تو سنت پہ عمل کرتا ہے۔

سنی ہدیے بھیجتے ہیں:

کہتا ہے اب اکہتر مرتبہ یٰسین شریف پڑھ لو ہدیہ بھیج دیں۔

اب سوا لاکھ مرتبہ کلمہ شریف پڑھ لو ہدیہ بھیج دیں۔

اب قرآن ختم کو لو ہدیہ بھیج دیں۔

اب درود شریف پڑھ لو ہدیہ بھیج دیں۔

اب سرکار کی نعتیں پڑھ لو ہدیہ بھیج دیں۔

اب صدقہ کر لو ہدیہ بھیج دیں۔

اب کھانا پکا لو ہدیہ بھیج دیں۔

کیونکہ میرے آقا ﷺ نے فرمایا یہ سب کچھ زندوں کا ہدیہ ہے جو میت کو پہنچتا ہے اور پہاڑ در پہاڑ پہنچتا ہے۔ میت اس سے اتنا خوش ہوتی ہے کہ ساری کائنات کی

دولت ملنے سے اتنی خوش نہ ہوگی۔

اگر تو مسلمان ہے تو:

اگر تو مسلمان ہے تو ہدیہ بھیج۔

اگر تو آقا ﷺ کے فرمان کو حق تسلیم کرتا ہے تو ایصال ثواب کر۔

اگر تو میت کو ڈوبنے سے بچانا چاہتا ہے تو اس کے لئے دعا کر اور کہہ

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ (پ۱۳ سورۃ الحشر آیت ص۱۰)

یا اللہ! اے ہمارے ربّ ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور اگر تو ایمان والا ہے تو دعا کر

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ

(پ۱۳ سورۃ ابراہیم ص۱۴)

اے ہمارے رب! مجھے میرے والدین اور تمام مومنین کے لئے بخشش فرما۔ حساب قائم ہونے کے دن یہ آیات قرآنی ہیں۔

ملاں کہتا ہے:

ملاں کہتا ہے کہاں لکھا ہے۔ قرآن و حدیث میں دکھاؤ۔

اور جب ہم یہ آیات پڑھتے ہیں۔

یہ احادیث پڑھ کر سناتے ہیں۔

تو کہتا ہے کہ یہ تو صحیح ہے مگر تم تو کھانا سامنے رکھ کر پڑھتے ہو یہ کہاں لکھا ہے؟

جس پر اللہ کا نام لیا جائے وہ کھانا کھا لو:

گرامی قدر سامعین! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ٥

(پ۸ سورۃ الانعام آیت ص۱۱۹)

پس کھالو اس (کھانے) سے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جائے اگر تم اس کی آیات پر ایمان رکھتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کو علم تھا یہ آیات سے انکار کرے گا اور کہے گا یہ آیات پڑھنا کہاں لکھا ہے تو فرما دیا کہ اگر تو ان آیات کو مانتا ہے ان پر ایمان رکھتا ہے تو جس کھانے پر آیت پڑھ لی جائے اسے کھالے۔

بِسْمِ اللّٰہِ مراد ہے:

ملاں پھر کہتا ہے کہ اس آیت میں تو بِسْمِ اللّٰہِ شریف کا حکم ہے کہ کھانا بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر کھاؤ تم آیات پڑھتے ہو؟

اس بدبخت سے پوچھو کہ کیا بِسْمِ اللّٰہِ قرآن کی آیت نہیں ہے؟

بسم اللہ بھی آیت قرآنی ہے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے جب بلقیس ملکہ کو خط لکھا تو اس پر یہ لکھا

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

(پ ۱۹ سورۃ النمل آیت ص ۳۰)

تو اگر یہ ایک آیت پڑھنی جائز ہے تو باقی آیات کیوں ناجائز ہیں؟

جب بسم اللہ شریف پڑھ لی:

میرے مدنی آقا علیہ السلام نے فرمایا۔

تمام آسمانی کتابوں کا نچوڑ قرآن ہے۔

قرآن کا نچوڑ سورۃ فاتحہ ہے۔

سورۃ فاتحہ کا نچوڑ بسم اللہ ہے (الکھف والرقیم فی شرح بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ص ۱۶۷ تا ص ۱۷۱) (تفسیر روح البیان جلد اول ۷ مطبوعہ بیروت۔ فصل الخطاب جلد دوم ص ۴۰۹)

تو ملاں جی۔ جب بسم اللہ پڑھ لی تو پھر

توریت بھی پڑھ لی

انجیل بھی پڑھ لی

زبور بھی پڑھ لی

قرآن بھی پڑھ لیا

تمام آسمانی کتابوں کا منبع۔ مخزن اور تتمہ قرآن پڑھ لیا اور یہ پڑھ کر کھانا کھالیا جائز ہے۔ تو چند سورتیں۔ چند آیات تلاوت کر لیں تو کون سی قیامت ٹوٹ پڑی؟

یہ کیا منطق ہے:

اچھا یہ بتایئے مولوی صاحب!

جب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے ہو تو کھانا کہاں ہوتا ہے؟ سامنے ہی ہوتا ہے نا تو آپ اگر سامنے رکھ کے پڑھ لیں تو جائز۔ اگر ہم چند آیات کھانا سامنے رکھ کر پڑھ لیں تو ناجائز؟ یہ کیا منطق ہے؟

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

مولانا روم کی نیاز اور حضرت حاجی صاحب:

مولوی صاحب! یہ دیکھئے آپ کے بیمار ان دیو بند کے حکیم الامت حضرت تھانوی صاحب کیا فرما رہے ہیں؟

وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمت مثنوی مولانا روم کا درس دیا کرتے تھے جب مثنوی ختم ہوئی تو

"حکم شربت بنانے کا دیا اور فرمایا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز کی جائے گی۔

چنانچہ شربت بنا اور اس پر گیارہ گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھوا کر حاضرین میں تقسیم کیا

گیا'' (امداد المشتاق صفحہ نمبر ۸۸-۸۷ از مولوی اشرفعلی تھانوی)

ختم مجدد - ختم قادریہ اور بھوپالی وہابی:

روٹھ گئے مولانا؟ ابھی تو کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ ذرا دل تھام کر سینے یہ نواب صدیق الحسن بھوپالوی اہلحدیث کیا فرماتے ہیں ملاحظہ ہو

ختم حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی

یہ ختم واسطے حصول جمیع مقاصد وحل مشکلات کے لئے مجرب ہے۔ پہلے سو بار درود شریف پڑے پھر پانچ سو بار لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بلا کم وبیش پھر سو بار درود شریف اس ختم کو ہمیشہ پڑھتا رہے یہاں تک کہ مطلب حاصل ہو اور مشکل حل ہو۔

مرزا صاحب قدس سرہ نے قاضی ثناء اللہ مرحوم کو لکھا تھا کہ ختم خواجگان وختم مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر دن بعد حلقہ صبح کے لازم کرلو۔

(کتاب التعویذات مولوی صدیق الحسن بھوپالی وہابی ص۱۵۲)

ختم قادریہ

اس کو مشائخ نے واسطے برآمد امرمہم کے مجرب سمجھا ہے عروج ماہ میں پنجشنبہ سے شروع کرلے تین دن تک پڑھے۔ بسم اللہ معہ فاتحہ وکلمہ تمجید و درود و سورۂ اخلاص ہرایک کو ایک سو گیارہ بار پھر شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر ثواب اس کی روح پر فتوح آنحضرت ومشائخ طریقت کودے تقسیم کرے۔

دیگر ختم قادریہ

پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے۔ پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیار بار پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھ کر تقسیم کردے۔

(کتاب التعویذات از نواب صدیق الحسن بھوپالی وہابی ص۱۵۴)

فرمایئے ملاں جی!

کیا حاجی امداداللہ مولانا روم کی نیاز شربت پر گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص (گیارہویں دلاکر) پڑھ کر بدعتی تو نہیں ہوگئے؟

کیا نواب صدیق الحسن بھوپالوی شیرینی پر ختم قادریہ یعنی گیارہویں شریف پڑھ کر اور ختم مجدد دلاکر مشرک تو نہیں ہوگئے؟

کیا فرماتے ہیں ملاں جی! اس مسئلہ میں کہ یہ بدعتی ہیں مشرک ہیں کافر ہیں یا کیا بلا ہیں؟

کیا یہ بدعت ہے؟:

گرامی حضرات! جو کام خود نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے کیا ہو وہ بھی بدعت ہوا کرتا ہے؟ یہ دیکھئے نبی کریم علیہ السلام نے خود طعام پر جو کچھ اللہ نے چاہا پڑھا۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے سے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ میں نے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز مبارک کو سنا تو وہ بھوک کی وجہ سے کمزور محسوس کی۔ پس کیا آپ کے پاس کوئی شئے (کھانے کی) ہے تو ام سلیم نے کہا ہاں ہے اور جو کی چند روٹیاں نکالیں۔ پھر اپنا دوپٹہ لیا اور اس کے ایک حصہ میں ان کو لپیٹا اور چھپا کر میرے ہاتھ میں دے دیں اور دوپٹہ کا کچھ حصہ مجھے اوڑھا دیا۔ پھر مجھے حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دیا۔ انس نے کہا کہ میں وہ لے کر گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں مسجد شریف میں پایا۔ آپ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے میں ان کے پاس کھڑا ہوگیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا کھانا دے کر بھیجا ہے؟ میں نے

عرض کیا جی ہاں ۔ جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ساتھ والے لوگوں سے فرمایا سب اٹھو اور آپ چل پڑے ۔ میں ان کے آگے آگے چلا حتیٰ کہ میں ابوطلحہ کے پاس آیا اور ان سے واقعہ بیان کیا۔

ابوطلحہ نے کہا اے ام سلیم! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سمیت تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس کوئی شئی بھی نہیں جو ہم انہیں کھلا سکیں۔

ام سلیم نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانیں۔

ابوطلحہ چلے حتیٰ کہ جناب نبی کریم علیہ السلام سے ملاقات کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابوطلحہ آپ کے ساتھ تھے۔

جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا اے ام سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ!

ام سلیم روٹیاں لے کر آئیں تو جناب رسول اللہ علیہ السلام نے حکم فرمایا کہ ان کے ٹکڑے بنا دیئے جائیں۔ چنانچہ ٹکڑے بنا دیئے گئے اور ام سلیم نے گھی کے برتن کو نچوڑا اور اس کو سالن بنا دیا۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْہِ مَاشَآءَ اللّٰہِ اَنْ یَّقُوْلَ

پھر نبی پاک علیہ السلام نے اس پر پڑھا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ پڑھیں۔

پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ چنانچہ انہیں بلا کر کھانے کی اجازت دی گئی تو انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر وہ چلے گئے پھر فرمایا اور دس آدمیوں کو بلاؤ۔ پس انہیں بلایا گیا اور کھانے کی اجازت دی گئی تو انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ تو سب لوگوں نے کھایا اور پیٹ بھر کر کھایا حالانکہ وہ ۷۰ ستر یا ۸۰ اسی مرد تھے۔ (بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۵۰۵)

فرمایئے ملاں جی! یہ اصح الکتاب بعد کتاب اللہ یعنی قرآن کے بعد سب سے

زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف کی حدیث ہے جس سے ثابت ہے کہ سرکار علیہ السلام نے کھانا سامنے رکھ کر پڑھا جو اللہ نے ان سے پڑھانا چاہا۔ اب فرمایئے کہ کھانا سامنے رکھ کر پڑھنا سنت ہے یا بدعت؟

کیا سامنے رکھ کر پڑھنے سے برکت پیدا ہوئی یا نہیں؟

کیا وہ چند روٹیاں جن پر کچھ پڑھا گیا ستر ۷۰ یا اسی ۸۰ آدمیوں نے کھایا یا نہیں تم کہتے ہو کہ یہ بدعت ہے اور ایسا کھانا کھانے والے بدعتی ہیں۔

اب ہم تمہارا فتویٰ دیکھیں یا نبی کریم علیہ السلام کا طریقہ؟

یہ گھی اور میوے کا عمدہ نوالہ:

دراصل بات یہ ہے کہ

یہ برکت والے کھانے اللہ تعالیٰ پاک لوگوں کو کھلانا چاہتا ہے۔ تمہارے منہ اس قابل ہی نہیں کہ وہ یہ پاک کھانے کھائیں کسی عاشق نے کیا خوب فرمایا کہ

یہ گھی اور میوے کا عمدہ نوالا
ملے اس کو جو ہووے ایمان والا

سنی ایمان والے ہیں۔

یہ عشاقانِ رسالت ہیں۔

یہ پاک محبوب کے پاک دیوانے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو پاکیزہ ستھرے اور برکت والے کھانے عطا فرماتا ہے کیونکہ اس کا فیصلہ ہے کہ (پ۱۸ سورۃ النور آیت ص۲۶)

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ

ستھری ہیں واسطے ستھروں کے اور ستھرے واسطے ستھریوں کے۔

گندیاں ہیں واسطے گندوں کے اور گندے واسطے گندیوں کے۔

تمہارے لیے کچھوے — ہمارے لئے حلوے

تمہارے لیے مینڈک — ہمارے لئے کھیریں

تمہارے لئے کوے — ہمارے لئے مرغے

میلاد کے لڈو میں کھاؤں شب برات کا حلوہ میں کھاؤں

اور ان کی قسمت میں کوا لا الہ الا اللہ

نجدی ٹولہ واہ بھئی واہ:

گرامی حضرات! آج سے تقریباً بیس ۲۰ سال قبل سلانوالی (سرگودھا) میں ہزاروی گروپ کے مولویوں نے فتویٰ دیا کہ کوا حلال ہے اور پھر کوا ذبح کر کے لطف اندوز ہوئے۔ نوائے وقت میں یہ خبر چھپی میرے پاس اخبار موجود ہے جو شخص چاہے دیکھ سکتا ہے۔

حضرت صائم چشتی صاحب نے ان کی غذا کا خوب بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ

اتوں مصری وچوں تماں — بن دا ہر اک جج نال جماں

تل تل کھاندا کچھو کماں — رجدا ای نئیں بھکھو شاہ

نجدی ٹولہ واہ بھئی واہ

وھابی ٹولہ واہ بھئی واہ

شرم حیا اس روڑھ گوائی — بنے نبی دا چھوٹا بھائی

حصے خوب خوراک سو آئی — کاں بنیر یوں لیندا لاہ

نجدی ٹولہ واہ بھئی واہ

وھابی ٹولہ واہ بھئی واہ

گیارہویں شریف کا حلوہ — بدعت

میلاد شریف کے لڈو — بدعت

ختم شریف کی کھیر — بدعت

اور

کچھوے کا گوشت — جائز

گوہ کا گوشت — جائز

کوے کا گوشت — جائز

یہ کچھوا اگر ٹرک کے نیچے بھی آجائے تو نہ ٹوٹے۔ مگر مولوی صاحب کے تیز دانت اور پیٹ ایک ہی سانس میں بغیر ڈکار کے کھاتے اور ہضم کر لیتے ہیں۔

ان کی معروف کتاب عرف الجادی میں لکھا ہے کہ ''ہر بحری جانور حلال است'' (عرف الجادی)

یہ سب کچھ تو ٹھہرا بدعت:

یہ دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ مولوی گنگوہی لکھتا ہے۔

''فاتحہ علیہ الطعام سہ منی بو علی قلندر وغیرہ بدعت ضالہ ہیں''

''گیارہویں وغیرہ حرام ہے اور ایسے عقائد فاسدہ موجب کفر کے ہیں''

(فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل ص ۸۸)

اور جائز کیا ہے؟:

اور جائز کیا ہے؟

کسی نے سوال کیا۔

''ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا کچھ اور کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟''

''الجواب! درست ہے'' (فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۲۳)

اور کسی نے پوچھا کہ

''جس جگہ زاغِ معروفہ (یعنی کالا کوا) کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے

والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب"

"جواب ثواب ہوگا" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۹۲ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی)

"مولانا رشید احمد گنگوہی نے کوے کا گوشت کھایا تھا"

(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص ۳۲۶ مطبوعہ بمبئی)

اور یہی رشید احمد گنگوہی سبیل حسین کے پانی کو حرام کہتا ہے ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ

گرامی حضرات!

کیا گیارہویں شریف کا حلوہ وکھیر اور سبیل حسین کا پانی ہندوؤں کی ہولی دیوالی اور کوے سے بھی برا ہے معاذ اللہ؟

کیا ختم شریف کا کھانا جس پر آیات قرآنیہ کی تلاوت ہوئی ان خبیث اشیاء سے بھی برا ہے؟

اور ہر بحری جانور سے بھی گیا گذرا ہے؟

جبکہ حکم خداوندی ہے کہ:

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ۝

(پ ۸ سورۃ الانعام آیت ص ۱۱۹)

سو تم کھاؤ اس سے جس پر اللہ کا نام لیا اگر تم اس کے حکم پر یقین رکھتے ہو۔ (ترجمہ شاہ عبدالقادر)

بلکہ آگے فرمایا کہ

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

(پ ۸ سورۃ الانعام آیت ص ۱۲۰)

اور تمہیں کیا ہے کہ تم اس سے نہیں کھاتے ہو جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔

یہ خنزیر کی طرح حرام ہے فتویٰ غلام خان:

جبکہ مولوی غلام اللہ خان پنڈی والا لکھتا ہے کہ

"اس قسم کی نذر و نیاز دینا شرک ہے اس کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے۔ خواہ ذبح کے وقت اس پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا جائے یا نہ" (تفسیر جواہر القرآن ص ۱۵۸)

فتویٰ مولوی عزیز الدین:

اور مفتی عزیز الدین مراد آبادی دیوبندی کہتا ہے۔

"بے شک کسی کے نام کا تقربا جانور نذر کے لیے ماننا حرام اور شرک میں داخل ہے۔ اگر چہ ذبح کے وقت اس پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا جائے وہ حرام ہی رہے گا" (اکمل البیان ص ۸۲)

ان سے پوچھیے؟:

اور یہ تمام مولوی ملوانے جب قربانی کا جانور خریدتے ہیں تو کہتے ہیں۔

"یہ قربانی کا بکرا ہے"

"یہ قربانی کا ذنبہ ہے"

"یہ قربانی کی گائے ہے"

ان سے پوچھیے کہ کیا یہ جانور جائز ہیں۔

اگر یہ جانور باوجود قربانی کا جانور کہنے کے جائز ہیں تو غوث پاک کا بکرا باوا صاحب کی گائے کیوں ناجائز ہیں؟

کیا تیری بیوی حلال ہے؟:

اور اس ملاں سے پوچھیے کہ جس جانور پر تیرا نام آجائے اور کہہ دیا جائے یہ فلاں ملاں کی بیوی ہے۔ کیا وہ تیرے لئے حلال ہے؟

اگر حلال ہے تو غوث پاک کا بکرا کیوں حرام؟

اگر حلال نہیں تو اس سے پیدا کردہ تیری اولاد حلالی ہے یا......؟

کیا تیرا مدرسہ جائز ہے؟:

مولوی اپنے لئے سب کچھ جائز اور حلال قرار دیتا ہے اور کہتا ہے۔

یہ جامعہ قاسمیہ — میرا مدرسہ ہے

یہ جامع کچہری بازار — میری مسجد ہے

اس کے باوجود مولوی موحد ہے اور اہلسنّت

اور اگر سنی کہے

یہ غوث پاک کا بکرا ہے۔

یہ باوا صاحب کی گائے ہے۔

تو سنی مشرک۔ بدعتی اور نہ جانے کیا کیا؟

یہ بنی اسرائیل کے ملوانوں کی طرح ہیں:

گرامی حضرات! ملاں بالکل اسی طرح ان اشیاء کو حرام قرار دیتا ہے جس طرح بنی اسرائیل کے ملاؤں نے قرار دیا تھا۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ م بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ص۹۳-۹۴)

سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل کو مگر جو حرام کر لیں تھیں۔ بنی اسرائیل نے اپنی جان پر توریت نازل ہونے سے پہلے تو کہہ لاؤ توریت اور پڑھو اگر سچے ہو پھر جو کوئی جھوٹ باندھے اللہ پر اس کے بعد تو وہی ہے بے انصاف (ترجمہ شاہ عبدالقادر دیوبندی)

دونوں آیات سے ثابت ہوا:

ان دونوں آیات کریمہ سے یہ ثابت ہوا کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام ان بنی اسرائیلیوں نے قرار دیا اور نزول توریت کے بعد بھی اپنے کیے پر ڈٹے رہے حالانکہ توریت میں حلال وحرام کا بیان ہو چکا تھا۔

اسی طرح ان مولویوں ملوانوں نے اس طریقہ بنی اسرائیل کو اپناتے ہوئے اپنی طرف سے حرام اور حلال گھڑ لیے اور یہ اللہ تعالیٰ پر صریح بہتان ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ (پ۱۴ سورۃ النحل آیت ص۱۱۶)

اور کہو اپنی زبانوں کے جھوٹ بتانے سے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بے شک جو جھوٹ باندھتے ہیں۔ اللہ پر بھلا نہیں پاتے (ترجمہ شاہ عبدالقادر دیوبندی)

اللہ پر بہتان:

مولویو!

اپنی طرف سے حلال کو حرام کہتے ہو اللہ پر بہتان باندھتے ہو۔

اللہ نے بکرا گائے دنبہ حلال قرار دیا — اور تم حرام کہتے ہو؟

اللہ نے حلوہ کھیر وغیرہ کو حلال قرار دیا — اور تم حرام کہتے ہو؟

کیا یہ ذات باری پر جھوٹا بہتان نہیں ہے؟

خدا جھوٹ بول سکتا ہے؟:

مگر یہ قوم تو کہتی ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ معاذ اللہ استغفر واللہ

"کذب (جھوٹ) داخلِ قدرت باری تعالیٰ ہے" (براہین قاطعہ ص ۲۷۸)

خدائے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ (صیانۃ الایمان از مولوی شہود الحق مطبوعہ مراد آباد صفحہ ۵)

"پس یہ ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلا ہے"

(ایضاً ص ۲۷۹)

تو جس قوم کا خدا جھوٹ بولنے پر قادر ہے وہ اس پر جھوٹا بہتان باندھ دے تو کون سا گناہ ہے؟

ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَھُوَ یُدْعٰی اِلَی الْاِسْلَامِ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○ (پ ۲۸ سورۃ الصف آیت ص ۷)

اور اس سے بے انصاف کون ہے؟ جو باندھے اللہ پر جھوٹ اور اس کو بلاتے ہیں مسلمان ہونے کو اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو۔ (ترجمہ شاہ عبدالقادر دیوبندی)

شاہ عبدالقادر نے لکھا:

شاہ عبدالقادر نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا کہ

"یعنی بنی اسرائیل ہر بات میں ضد کرتے ہیں اپنے رسول سے آخر مردود ہو گئے۔

بتایئے یہ سب کچھ ان بنی اسرائیل کے لوگوں کا طریقہ ہے کہ نہیں؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ لَکُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْہُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ط قُلْ آٰللّٰہُ اَذِنَ لَکُمْ اَمْ عَلَی اللّٰہِ تَفْتَرُوْنَ ○

(پ ۱۱ سورۃ یونس آیت ص ۵۹)

تو کہہ بھلا دیکھو تو! اللہ نے جو اتاری تم پر روزی پھر تم نے ٹھہرالی۔ اس

میں سے کوئی حلال اور کوئی حرام کہہ اللہ نے حکم دیا تم کو یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔

یہ اپنی طرف سے حرام قرار دیتے ہو یا اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہے؟

شیطان کی پیروی نہ کرو:

اللہ تعالیٰ نے تو حرام قرار نہیں دیا وہ تو حلال چیزوں کے کھانے کا حکم فرماتا ہے۔ ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○ (پ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ص ۱۶۸)

اے لوگو کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے جو حلال ہے ستھرا اور نہ چلو قدموں پر شیطان کے وہ تمہارا دشمن ہے صریح۔ (ترجمہ شاہ عبدالقادر دیوبندی)

حلال وحرام:

اور حدیث پاک میں موجود ہے کہ

اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ وَمَا سَکَتَ عَنْہُ فَھُوَ مِمَّا عُفِیَ عَنْہُ (جامع الترمذی جلد اول ص ۲۰۶)

حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن کریم) میں حلال فرما دیا اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن کریم) میں حرام فرما دیا اور جس سے سکوت فرمایا وہ مباح ہے۔

بتاؤ مولویو!

کیا اس گیارہویں شریف کو — اللہ نے حرام فرمایا؟

کیا اس تیجے ساتے چالیسویں کو — اللہ نے حرام فرمایا؟

کیا اس سالانہ ختم شریف کو — اللہ نے حرام فرمایا؟

کیا غوث پاک سے منسوب جانور کو — اللہ نے حرام فرمایا؟
کیا اولیاء کاعلین سے منسوب اشیاء کو — اللہ نے حرام فرمایا؟
اگر فرمایا ہے تو کسی آیت سے حدیث کی کسی کتاب سے ثابت کرو؟
اگر نہیں فرمایا تو مباح چیز کو حرام قرار دینا یہودیوں اور بنی اسرائیل کے مولویوں کا کام ہے۔

صرف ایک دلیل اور تفسیر بالرائے:

تمہارے پاس صرف ایک ہی دلیل ہے جسے تم دن رات تفسیر بالرائے کرتے ہوئے دیتے رہتے ہو کہ

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (سورۂ بقرہ۔الانعام۔المائدہ۔نحل)

تم پر حرام ہے مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے اس کی اپنی طرف سے تفسیر کرتے ہو اور کہتے ہو۔

گیارہویں — حرام
ختم شریف — حرام
غوث پاک سے منسوب جانور — حرام

بتاؤ کہ یہ تمہاری خود ساختہ تفسیر۔

کیا نبی کریم علیہ السلام — ثابت ہے؟
کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان سے — ثابت ہے؟
کیا سلف صالحین سے — ثابت ہے؟

یہ عوام کو دھوکہ دیتے ہو:

تم نے عوام کو دھوکہ دیا ہوا ہے کہ ’’وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ‘‘ جس چیز پر غیر اللہ کا

نام آ گیا وہ حرام۔ حالانکہ تمام مفسرین نے اس پر عند الذبح کی قید لگائی ہے۔

شاہ ولی اللہ کہتے ہیں:

یہ دیکھئے شاہ ولی اللہ دہلوی جو تمہارے اور ہمارے مشترکہ ممدوح ہیں، وہ لکھتے ہیں سورۂ بقرہ میں

’’وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ‘‘ — وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وے

اور ملاحظہ کیجئے سورۂ مائدہ میں

’’وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ‘‘ — وآنچہ نام غیر خدا بوقتِ ذبح او یاد کردہ شود

اور غور سے پڑھیے سورۂ انعام میں

’’اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ‘‘ — یا آنچہ فسق باشد کہ برائے غیر خدا آواز بلند کردہ شود در ذبح او

اور پھر سورۂ نحل میں

’’وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ‘‘ — وآنچہ ذکر کردہ شود بنام غیر خدا بر ذبح او

ان چاروں مقامات پر لکھا کہ اگر ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کی جگہ کسی غیر کا نام لیا تو جانور حرام ہو جائے گا۔

فقیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لے کر سلف صالحین تک تریپن تفاسیر سے رکھ سکتا ہے۔ ہر ایک نے یہی لکھا مگر تم ہو کہ تفسیر اپنی طرف سے کر کے جہنم کا ایندھن بن رہے ہو اور کہتے ہو اگر ذبح کے وقت بھی اللہ کا نام لے بھی لیا تو چیز حرام وہ جانور اللہ کے نام سے بھی پاک نہ ہوگا۔ بلکہ خنزیر کی طرح رہے گا۔

کیا حضرت ابن عباس سے لے کر شاہ ولی اللہ تک

اور پھر شاہ ولی اللہ سے لے کر مولوی اشفاق الرحمان دیو بندی اور مولوی وحید الزمان وہابی تک کی یہ تمام تفاسیر غلط ہیں اور ایک ملاں کی تفسیر صحیح ہے؟

؎ خرد کو جنوں کہہ دیا جنوں کو خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

حضرت سعد پر کیا فتویٰ ہے؟:

مولویو! بتاؤ اگر غیر اللہ کے نام سے منسوب اشیاء حرام ہیں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہٗ کے متعلق فتویٰ دو۔ جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ میری ماں فوت ہوگئی ہے میں اس کے لئے صدقہ کرنا چاہتا ہوں؟ کون سا صدقہ افضل ہے؟ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ کنواں کھودوا دو اور اسے اپنی ماں کے لئے وقف کردو جب تک لوگ کنویں سے پانی پیتے رہیں گے اس ثواب پہنچتا رہے گا۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھودوا کر فرمایا یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے۔ (ابوداؤد شریف جلد اول ص ۲۴۷ باب فضل سقیہ الماء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کچھ کھجوریں لے کر اپنے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ۔

اُدْعُ اللہَ فِیْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ

ان کھجوروں میں برکت کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ سرکار نے کھجوریں لیں اور

ثُمَّ دَعَالِیْ فِیْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ

پھر میرے لئے ان کھجوریں میں برکت کی دعا فرمائی۔

میں سرکار عثمان غنی کے دور خلافت تک وہ تھوڑی سی کھجوروں میں سے کھاتا اور کھلاتا رہا۔ (مشکوٰۃ شریف باب فی المعجزات ص ۵۴۲)

کیا یہ کنواں غیر اللہ کے نام کی وجہ سے حرام ہوگیا؟

کیا نبی کریم علیہ السلام نے فعل حرام کا حکم فرمایا؟ (معاذ اللہ)

کیا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے غیر اللہ کے نام سے کنواں منسوب کر کے شرک کیا؟

نبی کریم برکت کی دعا فرماتے:

یہ دیکھئے سرکار دو عالم علیہ السلام کی حیات ظاہرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ لوگ جب کوئی تازہ پھل دیکھتے تو نبی کریم علیہ السلام کی خدمت عالیہ مرتبت میں پیش کرتے۔ آپ وہ لے کر اس پر برکت کی دعا فرماتے اور چھوٹا بچہ بلا کر اسے یہ پھل عطا فرماتے۔ (مسلم شریف جلد اول ص ۴۴۶)

دعا کا حکم:

یہی حدیث امام ترمذی نے اپنی جامع الترمذی جلد ثانی ص ۱۸۳ پر نقل فرمائی۔ بلکہ ایک اور حدیث نقل فرمائی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جسے اللہ تعالیٰ کھانا دے وہ اس پر دعا کرے کہ اے اللہ ہمیں اس میں برکت دے اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ دے تو وہ کہے کہ اے اللہ اس میں ہمیں برکت دے"

(جامع الترمذی جلد ثانی ص ۱۸۳)

سرکار نے دعا فرمائی:

بخاری شریف میں دیکھئے نبی کریم علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا کہ اپنے اپنے کھانے لے کر آجائیں جب کھانے جمع ہوگئے تو

فَدَعَا وَ بَرَّكَ عَلَيْهِ (بخاری شریف جلد اول ص ۴۱۹)

آپ نے ان پر برکت کی دعا فرمائی۔

مولویو! کیا یہ سب کچھ یعنی کھجوروں پر دعا کرنا
پھلوں پر دعا کرنا
کھانوں پر دعا کرنا

دودھ پر   دعا کرنا

سنت ہے یا بدعت؟

سلام پہنچتا ہے:

اورہم جو کچھ پڑھتے ہیں اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ میں نے ابتداء میں حضرت عمرو بن العاص کی روایت پیش کی اوراب مزید سنیے یہ جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ

حدیث میں ذکر ہے کہ یہ سلام صالحین کو پہنچتا ہے۔

میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا

فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

جب یہ کہو کہ ''اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا الخ'' تو اس کہنے والے کا نماز میں یہ سلام ہر عبد صالح کو پہنچتا ہے خواہ وہ عبد صالح زمین میں ہو یا آسمان میں۔

(مشکوٰۃ شریف باب التشہد ص ۸۵)

اگر نمازی کا سلام زمین و آسمان میں رہنے والے صالحین کو پہنچ جاتا ہے تو ختم شریف یا فاتحہ یا دعا کے پہنچنے میں کیا مانع ہے۔ کیا ملاں وہاں کھڑا ہوتا ہے کہ نہیں پہنچنے دوں گا کیا یہ سب کچھ نہیں پہنچتا؟

تیسری اہم بات:

حضرات گرامی!

میں نے عرض کیا تھا کہ تین اہم باتیں ہیں۔

جو ہدیہ یا تحفہ بھیجتا ہے وہ بھیجنے والے کے پاس پہلے موجود ہو   یہ میں سمجھا چکا

بھیجنے والا اور وصول کرنے والا مسلمان ہوں   یہ میں عرض کر چکا

اب تیسری بات اور وہ اہم بات یہ تھی کہ بھیجنے کا ذریعہ بھی ہو۔

کسی کو تحفہ بھیجو تو   سائیکل پر

کسی کو تحفہ بھیجو تو   بس پر

کسی کو تحفہ بھیجو تو   کار پر

مگر جب یہ ختم شریف بھیجو۔ یہ فاتحہ شریف بھیجو تو ان ذرائع کی ضرورت نہیں ادھر تم نے نام لیا کہ یا اللہ یہ کلمہ کلام اور طعام کا ثواب۔

میرے باپ کو پہنچے۔

میری ماں کو پہنچے۔

میرے بھائی کو پہنچے۔

میرے بیٹے کو پہنچے۔

میرے فلاں رشتہ دار کو پہنچے۔

تو اسی وقت بذریعہ جبرائیل امین پہنچ جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص میت کو ایصال ثواب کرتا ہے تو جبرائیل امین علیہ السلام اسے نور کے طباق میں رکھ کر قبر کے کنارے کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں۔

يَاصَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيْقِ

اے گہری قبر والے یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے قبول کر۔

مولویوں کی بے باکی:

لوگ بے باکی سے کہتے ہیں کہ قبر والوں کو پکارنا شرک ہے۔

بتاؤ مولویو! یہ جبریل قبر والے کو يَاصَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيْقِ کہہ کر پکارتے ہیں کیا یہ شرک ہے؟

کچھ ہوش کے ناخن لو تمہارا فتویٰ اسے مشرک قرار دے رہا ہے جو معصوموں کا

امام ہے۔

میرے نبی علیہ السلام نے فرمایا جب جبرائیل قبر والے کو نور کے طباق میں تحفہ پہنچاتے ہیں تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور اس کے پڑوسی اپنی محرومی پر غمگین ہوتے ہیں۔ (طبرانی بحوالہ شرح الصدور ص ۳۰۳)

دعا درجات کی بلندی کا سبب ہے:

سنیئے! میرے لج پال آقا علیہ السلام نے فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَۃَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ اَنّٰی لِیْ ھٰذِہٖ فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ رَوَاہُ اَحْمَدُ

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶)

بے شک اللہ تعالیٰ عزوجل البتہ نیک بندوں کے جنت میں درجات بلند فرماتا ہے۔

بندہ جنت میں تھا　　درجہ بلند ہو گیا

اس نے کوئی عمل جنت میں خود نہیں کیا جو اعمال دنیا میں کیے ان کا حساب ہو گیا۔

اب درجہ بلند ہوا تو عرض کی میرے مولا یہ کیسے بلند ہو گیا؟ فرمایا

تیرے بیٹے نے تیرے لئے سفارش کی ہے استغفار کی ہے۔

دعا پہنچی　　درجہ بلند ہو گیا

کی تھی تو　　پہنچی

اگر کی ہی نہ ہوتی　　تو درجہ بھی بلند نہ ہوتا

ملاں کہتا ہے۔ دعا نہ کروتا کہ نہ تم دعا کرو نہ درجے بلند ہوں؟ ہم جنازے کے بعد دعا کرتے ہیں۔

ہم تیجہ پر　　دعا کرتے ہیں

ہم دسویں پر چہلم پر　　دعا کرتے ہیں

ہم ششماہی پر　　دعا کرتے ہیں

ہم سالانہ ختم پر　　دعا کرتے ہیں

جب دعا کرتے ہیں تو میت کے　　درجات بلند ہوتے ہیں

تو پتہ چل گیا کہ اگر میت گنہگار ہے تو　　بخشش ہوتی ہے

اگر میت مغفور ہے تو　　درجات بلند ہوتے ہیں

یہ گیارہویں عرس مبارک درجات کی بلندی کا سبب ہیں اور یہ دعا کرنے کا ایک موقعہ۔

کیا دعا کا وقت مقرر ہے:

اب سوال یہ ہے کہ کیا دعا کا کوئی وقت مقرر ہے؟

تو جواب یہ ہے کہ دعا کا کوئی وقت مقرر نہیں بلکہ جب چاہو دعا کرو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (پ۲۴ سورۃ المومن آیت ص ۶۰)

اور فرمایا تمہارے ربّ نے تم دعا کرو میں قبول فرماؤں گا۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا اے حبیب

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝

(پ۲ سورۃ البقرۃ آیت ص ۱۸۶)

اور جب آپ سے پوچھیں میرے متعلق میرے بندے تو میں قریب تر ہوں۔ قبول فرماتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا تو چاہیئے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر یقین رکھیں تا کہ نیک راہ پر لگ جائیں۔

ثابت ہوا کہ جب بھی دعا کا اہتمام کیا جائے وہ جائز ہے۔ یہ جو ہم وقت مقرر

کرتے ہیں تو یہ لوگوں کی سہولت کے لئے کرتے ہیں تا کہ وقت مقرر پر دور سے آنے والے اور قریبی سب اس میں شریک ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

نیا چاند وقت مقرر کرتا ہے:

اے محبوب!

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ

(پ۲ سورۃ البقرۃ آیت ص۱۸۹)

آپ سے پوچھتے ہیں نئے چاند کے متعلق فرما دیجئے یہ وقت مقرر کرنے کے لئے ہے لوگوں کے واسطے اور حج کے لئے۔

یہ چاند کی پہلی راتوں میں بڑھنا اور پھر آخری راتوں میں گھٹنا اسی لئے ہے کہ لوگ اس کے حساب سے اپنے اپنے امور کے اوقات مقرر کر لیں۔

ان راتوں کے حساب سے بنیں گے دن

پھر دنوں کے حساب سے بنیں گے مہینے اور سال

تو ان سال کے مہینوں میں پھر وقت کے اور دنوں کے حساب سے تقرر ہوگا کہ

فلاں دن یوم عاشورہ ہے

فلاں دن یوم النحر کا ہے

فلاں دن عید الفطر کا ہے

فلاں دن عید الاضحیٰ

فلاں دن جمعہ کا ہے

اسی حساب سے پھر فرمایا کہ

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ (پ۲ سورۃ البقرۃ آیت ص۱۹۷)

حج کے مہینے مقرر ہیں۔

اسی حساب سے پتہ چلے گا کہ رمضان کا مہینہ کون سا ہے جس میں روزے

رکھے جائیں گے؟ کیونکہ ارشاد خداوندی ہے کہ

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (پ۲ سورۃ البقرۃ آیت ص۱۸۵)

پھر جو کوئی تم میں سے پائے اس مہینہ (رمضان) کو تو چاہئے کہ وہ روزے رکھے۔

سورج سے تعین وقت:

اور سورج کے متعلق فرمایا

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

(پ۲۳ سورۃ یٰسین آیت ص۳۸)

اور سورج چلا جاتا ہے اپنی ٹھہری راہ پر یہ عزیز و علیم کی تقدیر ہے۔

اسی وجہ سے سورج نماز کے اوقات کا رہنما ہے کہ

جب وہ ایک مثل سایہ کے اندازے تک پہنچ جائے تو وقت ظہر

جب وہ دو مثل سے بڑھنے کے قریب ہو جائے تو وقت عصر

جب وہ غروب ہو جائے تو وقت مغرب

اور اگر اس کے غروب کو سوا یا ڈیڑھ گھنٹہ گذر جائے تو وقت عشاء

اور اگر اس کے طلوع سے قبل کا وقت ہو تو وقت فجر

اور اگر وہ بالکل آسمان کے درمیان ہو تو نصف النہار کسی نماز کا وقت نہیں۔

نماز کے وقت مقرر ہیں:

اس لئے فرمایا:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝

(پ۵ سورۃ النساء آیت ص۱۰۳)

یقیناً نماز فرض ہے ایمان والوں پر وقت مقرر میں۔

تو جب اللہ تعالیٰ سارا نظامِ کائنات چاند اور سورج کی حکمتوں کے تحت وقت

مقررہ پر چلا رہا ہے تو پھر اسی لئے

نماز کا وقت	مقرر
روزوں کا وقت	مقرر
حج کا وقت	مقرر

کیا حرج ہے اگر وقت مقرر ہو؟:

تو کیا حرج ہے اگر

گیارہویں شریف کا وقت	مقرر ہو تو؟
قل۔ تیجہ۔ ساتا۔ چہلم کا وقت	مقرر ہو تو؟
سالانہ ختم شریف کا وقت	مقرر ہو تو؟

تاکہ لوگ وقت مقررہ پر آ جائیں اور ان دعاؤں میں شرکت کر لیں۔ یہ تقرر وقت اور تعیین یوم قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

تعیین یوم اور اس کا انتظار:

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ صحابہ میں ایک خاتون تھی جو اپنی کھیتیوں میں نالیوں پر چقندر کی کاشت کراتی تھی اور جب جمعہ کا دن ہوتا تو وہ چقندر ہنڈیا میں پکاتی اور اس پر جو کا پسا ہوا آٹا ڈال دیتی تھی۔ وہ چقندر اس طعام کا گوشت ہوتا تھا۔ ہم جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو اس خاتون کو سلام کرتے تو وہ یہ طعام ہمارے قریب کرتی۔ ہم اس کو چاٹ جاتے اور ہم جمعہ کے دن اس خاتون کے اس کھانے کی خواہش کیا کرتے تھے۔ (بخاری شریف جلد اول ص ۱۲۹)

ثابت ہوا:

حضرات محترم! اس حدیث پاک سے۔

تعیین یوم — تعیین وقت

معین دن پر کھانا پکانا۔

معین دن پر کھانے کے مقام پر پہنچنا اور کھانا کھانا۔

معین دن کے انتظار میں رہنا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل سے ثابت ہوا۔

عاقل نوں اک نکتہ کافی لوڑ نہیں دفتر دی
بے عقلاں نوں اثر نہ کردی پند نبی سرور دی

فتویٰ بدعت کہاں تک پہنچا:

سامعین مکرم! مزید اس حدیث پاک سے صحابہ کرام کی سادگی اور سادہ غذا کا استعمال اور صاحب طعام کو سلام کرنا بھی ثابت ہوا۔

یہ جملہ امور وہ ہیں جن کو ملاں بدعت کہتا ہے۔

بتائیے یہ بدعت کا فتویٰ کہاں پہنچا؟ اور کون کون بدعتی ہوا۔

سرکار نے دن معین فرمایا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُاللهِ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ

(بخاری شریف جلد اول ص ۱۵۹)

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہر ہفتے کو کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر مسجد قبا تشریف لے جاتے تھے اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ایسا (بطور سنت نبوی) کیا کرتے تھے۔

اللہ نے تعیین یوم فرمائی:

اللہ کریم نے جمعہ مقرر فرما کر یہ امور انجام فرمائے۔

تخلیق آدم علیہ السلام	بروز جمعہ
ان کو ملائکہ کا سجدہ	بروز جمعہ
ان کی پیدائش	بروز جمعہ
کشتی نوح کا جودی پہاڑ پر پہنچنا	بروز جمعہ
جناب یونس کا مچھلی کے پیٹ سے باہر تشریف لانا	بروز جمعہ
یعقوب علیہ السلام کا جناب یوسف سے ملنا	بروز جمعہ
بنی اسرائیل کی فرعون سے نجات	بروز جمعہ
قیامت برپا ہوگی تو	بروز جمعہ

حضرت ابن مسعود نے دن مقرر کیا:

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعظ و نصیحت کے لیے جمعرات کا دن مقرر فرمایا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ روزانہ وعظ فرمایا کریں تو فرمایا تمہیں تنگی میں ڈالنا مجھے پسند نہیں۔ (مشکوۃ شریف ص ۳۲)

حضور نے تیجہ ساتہ چہلم وغیرہ فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے
تیسرے دن صدقہ دیا۔
ساتویں دن صدقہ دیا۔
چالیسویں دن صدقہ دیا۔
چھٹے ماہ صدقہ دیا۔
سال بھر بعد صدقہ دیا۔ (انوار ساطعہ ص ۱۴۵)

جمعرات کو ارواح آتی ہیں:

حضرت شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا کہ

''وبعض روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانہ خود را شبِ جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق کنند از وے یا نہ'' (اشعۃ اللمعات باب زیارۃ القبور)

اور بعض روایات میں آیا ہے کہ میت کی روح جمعرات کی رات اپنے گھر میں آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ وہ اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔

اگر ملاں مقرر نہ کرے؟:

گرامی حضرات!

دن مقرر کیا	سرکار نے
دن مقرر کیا	صحابہ نے
دن مقرر کیا	خود ربّ نے
دن مقرر کیا	ارواح مومنین نے

اگر ایک ملاں نہ کرے تو کیا فرق پڑتا ہے؟

حضرت محدث اعظم کی گرفت:

سیدنا حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کے پاس ایک ملاں نے سوال کیا کہ دن کیوں مقرر کرتے ہو یہ جائز نہیں بدعت ہے۔
فرمایا کیا کہتے ہو پھر کہو؟
اس نے پھر کہا دن مقرر کرنا جائز نہیں بلکہ بدعت ہے۔
فرمایا ایک مرتبہ پھر کہو؟
اس نے کہا فاتحہ نیاز وغیرہ کے لئے دن مقرر کرنا جائز نہیں بدعت ہے۔
فرمایا مولوی صاحب تو پھر۔

بدعتی تو تم بھی ہو گئے:

بدعتی تو تم بھی ہو گئے

دن تو تم نے بھی مقرر کیا   مگر
تم نے نہ منانے کے لئے کیا   اور
ہم نے منانے کے لئے کیا

تم نے فاتحہ و نیاز نہ دلانے کے لئے کیا کہ فلاں دن نہ دو اور گیارہویں اس تاریخ کو نہ کرو ہم نے منانے کے لئے کیا۔

تو تم نہ منانے اور فاتحہ نہ دلوانے کے لئے دن مقرر کر کے بدعتی ہو گئے ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو سمجھنے اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ ابھی بہت سارے دلائل وقت کی کمی کے باعث بیان نہ ہو سکے پھر کبھی بیان کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

''وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ''

ذائقۃ الموت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

آکھیں سوہنے نوں وائے نیں جے تیرا گذر ہووے
میں مر کے وی نئیں مردا جے تیری نظر ہووے
دم دم نال ذکر کراں میں تیریاں شاناں دا
تیرے نام توں وار دیاں جنی میری عمر ہووے

مجلس ایصال ثواب:

حضرات گرامی! یہ مجلس ایصال ثواب ہے جس میں میں اور آپ سب حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حاضری کو اپنی بارگاہ اقدس میں قبول و منظور فرمائے

اور ہمارے لیے ذریعہ نجات بنائے۔آمین

مجھ سے قبل ہمارے برادر طریقت الحاج علامہ مولانا فتح محمد نقشبندی مجددی عظمت والدین کے موضوع پر آپ سے خطاب فرما چکے ہیں۔ کیونکہ کل ہی ہمارے پیر بھائی جناب ماسٹر محمد نیاز صاحب نقشبندی مجددی کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی تھیں تو ان کے ختم قل کے لیے یہ محفل ایصال ثواب منعقد کی گئی ہے۔دعا ہے اللہ کریم مائی صاحبہ کے درجات بلند فرماتے ہوئے ان پر اپنی خصوصی رحمت فرمائے۔آمین۔

خوش قسمت والدین:

معزز سامعین! خوش قسمت ہیں وہ والدین کہ جن کی اولاد ان کے انتقال کے بعد ان کو ثواب پہنچانے کے لئے ایسی محافل کا انعقاد کرتی ہے اور ان کو یہ ثواب کے تحفے اور ہدیے پہنچتے رہتے ہیں۔

حدیث پاک:

میرے مدنی آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ موت کے بعد انسان کا ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین قسم کے اعمال کا ثواب اسے پہنچتا رہتا ہے۔

اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم، ص۳۲)

مگر صدقہ جاری یا وہ علم جس سے لوگ نفع پائیں یا صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے تو اولاد صالح کی دعا کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

لہٰذا ماسٹر صاحب بھی انہیں صالحین میں سے ایک ہیں جنہوں نے اپنی والدہ کے لیے اس مجلس دعا کا اہتمام کیا ہے۔

موت کا ذائقہ:

سامعین محترم! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (پ ۲۱، سورۃ العنکبوت آیت ص ۵۷)

ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے

ہر متنفس۔ ہر سانس لینے والے نے موت کا منہ ضرور دیکھنا ہے۔

جس کسی نے بھی صبح زندگی کو طلوع ہوتے مشاہدہ کیا وہ شامِ زندگی کو غروب ہوتے ہوئے بھی ضرور ملاحظہ کرے گا۔

جس کسی کو بھی ماں کی گود نصیب ہوئی وہ قبر کی آغوش میں ضرور جائے گا۔

موت ہے یہ آنے والی آئے گی
جان ہے یہ جانے والی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی
خاک تجھ پر اک روز ڈالی جائے گی

موت تو سب کو آئے گی:

خواہ کوئی

بڑا ہو یا چھوٹا
معصوم ہو یا گنہگار
اپنا ہو یا بیگانہ
مسلم ہو یا کافر
کالا ہو یا گورا
حبشی ہو یا رومی
مرد ہو یا عورت
بادشاہ ہو یا رعایہ
خاص ہو یا عام
نیک ہو یا بد

موت بہر حال سب کو آئے گی اور اس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔

مگر سب کی موت برابر نہیں ہے:

مگر موت موت میں فرق ہے۔ سب کی موت ایک جیسی نہیں ہے۔

ایک میت کو موت آتی ہے تو اس کے مرنے کا کسی کو علم نہیں ہوتا۔

ایک مرنے والا مر گیا تو پوری بستی سوگوار ہوگئی۔

ایک مقرب بارگاہ الٰہی کا انتقال ہوا تو زمین و آسمان رو دیئے۔

ایک ہے کافر کی موت کہ وہ مرا اور سیدھا جہنم رسید ہوا

ایک ہے مومن کی موت کہ وہ مرا اور سیدھا جنت میں پہنچا

آپ نے دیکھا ہوگا:

آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا۔

یہ ریل گاڑی جو لاہور جاتی ہے۔ صبح صبح نان اسٹاپ میں کبھی جانے کا اتفاق ہوا ہوگا تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ ریل گاڑی تو ایک ہے مگر

اس میں ایک مسافر ایسا ہے جس کو ہتھکڑی لگی ہوئی ہے اور پولیس کے نرغے میں لے جایا جا رہا ہے۔ وہ پریشان ہے کہ اس نے ہائی کورٹ میں پیش ہونا ہے تو اسے سزائے موت سنا کر پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا جائے گا۔

اسی ریل میں ایک مسافر ایسا بھی ہے جس کو باراتی ساتھ لے کر جا رہے ہیں وہ بھی لاہور جائے گا مگر وہ خوش ہے کہ لاہور سے دلہن بیاہ کر لے آئے گا۔

اسی گاڑی میں ایک مسافر ایسا بھی خوش قسمت سوار ہو رہا ہے جو لاہور سے سیدھا جدہ جائے گا اور جدہ سے مدینہ منورہ حاضری دے گا۔

ریل گاڑی بھی ایک

ابتدائے سفر بھی ایک

انتہائے سفر بھی ایک

ذریعہ سفر بھی ایک

مگر ایک مسافر کی منزل پھانسی کا تختہ ہے

ایک مسافر کی منزل شادی کا گھر ہے

ایک مسافر کی منزل مدینہ منورہ ہے

زندگی بھی ایک سفر ہے:

اسی طریقہ سے یہ زندگی بھی ایک شاہراہ ہے۔ ایک سفر ہے ایک راستہ ہے۔

اس پر سفر کرنے والا آخر جہنم میں پہنچے گا۔

کوئی سفر کرنے والا آخر جنت میں پہنچے گا۔

اور کوئی سفر کرنے والا آخر زیارت محبوب سے مشرف ہوگا۔

انداز مختلف ہے:

گرامی حضرات!

سفر سب کا ایک ہے مگر انداز مختلف ہے۔

یہ زائر طیبہ ہے:

آپ نے دیکھا ایک مسافر ہے سفید کپڑے پہنے ہوئے، سفید عمامہ باندھے ہوئے ہاتھوں میں تسبیح لیے ہوئے ریل میں موجود ہے۔ لوگ اس کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈال رہے ہیں۔ اس پر والہانہ عقیدت و محبت کے نذرانے نچھاور کر رہے ہیں۔ کوئی اس کے ساتھ معانقہ کر رہا ہے تو کوئی اس کے ہاتھ چوم رہا ہے اور کوئی دعا کی درخواست پیش کر رہا ہے تو کوئی رو رو کے کہہ رہا ہے۔

؎ مسافر مدینے شہر جانے والے میرا مصطفیٰ سے سلام عرض کرنا

جانے والے جب تو روضہ رسول پر حاضر ہو تو میرا بھی سلام میرے محبوب کو

عرض کر دینا۔

یہ کون ہے؟ یقیناً آپ سمجھ گئے ہو گے یہ زائرِ طیبہ ہے۔ یہ مسافر مدینہ ہے اور یہ عازم کوئے نبی ہے۔

یہ دولہا ہے:

یہ ایک اور مسافر ہے جس کی پیشانی پر سہرا سجا ہوا ہے۔ نوٹوں کے ہاروں سے لدا پڑا ہے۔ سر پہ کلاہ رکھا ہوا ہے۔ ہاتھوں میں پھولوں کے گجرے ہیں۔ سینکڑوں آدمی سجے سجائے خوبصورت ذرق برق لباس میں اس کے ساتھ ہیں۔

یہ کون ہے؟ یہ دولہا ہے اور اس کے ساتھ باراتی ہیں۔ یہ جائے گا اور ان باراتیوں کے جلوس میں دلہن بیاہ کر لے آئے گا۔

یہ قاتل ہے ڈکیت ہے:

یہ ایک اور مسافر ہے لباس پراگندہ ہے۔ چہرہ مرجھایا ہوا ہے اور اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں اور پولیس کے جوان اس کے اردگرد ہیں۔

یہ کون ہے؟ پتہ چلا یہ قاتل ہے۔ ڈکیت ہے اسے ہائی کورٹ میں پیش کرنا ہے اور اسے سزا سنائی جائے گی۔

گاڑی ایک ہی ہے:

گرامی حضرات! ایک ہی گاڑی پہ
کوئی حج و زیارت کے لیے جا رہے ہے۔
کوئی دلہن لینے کے لیے جا رہا ہے۔
اور کوئی سزا پانے کے لیے لے جایا جا رہا ہے۔

زندگی کی گاڑی:

ایسے ہی یہ زندگی ایک ہی گاڑی پہ

کوئی زیارت محبوب کے لیے رواں دواں ہے
کوئی جنت میں پہنچے گا اور کنومۃ العروس کا مژدہ پائے گا
اور کوئی جہنم میں پہنچ کر اپنی سزا پائے گا

میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

مومن کا تحفہ:

تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۰)

موت مومن کا تحفہ ہے۔

اَلْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نُّصُبِ الدُّنْيَا (مسلم شریف)

بندہ مومن (موت کے وقت) دنیا کی تکالیف سے آرام پاتا ہے۔

اپنا اپنا ٹھکانہ:

جب میت فوت ہوتا ہے تو

عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ فَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ترمذی شریف جلد اول ص ۱۲۷)

تو اس پر اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے۔ پھر اگر وہ اہل جنت سے ہو تو جنتی ہے اور اگر اہل جہنم میں سے ہے تو جہنمی ہے۔ پھر کہا جاتا ہے تیرا یہ ٹھکانہ ہے حتیٰ کہ تجھے اللہ تعالیٰ بروز قیامت اٹھائے گا۔

تو کافر بوقت موت اپنا ٹھکانہ جہنم میں دیکھتا ہے تو غمناک ہو جاتا ہے اور مومن جب اپنا ٹھکانہ دیکھتا ہے تو اس کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھتا ہے۔

نشانِ مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

حضرت امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ بعد از وصال ملاحظہ فرما کر حضرت صائم چشتی علیہ الرحمۃ نے یہی فرمایا کہ

ے مرد مومن دا اس نقشہ سارا کچھ کے دسیا
رودر عمر گذارن والا جاون لگیاں ہسیا

یہ مرد مومن کی نشانی ہے کہ جب اسے موت آتی ہے تو وہ مسکراتا ہے کیونکہ
اسے جنت میں اپنا ٹھکانہ نظر آ رہا ہوتا ہے۔
اسے جمالِ محبوب کا مشاہدہ ہو رہا ہوتا ہے۔
اسے نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ کا انعام مل رہا ہوتا ہے۔

مومن منتظر رہتا ہے:

حضرات گرامی! بندہ مومن تو شدت سے اس وقت کا منتظر رہتا ہے کہ کب وہ یہ پل پار کرلے اور اسے جمالِ محبوب دکھایا جائے۔

حضرت صائم چشتی صاحب نے کیا خوب فرمایا کہ

ے میں سنیاں این قبر اندر تسیں دیدار دینڈے او
مقدر وقت اوہ چھیتی لیا دے یا رسول اللہ

اور حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ے روح کیوں ہو نہ مضطرب موت کے انتظار میں
سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

ہمارے بزرگوں نے
ہمارے اساتذہ و مشائخ نے
ہمیں یہ بتایا ہوا ہے کہ قبر میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوگی
میرے آقا وہاں جمالِ جہاں آراء سے مشرف فرمائیں گے۔

اَلْمَوْتُ جَسْرٌ

موت ایک پل ہے جسے کراس کریں گے تو بس پھر

ے سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں
سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

مرنے والا جب یہ تصور کرلے کہ میں مروں گا تو مجھے جمالِ محبوب نصیب ہوگا تو اسے موت کوئی تکلیف نہیں دیتی۔ سختیاں آسان ہو جاتی ہیں اور موت کے بعد حیات جاودانی مل جاتی ہے۔ ایسے مرنے والے کو اللہ یہ نہیں فرمایا کہ مرجا بلکہ فرماتا ہے۔

اے نفس مطمئنہ:

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِىْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْo (پ۳۰ سورۃ الفجر آخری آیات)

اے نفس مطمئنہ لوٹ اپنے ربّ کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو کر جنت میں آجا۔

یہ نہیں فرمایا مرجا
بلکہ فرمایا لوٹ آ

تاکہ لوگ كُلُّ نَفْسٍ سے دھوکہ نہ دیں کہ ہر نفس مرجائے گا؟
نہیں نہیں بلکہ یہ نفس مطمئنہ ہے جو مرے گا نہیں لوٹے گا۔

نفس مطمئنہ کیا ہے:

فرمایا کہ
وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىo (پ۳۰ سورۃ النازعات آیت ص۴۰)
جس نے روک لیا نفس کو خواہشات سے۔
یہ ہے نفس مطمئنہ جو خواہشات سے رکا رہا اور اپنے ربّ کی رضا پہ راضی رہا۔

یہ ہے نفس مطمئنہ کہ جو رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً کی خوشخبری پا گیا۔

یہ مرے گا نہیں بلکہ اپنے ربّ کی طرف لوٹے گا۔

کتنے بے وقوف ہیں جو کہتے ہیں کہ مر گیا وہ مرا کب ہے؟ وہ تو لوٹ گیا ہے۔

لوٹ آ:

ایک آدمی فیصل آباد سے کراچی گیا جو کام تھا کر کے آ گیا

کیا کوئی عقل مند کہے گا وہ مر گیا؟

کبھی نہیں کہے گا

وہ گیا تھا جب کام پورا ہو گیا واپس آ گیا

فرمایا میرے بندے!

میں نے تیری ڈیوٹی لگائی تھی کہ تو نے تبلیغ کرنی ہے۔

تو نے توحید و رسالت کی دھوم مچانی ہے۔

تو نے اسلام کا پرچم بلند کرنا ہے۔

تو نے رشد و ہدایت کا درس دینا ہے۔

اب تو نے ڈیوٹی پوری کر دی ہے میں تجھ سے راضی ہو گیا

اب ''اِرْجِعِیْ'' واپس آ جا

اور واپس آنے کے لئے قانون ضرور پورا ہو گا کہ ''کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ'' تجھے بھی ذائقہ ہی چکھنا پڑے گا۔ ادھر ذائقہ چکھے گا ادھر میرے بندوں میں شامل ہو گا۔

ادھر بندوں میں شامل ہو گا تو جنت میں چلا جائے گا۔

ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔

وہی ٹھکانہ جہاں اس کی رضا کا مژدہ جانفزا ملتا ہے۔

وہی ٹھکانہ جہاں جمال محبوب کی زیارت ہوتی ہے۔

وہ نفس اسے دیکھ کر مطمئن ہو گیا اور نفس مطمئنہ کی بشارت پا گیا۔

؎ سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

اگر مکمل طور پر مارنا ہوتا:

گرامی حضرت! اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہوتی کہ یہ نفس مر ہی جائے تو اللہ تعالیٰ یہ طویل کلام نہ فرماتا بلکہ مختصر لفظوں میں بآسانی یہ مفہوم بیان ہو سکتا تھا کہ

''اَلنَّفْسُ تَمُوْتُ'' نفس مر جائے گا۔

یا ''کُلُّ نَفْسٍ تَمُوْتُ'' ہر نفس مر جائے گا۔

مگر یہ الفاظ نہیں فرمائے بلکہ فرمایا

کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ (پ۲۱ سورۃ العنکبوت آیت ص ۵۷)

ہر نفس موت کا ذائقہ چکھے گا۔

دو مثالیں:

غور فرمائیے!

ایک آدمی کو حکیم صاحب نے لیموں کا قطرہ چکھا دیا جو نہایت ترش ہے۔ تو کیا باقی ساری عمر وہ اس لیموں کی کھٹائی منہ میں محسوس کرتے ہوئے گزار دے گا؟

نہیں! بلکہ جب تک لیموں کا قطرہ ذائقہ دیتا رہے گا تو وہ کھٹائی محسوس کرتا رہے گا اور جب یہ ذائقہ ختم تو احساس ترشی بھی ختم۔

اسی طرح ایک آدمی نے آم کا ذائقہ چکھ لیا جب تک وہ ذائقہ موجود منہ میٹھا رہے گا۔ جب ذائقہ ختم تو احساس شیرینی بھی ختم۔

اللہ حکیم و علیم نے نفس کو موت کا ذائقہ چکھنے کا فرمایا کہ ''ہر نفس موت کا ذائقہ چکھے گا'' جب تک ذائقہ موجود رہے گا احساس موت رہے گا۔ جب ذائقہ ختم احساس بھی ختم۔

قانون پورا ہوا — ذائقہ موت چکھایا گیا

ادھر قبر میں پہنچا تو یہ احساس — ختم

یہ قبر میں پھر زندہ اور اس سے سوالات کے گئے اس نے جوابات دیئے۔

یہ مسلمان تھا پھر بھی — سوالات ہوئے

یہ ہندو تھا پھر بھی — سوالات ہوئے

یہ سکھ تھا پھر بھی — سوالات ہوئے

یہ عیسائی تھا پھر بھی — سوالات ہوئے

یہ کافر تھا پھر بھی — سوالات ہوئے

اس نے جوابات دیئے پھر بھی کوئی اسے مردہ کہے؟

اس کو قبر میں نکیرین نے اٹھا کر بٹھا لیا پھر بھی اسے کوئی مردہ کہے؟

ہر ایک اپنی قبر میں سوال کیا جائے گا اور وہ جواب دے گا۔ اولیاء و انبیاء کو مردہ تصور کرنے والو جواب تو کافر و مشرک بھی دے گا جب وہ زندہ ہیں تو اولیاء زندہ کیوں نہیں؟

میت سنتی ہے قبر میں:

میرے آقا نے فرمایا میت خفق النعال (جوتیوں کی آہٹ) سنتی ہے بلکہ امام بخاری نے باب باندھا۔

بَابُ الْمَيِّتُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ (بخاری شریف جلد اول ص ۱۷۸)

باب کہ میت البتہ جوتیوں کی آواز کو سنتی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد نبوی موجود ہے کہ

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِی قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اَنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۴)

بے شک بندہ جب قبر میں رکھ دیا گیا اور اس کے ساتھی اس سے واپس

ہوتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز کو سنتا ہے۔

تو جب ہر میت اس آواز کو سنتا ہے — وہ زندہ ہے

تو اولیائے کاملین بھی مریدوں کی آواز کو سنتے ہیں — اور وہ زندہ ہیں

حکیم الامت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

دنیا قید خانہ ہے مومن کا:

حضرات محترم! نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (ابن ماجہ شریف ص ۳۰۲)

دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت۔

تو جب اس نے موت کا ذائقہ چکھا تو اس قید خانہ سے رہائی کا پروانہ مل گیا اور وہ اس کو چھوڑ کر اپنے اصلی گھر میں لوٹ گیا جبھی تو سرکار نے فرمایا کہ

اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ وَلٰكِنْ يَّنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارِالْفَنَآءِ اِلٰى دَارِالْبَقَآءِ
(مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۱ حاشیہ ۱)

اولیاء اللہ نہیں مرتے ولیکن وہ دار فنا سے دار بقا کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ اس لیے باری تعالیٰ نے "کُلُّ نَفْسٍ نَمُوْتُ" (ہر جاندار مر جائے گا) نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ ہر جاندار موت کا ذائقہ چکھے گا۔

روزہ نہیں ٹوٹتا:

یہ علماء کرام کافی تعداد میں جلوہ افروز ہیں ان سے سوال کیجئے کہ اگر ایک عورت کا شوہر جھگڑالو ہو بات بات پہ خواہ مخواہ اپنی بیوی کو پیٹ ڈالتا ہو اور پھر رمضان کا مہینہ ہو۔ روزہ بی بی نے رکھا ہوا ہو۔ شام کو کھانا پکا رہی ہو۔ تو اس عورت کو خطرہ ہو۔ اگر نمک سالن میں زیادہ ہو گیا تو میری شامت آ جائے

گی؟

کیا ایسی عورت حالت روزہ میں سالن کا نمک چکھ سکتی ہے؟

فقہاء وعلماء نے فرمایا اگر وہ چکھ لے اور تھوک دے نگلے نہیں تو روزہ برقرار رہے گا۔

تو مسئلہ حل ہو گیا۔

اگر نمک چکھنے سے روزہ برقرار رہتا ہے نہیں ٹوٹتا

تو موت کا ذائقہ صرف چکھ لینے سے حیاتی برقرار رہتی ہے نہیں ٹوٹتی۔

؎ مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں

درحقیقت وہ کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

منکر نکیر آتے ہیں:

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا

جب تم میت کو قبر میں رکھ کے آجاتے ہو تو اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں۔ ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ وہ اس کو بٹھا کر اس سے سوال کرتے ہیں اور ان کا تیسرا سوال یہ ہوتا ہے۔

مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ تو کیا کہا کرتا تھا اس مرد کے بارے میں

عجیب منظر ہے کہ

سامنے وَالضُّحٰی کا چہرہ

سامنے وَالَّيْلِ کی زلفیں

سامنے مَا زَاغَ کا کاجل

سامنے طٰهٰ کی پیشانی

سامنے يَدُاللهِ کے ہاتھ

سامنے اَلَمْ نَشْرَحْ کا سینہ

سامنے ساقی مدینہ

اور سوال ہو رہا ہے تو کیا کہا کرتا تھا؟

كُنْتَ تَقُوْلُ ماضی بعید ہے۔

اب نہیں۔ گذشتہ زمانہ میں۔ دنیا میں تیرا ان کے بارے میں کیا عقیدہ تھا؟

اگر عاشق ہوگا:

تو میت اگر عاشقِ رسول ہے

میت اگر غلام رسول ہے

میت اگر دیوانہ محبوب ہے

تو کہے گا۔

فَيَقُوْلُ مَا كَانَ يَقُوْلُ هُوَ عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ

وہ وہی جواب دے گا جو وہ کہا کرتا تھا کہ یہ اللہ کے محبوب بندے اور اس کے رسول ہیں۔

وہ کہے گا کہ میں تو دنیا میں کہا کرتا تھا۔

میرا محبوب بے مثال ہے

میرا آقا لاجواب ہے

آپ نے دیکھا نہیں اہلسنت و جماعت دنیا میں کن عقائد کا پرچار کرتے ہیں۔

بس یہی عقائد وہ قبر میں بتائے گا۔ یہ ترمذی کی حدیث ہے کہ جب سوال ہوگا تو

فَيَقُوْلُ مَا كَانَ يَقُوْلُ (جامع الترمذی جلد اول ص ۱۲۷)

جواب دے گا جو کچھ وہ کہا کرتا تھا۔

تو ہم دنیا میں کیا اعلان کرتے ہیں؟

ہم تو شب و روز یہ عقیدہ بیان کرتے رہتے ہیں کہ دنیا والو؟

ایسا کوئی محبوب نہ ہوگا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے

ہم قبر میں یہی کہیں گے جواب کہتے ہیں کیونکہ پوچھا ہی یہی جائے گا کہ تو کیا کہا کرتا تھا ''مَا کُنْتَ تَقُوْلُ'' تو ہم آج کیا کہتے ہیں؟ یہی کہ

ہمارے آقا نور ہیں
ہمارے آقا اللہ کے محبوب ہیں

اور بقول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کہ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا دو سالا ہمارا نبی

اعلیٰ حضرت کا عشق رسول:

میرے امام اہلسنت تاجدار عاشقاں نے بوقت وصال یہ وصیت فرمائی کہ میری قبر بہت گہری بنائی جائے؟

سوال کیا گیا کیوں؟

فرمایا! میرے حبیب تشریف لائیں گے۔

احمد رضا کے آقا جلوہ افروز ہوں گے تو احمد رضا بیٹھا رہے گا؟

کیا اٹھ کر اپنے محبوب کا استقبال نہ کرے گا۔ (وصایا شریف)

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں میں گروں
فرشتے گر مجھ کو اٹھائیں تو میں ان سے یوں کہوں
ان کے پائے ناز سے میں اب فرشتو کیوں اٹھوں
مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

حضور فرماتے ہیں نکیرین قبر میں آئیں گے اور

فَیُقْعِدَانِہٖ اس میت کو اٹھا کر بٹھائیں گے

عاشق ان سے کہے گا۔

ان کے پائے ناز سے میں اب فرشتو کیوں اٹھوں
مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

فرشتو! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے
کتنی تکلیف برداشت کی ہے؟
کتنے مراحل سے گذرا ہوں؟
میں آسانی سے یہاں نہیں آگیا۔

موت کی تکلیف برداشت کی ہے

وہ تکلیف کہ جس سے انبیاء نے بھی پناہ مانگی ہے میں نے برداشت کی ہے اس محبوب کے دیدار کے لئے

مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے:

ایک حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ

جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو

مُثِّلَتْ لَہُ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوْبِهَا فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ يَقُوْلُ دَعُوْنِيْ أُصَلِّيْ (ابن ماجہ شریف مشکوۃ شریف ص۲۶)

تو اس میت کو محسوس ہوتا ہے کہ جیسے سورج غروب ہو رہا ہے تو وہ اپنی آنکھیں ملتے ہوئے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھوں گا۔

وہ دیکھو سورج غروب ہو رہا ہے
میری نماز قضا ہو رہی ہے
مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھ لوں

پہلے نماز پڑھ لوں پھر جواب بھی دے دوں گا

میرے مرشد گرامی کا ارشاد:

میرے حضور قبلہ عالم - میرے مربی - میرے آقا و مولا - میرے ملجیٰ و ماؤی - میرے ہادی و مرشد سرکار نقش لاثانی حضرت پیر سید علی حسین شاہ صاحب قدس سرہ العزیز زیب سجادہ علی پور سیداں شریف نے فرمایا کہ

قبر کیا اور نماز کیا؟

قبر میں سورج کہاں؟

قبر میں تو انسان مکلف بالشرع ہی نہیں؟

تو پھر بات کیا ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ

ادھر میت کو قبر میں رکھ کر تم واپس ہوئے

ادھر وَالضُّحٰی کے چہرے والا محبوب مدینہ سے چلا

ادھر منکر نکیر میت کے پاس پہنچے

ادھر میرے آقا بھی تشریف لے آئے

تو جب محبوب کا نورانی چمکدار چہرہ نمودار ہوا تو اس نے کہا ٹھہر جاؤ۔ جواب بعد میں دوں گا۔ میرے آقا جلوہ افروز ہو رہے ہیں۔ پہلے ان پر درود تو پڑھ لوں۔

دَعُوْنِیْ اُصَلِّیْ

کیونکہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ (پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ص۵۶)

وہاں ہے یُصَلُّوْنَ

اور یہاں ہے اُصَلِّیْ

میں درود پڑھ لوں کیونکہ جب محبوب کی آمد ہو تو درود پڑھا جاتا ہے! کیا آپ نے حدیث میں نہیں پڑھا کہ شب معراج محبوب علیہ السلام موسیٰ علی السلام کی قبر سے

گذرے تو

وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ (القول البدیع ص۱۶۸)

وہ کھڑے ہو کر درود پڑھ رہے تھے اپنی قبر میں

اسے لیے ''دَعُوْنِیْ اُصَلِّیْ'' چھوڑ دو مجھے میں درود شریف پڑھ کر اپنے آقا کا استقبال کرلوں۔

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد

میرا لاشہ بھی کہے گا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامَ

جلوۂ محبوب کو دیکھ کر وہ کہے گا

اے شہنشاہ مدینہ الصلوٰۃ والسلام

زینت عرش معلیٰ الصلوٰۃ والسلام

اگر میت مکلّف ہوتی:

اگر میت احکام شرع کی مکلّف ہوتی تو

قبر میں روزہ بھی رکھا جاتا

قبر میں اتیائے زکوٰۃ بھی ہوتی

قبر میں ادائے حج بھی ہوتا

مگر یہاں تو صرف اور صرف جلوہ محبوب ہے اور دیکھنے والا

سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت آیا تو آپ مسکرانے لگے۔ اہل وعیال رونے لگے۔ احباب گریہ کرنے لگے۔

فرمایا کیوں روتے ہو؟

کہا ایک تو آپ کی جدائی۔ دوسرے آپ کی تکلیف موت

میاں صاحب فرماتے ہیں۔

؎ قسم خدا دی تے پناہ خدا دی برے عذاب جدائیاں
پچھلے لوگ جدائیاں کولوں دیندے گئے دہائیاں
آدر داھن خالی خانے پاوچہ دخل مکاناں
محبوباں نوں وداع کریندیاں مشکل بچ دیاں جاناں

فرمایا یہ رونا دھونا بند کرو! مجھے تکلیف نہیں راحت ہے۔

؎ سختی نہیں ترع دی میرے رون والیو
دم رک گیا اے یاردے دیدار واسطے

اور

مرنے کے بعد بھی میری آنکھیں کھلی رہیں
عادت سی پڑ گئی تھی تیرے انتظار کی

میں تو اس لیے مسکرا رہا ہوں کہ اب

تم سے تو جدائی ہوگی مگر محبوب سے وصال ہوگا

مجھے تو یہ تکلیف ہزار راحتوں سے بہتر ہے کیونکہ

؎ سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں
سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

کیا کہا کرتا تھا؟:

گرامی حضرات! قبر مومن کی ہو یا کافر کی سوال یہ ہوگا۔

مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُل

کیا کہا کرتا تھا حضور کے بارے میں

پہلا سوال — مَنْ رَّبُّكَ — تیرا رب کون ہے؟

دوسرا سوال — مَا دِیْنُكَ — تیرا دین کیا ہے؟

لیکن دونوں سوالوں کے بعد تیسرا سوال کہ تو کیا کہا کرتا تھا ان کے بارے میں؟

اگرچہ دو سوالوں کا جواب دے بھی دیا کہ میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے پھر بھی تیسرا سوال کیوں؟

اس لئے کہ منافق رب کو تو مانتے ہیں۔ دین کو بھی انتے ہیں مگر عظمت رسالت کے منکر ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ۝
(پ ا سورۃ البقرہ آیت ص ۸)

یہ اللہ پر تو ایمان لے آئے۔

یوم آخرت پر ایمان لا کر دین اسلام بھی تسلیم کر لیا مگر مومن نہیں۔

اس لئے پوچھا جائے گا کہ اس محبوب کے متعلق کیا کہا کرتے تھے کہ

یہ — ہمارے جیسا ہی ہے

یہ — ہمارا بڑا بھائی ہے

ارے مولویو! بتاؤ

لمبی لمبی نمازیں پڑھنے والو — بتاؤ

ماتھے پہ محراب سجانے والو — بتاؤ

قرآن پڑھ پڑھ کر لوگوں کو سنانے والو — بتاؤ

مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُل

کیا کہا کرتے تھے اس محبوب کے بارے میں

آج یہ محبوب تمہارے سامنے ہے اور یہ نورانی چہرہ جو تم دیکھ رہے ہو بتاؤ اس

کے بارے کیا عقیدہ تھا تمہارا؟

اگر منافق ہوگا:

فرمایا:

وَاِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ فَقُلْتُ مِثْلَهٗ لَا اَدْرِیْ (جامع الترمذی جلد اول ص ۱۲۷)

اگر میت منافق ہوگا تو کہے گا۔

''جو کچھ لوگ کہتے تھے میں بھی سن کر وہی کہتا تھا۔ میں کچھ نہیں جانتا؟''

وہ کلمہ پڑھنے والا کہے گا میں کچھ نہیں جانتا؟

دنیا میں پڑھتا رہا ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ''

مگر قبر میں کہے گا ''لا ادری'' میں نہیں جانتا

فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ

پس وہ منکر ونکیر کہیں گے ہمیں معلوم تھا کہ تو یہی جواب دے گا۔

ہمیں تیرے نفاق کا علم پہلے ہی تھا؟

بے علم کہنے والو:

میرے آقا کو بے علم کہنے والو۔

یہ فرشتے اپنے علم کا اظہار کر رہے ہیں ''قَدْ نَعْلَمُ'' ہم جانتے تھے

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ

فرشتے تو کہیں ''قَدْ نَعْلَمُ'' ہم جانتے تھے

اوران کا آقا فرمائے ''لَا اَعْلَمُ'' میں نہیں جانتا

اگر فرشتے خدا کے بتانے سے جانتے ہیں تو میرا آقا بھی اسی خدا کے بتانے سے جانتا ہے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ص ۴۴)

یہ غیب کی خبروں سے ہے جو ہم آپ کو وحی کرتے ہیں۔

پھر فرشتے کہیں گے زمین سے۔

فَيُقَالُ لِلْاَرْضِ الْتَئِمِیْ عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهٗ

زمین کو کہا جائے گی سمٹ جا اس پر تو زمین سمٹ جائے گی چاروں طرف سے

فَلَا يَزَالُ فِيْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ

پھر اسے یہ عذاب دیا جاتا رہے گا حتیٰ کہ اللہ اسے (قیامت کو) یہاں سے اٹھالے گا۔ (جامع الترمذی جلد اول ص ۱۲۷)

قبر کشادہ کی جاتی ہے:

ادھر جب عاشق رسول سے یہی سوال ہوگا اور وہ جواب دے چکے گا تو اسے بھی فرشتے کہیں گے کہ ہم جانتے تھے تم یہی کہو گے۔

ثُمَّ يُفْسَحُ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِيْنَ

پھر اس کی قبر کو ستر ستر گز وسیع کر دیا جائے گا (ہر طرف سے)

قبر منور کی جاتی ہے:

ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهٗ فِيْهِ

پھر اس کو قبر میں لائٹ دے دی جائے گی

مومن کی قبر کشادہ اور منور ہو جائے گی اور وہ کہے گا

اَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِیْ فَاُخْبِرُهُمْ

میں واپس اپنے اہل کی طرف لوٹوں اور ان کو (اپنے حالات کی) خبر دوں تو وہ کہیں گے۔

نَمْ كَنُوْمَةِ الْعُرُسِ الَّذِىْ لَا يُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ (جامع الترمذی' جلد اول' ص ۱۲۷)

سو جا جیسے دلہن سو جاتی ہے کہ اسے وہی جگاتا ہے جو اسے اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے حتیٰ کہ اللہ اسے اسی ٹھکانہ سے اٹھائے گا۔

سوجا اور منتظر رہ:

گرامی حضرات! مثال دی گئی ہے کہ جیسے اس دلہن کو اس کا محبوب (شوہر) اٹھاتا ہے اور وہ ظاہراً تو سوتی مگر دراصل اس کی منتظر ہوتی ہے۔

اسی طرح فرمایا جاتا ہے کہ تو دنیا کے لئے سو جا مگر اس دلہن کی طرح اپنے محبوب کا منتظر رہ۔ یہی محبوب جس کی تو نے زیارت کی ہے تجھے اپنے دامن میں چھپالے گا۔

اک کملی والا آئے گا وچہ کملی دے آن چھپائے گا
نالے اللہ تھیں بخشائے گا پڑھ لا الہ الا اللہ

سو رہے ہیں مرے نہیں:

اس مثال سے معلوم ہوا کہ مومنین مرے نہیں سو رہے ہیں۔ ایسے ہی جیسے دلہن سوتی ہے۔

داتا صاحب اپنی قبر میں سو رہے ہیں
غوث پاک اپنی قبر میں سو رہے ہیں
تاجدار علی پور اپنی قبر میں سو رہے ہیں
اعلیٰ حضرت اپنی قبر میں سو رہے ہیں
محدث اعظم اپنی قبر میں سو رہے ہیں

امام خطابت اپنی قبر میں سو رہے ہیں

نَمْ كَنُوْمَةِ الْعُرُوْس - اسی سے لفظ عرس ماخوذ ہے اور ہم یہ عرس ہی مناتے ہیں۔

منکرین کہتے ہیں:

منکرین کہتے ہیں۔

تم نے باہر لائٹیں لگا دیں اندر کون لگاتا ہے؟
تم نے باہر چادر چڑھا دی اندر کون چڑھاتا ہے؟
تم نے باہر خوشبو سلگھا دی اندر کون سلگھاتا ہے؟
تم نے باہر دروازہ سجا دیا اندر کون سجاتا ہے؟

ہم کہتے ہیں:

ہم کہتے ہیں

یہ سب کچھ باہر تو ہم نے کیا اندر اللہ کرواتا ہے

ملاحظہ ہو حدیث پاک۔ میرے آقا نے فرمایا جب مومن صحیح جواب دے دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے جس کی ایک منادی ندا کرتا ہے کہ

اِنَّ صَدَقَ عَبْدِىْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ رُوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ (ابوداؤد شریف' مشکوٰۃ شریف' ص ۲۵)

بے شک میرے بندے نے سچ کہا اب اے فرشتو
اس کو جنت کا بستر دے دو۔
اسے جنت کا لباس پہنا دو۔
اس کے لیے جنت کا ایک دروازہ کھول دو۔

فرمایا۔ اسے جنت کی پاکیزہ خوشبو آتی رہتی ہے اور اس کی قبر حد نگاہ تک وسیع ہو

جاتی ہے۔

اندر جنت کی چادریں اللہ نے دیں — باہر چادریں ہم چڑھاتے ہیں
اندر جنت کا لباس اللہ نے دیا — باہر کا لباس ہم چڑھاتے ہیں
اندر جنت کا دروازہ ربّ نے سجایا — باہر دروازہ ہم سجاتے ہیں

اسٹیج لگا کر
شامیانے لگا
لائٹیں لگا کر
مریدین کو بلا کر
"نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ" کا اعلان عرس کی شکل میں کرتے ہیں۔
کہ یہ شادی کا دن ہے۔
یہ عرس کا دن ہے۔
یہ وصالِ محبوب کا دن ہے۔

؎ قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ کی
تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب رے نجدی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

سرکار جلوہ گر ہوتے ہیں:

گرامی حضرات!

قبر کا تیسرا سوال یہ ثابت کرتا ہے کہ حضور علیہ السلام وہاں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا "هٰذَا الرَّجُلُ" هذا اسمِ اشارہ ہے محسوس مبصر کے لئے۔ یعنی هذا اسے کہا جاتا ہے جو سامنے ہو اور محسوس ہو۔ جیسے زید کے ہاتھ میں کتاب ہے اور وہ کہتا ہے "هٰذَا كِتَابٌ" یہ کتاب ہے۔ کتاب محسوس مبصر ہے نظر بھی آرہی ہے اور محسوس

بھی ہوتی ہے۔

اسی طرح جب فرشتے کہتے ہیں "هٰذَا الرَّجُلُ" تو حضور علیہ السلام سامنے بھی ہوتے ہیں۔ نظر آتے ہیں تو ذرا غور کیجئے ایک ہی وقت میں
روزانہ کتنے آدمی مرتے ہیں؟
کہاں کہاں مرتے ہیں؟

ان سب سے سوال ہوتا ہے "مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ" ان کے متعلق تو کیا کہا کرتا تھا تو یہ حقیقت تسلیم کرنا پڑے گی۔ میرے آقا ان سب کے پاس ایک ہی وقت میں جلوہ فرما ہوتے ہیں اور حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔

مگر ملاں کی حماقت دیکھئے کہ
منکر نکیر کو تو ہر قبر میں حاضر و ناظر جانتا ہے سرکار کو نہیں
منکر نکیر کو ہر قبر کے حالات سے واقف مانتا ہے سرکار کو نہیں

ملاں کہتا ہے:

جب یہ عقیدہ بیان کیا جائے تو ملاں کہتا ہے کہ
حضور علیہ السلام ہر قبر میں تشریف نہیں لاتے بلکہ امتی کے حجات اٹھا دیئے جاتے ہیں اور وہ حضور کو اپنی قبر سے ہی دیکھ لیتا ہے۔
ذرا غور کیجئے ملاں کتنا چالاک اور عیار ہے۔
امتی کا اپنی قبر سے نبی کو دیکھ لینا تو تسلیم کرتا ہے۔ مگر
نبی کا اپنی تربت مقدسہ سے امتی کو دیکھنا تسلیم نہیں کرتا۔
اگر مانے تو ایک گنہگار کا اپنی قبر سے سرکار کو دیکھنا مان لے۔
اگر نہ مانے تو اسی سرکار کا امتی کو دیکھنا نہ مانے۔

؎ ملاں بڑا چالاک ہے ملاں بڑا مکار ہے
بے باک ہے ہوشیار ہے گستاخ ہے عیار ہے

بہر کیف یہ عقیدہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ اگر ایک گنہگار امتی کے حجابات اٹھ جائیں اور وہ آقا کو دیکھ لیتا ہے تو میرے آقا بھی اپنے غلاموں کو ملاحظہ فرما لیتے ہیں۔

پھر پینترا بدلا:

ملاں نے پھر پینترا بدلا اور کہا

نبی علیہ السلام تشریف تو نہیں لاتے۔ ہاں اپنی قبر سے بوجہ حجابات اٹھنے کے ملاحظہ فرماتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ پھر بھی ثابت ہو گیا کہ

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

پھر فریب دیا:

ملاں نے پھر فریب دیا کہ علماء کے تین اقوال ہیں۔

۱۔سرکار کی شبیہہ مبارک قبر میں دکھائی جاتی ہے۔
۲۔حجابات اٹھ جاتے ہیں۔
۳۔ضعیف قول ہے کہ سرکار تشریف لاتے ہیں۔

تینوں قول درست ہیں:

ہم کہتے ہیں کہ ہر قول اپنے اپنے مقام پر درست ہے۔

یہ بھی درست ہے کہ سرکار کی شبیہہ پیش کی جاتی ہے لیکن ان کو جو سرکار سے محبت نہیں کرتے بس مسلمانوں میں نام درج کرانے کے لیے کلمہ پڑھتے ہیں۔ عقیدہ درست نہیں رکھتے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ سرکار تشریف نہیں لاتے اور سوال ان سے بھی ہوگا لہٰذا ان کو شبیہہ ہی پیش کی جاتی ہے۔

یہ بھی ٹھیک ہے کہ امتی کے حجابات یا سرکار کے حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں لیکن یہ ان کے لیے جو سرکار سے محبت رکھتے اور مشاہدۂ جمال حبیب کا انتظار کرتے

ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ حضور ہمیں ملاحظہ فرما سکتے ہیں کیونکہ سوال وہ بھی کیے جائیں گے۔

اور یہ بھی بجا ہے کہ سرکار ہر قبر میں جلوہ گر ہوتے ہیں لیکن ان عشاقان رسالت کی قبروں میں جن کا ایمان اور عقیدہ ہے کہ

سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں
سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

عاشق اور ملاں کا فرق:

نظر ملاں کو بھی قبر میں آئیں گے لیکن یہ "لا ادری لا اذری" کے الفاظ سے اپنے عقیدہ کا اظہار کرے گا۔

نظر عشاق کو بھی آئیں گے اور وہ نعتیں پڑھتا ہوا میلاد مناتا ہوا محبوب کا استقبال کر کے اپنے ایمان کو ظاہر کرے گا۔

ملاں کہے گا میں نہیں جانتا یہ کون ہیں؟

اور عاشق کہے گا کہ میں تو کہا کرتا تھا کہ

روح کیوں ہو نہ مضطرب موت کے انتظار میں
سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

فرمایا

عاشق زندہ ہیں:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (پ۲۱ سورۃ العنکبوت آیت ۵۷)

ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

یہ علیحدہ بات ہے کہ کوئی ذائقہ چکھ کر نگل لے اور مر جائے۔

اور کوئی صرف ذائقہ چکھے اور پھر بعد میں جب ذائقہ ختم ہو تو حسب سابق زندہ رہے۔

مرجانے والے	منافق ہیں
زندہ رہنے والے	عاشق ہیں

حیاتِ طیبہ:

فرمایا فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ (پ۱۴ سورۃ النحل آیت ص ۹۷)

پھر ہم اسے حیاتِ طیبہ عطا فرما دیتے ہیں۔

یہ حیاتِ طیبہ پا کر اپنی اپنی قبروں میں سو رہے ہیں۔ جب کوئی ماننے والا جاتا ہے تو قدموں کی آہٹ سنتے ہیں اور جب قدموں کی آہٹ سنتے ہیں تو اس کی بات بھی سنتے ہیں۔

اس کا سلام بھی سنتے ہیں۔

اس کی معروضات بھی سنتے ہیں۔

اس کی سفارش بھی کرتے ہیں۔

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ"

رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ

اَحْمَدُهٗ وَاُسَلِّمُ وَاُصَلِّیْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَحَبِیْبِهِ الْكَرِیْمِ ○

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ صَدَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

درود شریف:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

کدی ساڈی وی آس پچا مدینے والڑیا

کدی ساہنوں وی درتے بلا مدنے والڑیا

سبز گنبد دے سبز منارے نور جہاں وچہ چمکاں مارے

کدی ساہنوں وی دے دکھلا مدینے والڑیا

پوریاں ہوون سبھے آساں پاون بے اولاد اولاداں

تے دے بیمار شفا مدینے والڑیا

صاحب صدر و حاضرین محفل بانی محفل شیخ الشیوخ حضرت قبلہ پیر صاحب آف دیول شریف دام فیوظہم کا ممنون و مشکور ہوں جنھوں نے اس ناچیز کو خصوصی طور پر حاضر ہونے کا حکم فرمایا اور خطیب پاکستان فاتح نجدیت حضرت علامہ مولانا اورنگ زیب صاحب آف راولپنڈی کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ناچیز کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے بہت بڑھا چڑھا کر اعلان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اس اسٹیج پر بہت سے علماء و مشائخ جلوہ افروز ہیں اور انشاء اللہ کل دن کی نشست میں مزید اکابر علماء تشریف لائیں گے۔ مجھے حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ تجھے خلافت سے اس لئے نوازا تھا کہ تجھ سے ایک خصوصی خطاب سننا ہے۔ لہٰذا تم ''روضۃ من ریاض الجنۃ'' حدیث پاک پر بیان کرو چنانچہ میں نے یہ حدیث پڑھ تو دی ہے۔ اب میرا مرشد لاثانی علی پور علیہ الرحمۃ عزت رکھنے والا ہے۔

مرشد دا احسان میرے تے اوہ سارلوے محتاجاں
اوہ رکھوالا جان میری دا او سے نوں سب لاجاں

گرامی حضرات! یہ حدیث پاک جس میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیت مشرفہ اور منبر مبارکہ کا ذکر فرمایا ہے۔ الفاظ کے لحاظ سے بہت مختصر اور معانی و مطالب کے لحاظ سے بہت مفصل ہے جس میں عشق و محبت کے سمندر موجزن ہیں۔

حدیث پاک کا آخری لفظ ہے جنت۔

لفظ جنت:

بڑا پیارا لفظ ہے۔

جتنا پیارا ہے اتنا ہی آسان لفظ ہے جنت۔

اگر آپ ایک چھوٹے سے بچے کے سامنے یہ لفظ بولیں تو وہ اس کے مفہوم کو فوراً سمجھ لے گا۔

بی اے ایل ایل بی کے سامنے بولا جائے تو وہ بھی اس لفظ کو سنتے ہی اس کے مفہوم سے آگاہ ہوگا۔

کسی عالم کے سامنے اس لفظ کو رکھو تو وہ اس لفظ کے معنی اور مفاہیم پر عبور رکھتا ہوگا۔

اگر کسی عام آدمی سے پوچھو کہ جنت کیا ہے تو وہ بھی اس سے واقفیت رکھتا ہوگا۔

بڑا سادہ سا لفظ ہے۔

بڑا میٹھا سا لفظ ہے۔

بڑا خوبصورت سا لفظ ہے۔ جنت

ہر آدمی کی خواہش جنت:

دنیا کے ہر آدمی کی خواہش ہے کہ میرا ربّ کریم مجھے جنت عطا فرمائے۔ میں نے ابھی صرف خواہش کا اظہار کیا ہے تو آپ سب نے بلند آواز سے آمین کہہ دیا ہے۔ ابھی میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ سب کی بھی آرزو ہے مگر آپ سب نے کہا آمین۔

مطلب یہ ہے کہ حصول جنت کے لئے ہر آدمی جلدی میں ہے اور جلدی میں ہونا بھی چاہئے۔ کیونکہ جنت گستاخوں کے لئے تو بنی نہیں کافروں کے لیے بھی نہیں اور منافقوں کے لیے بھی نہیں۔

جنت بنی ہی نبی کے غلاموں۔ عاشقوں اور دیوانوں کے لیے ہے۔ اس لئے انہیں تو جلدی کرنی چاہیے۔ گرامی حضرات! ہر آدمی جنت کا متمنی اور تقاضا کرنے والا اور اس کی خواہش ہے اور دلی تمنا و آرزو کہ اے مولا مجھے جنت عطا فرما۔ مگر آج تک نہ تو جنت کسی نے دیکھی نہ ہی میں نے اس کا مشاہدہ کیا۔

جنت کا لفظ سنا۔

اس کے معانی سنے۔

اس کا مفہوم سنا۔

قرآن میں پڑھا۔

حدیث سے سمجھا۔

اولیاء سے سنا۔

صحابہ واہل بیت سے سنا۔

خود بیان کیا اور آپ سے سنا۔

جنت دیکھی نہیں مگر خواہش ہر انسان کی ہے کہ یا ربِ کریم مجھے جنت عطا فرما۔

میں تمہیں جنت دکھاتا ہوں:

اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پنڈی والو! ایک جنت تو وہ ہے جو آپ سنتے ہیں۔ کتابوں میں پڑھتے ہیں۔ اس کے فضائل سنتے ہیں اور تمنا کرتے ہیں۔ آرزو کرتے ہیں کہ اللہ وہ جنت تمہیں عطا فرمادے۔ اور اگر تم نقد جنت دیکھنی چاہتے ہو تو پھر اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ذہن بنا لو۔ آمادہ ہو جاؤ۔ تصور کر لو۔ خیال پکا لو تو بس تھوڑی سی تیاری کرنے کی تمہیں ضرورت ہے۔ جنت تمہیں میں دکھا دیتا ہوں۔

میں جسے چاہوں جنت دے دوں:

میں کوئی مجبور نبی نہیں ہوں۔ مجھے اختیار ہے جسے چاہوں صرف جنت ہی نہ دِکھاؤں بلکہ اس دیکھنے والے کو جنتی بنا دوں۔ یہ میری مرضی ہے کہ میں فرمادوں۔

عشرۂ مبشرہ:

ابوبکر جنتی۔ عمر جنتی۔ عثمان جنتی۔ علی جنتی۔ طلحہ جنتی۔ زبیر جنتی

سعد جنتی۔ سعید جنتی۔ عبدالرحمٰن ابن عوف جنتی۔ ابوعبیدہ بن الجراح جنتی

یہ میں نے بنائے ہیں۔

سمجھ رہے ہیں نا آپ بڑی آسان سی بات ہے۔ مختار نبی علیہ السلام نے ان دس آدمیوں کو جنتی قطعی قرار دیا جو صحاح کی روایات میں موجود ہے۔ اسی طرح میں جس جگہ چاہوں جنت بنا دوں۔

دیکھیں۔

دیوبندی بیچارے جنت کے لیے دوڑے پھرتے ہیں

بریلویوں کا تقاضہ ہے یا اللہ ہمیں جنت عطا فرما

اولیاء کرام جنت کی تلاش میں سرگرداں ہیں

دنیا کا ہر کلمہ گو مسلمان کوئی ایسا نہ ہوگا جو جنت کے لیے متمنی۔ تقاضہ کرنے والا۔ آرزو رکھنے والا اپیلی کیشن دینے والا۔ استدعا کرنے والا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے پیارے محبوب ان تیرے غلاموں اور دیوانوں کے ساتھ جنت کا وعدہ میں نے کیا ہے اور یہ وعدہ بھی ہے ان ایمان والوں کے ساتھ۔

جنت کا وعدہ:

میرا جنت کا وعدہ ہے مگر ۔۔۔ تیرے عاشقوں کے ساتھ

میرا جنت کا وعدہ ہے مگر ۔۔۔ تیرے محبت رکھنے والوں کے ساتھ

میرا جنت کا وعدہ ہے مگر ۔۔۔ تیرے فقیروں کے ساتھ

میرا جنت کا وعدہ ہے مگر ۔۔۔ تیرے گداؤں کے ساتھ

میرا جنت کا وعدہ ہے مگر ۔۔۔ تجھ پر تن من دھن قربان کرنے والوں کے ساتھ

میرا جنت کا وعدہ ہے مگر ۔۔۔ تیرے دشمنوں کی سرکوبی کرنے والوں کے ساتھ

میرا جنت کا وعدہ ہے مگر ۔۔۔ عظمت صحابہ کا ڈنکہ بجانے والوں کے ساتھ

میرا جنت کا وعدہ ہے مگر ۔۔۔ عصمت اہل بیت کا پھریرا لہرانے والوں کے ساتھ

میرا جنت کا وعدہ ہے مگر ۔۔۔ اولیاء کاملین کا دامن تھامنے والوں کے ساتھ

پورا کروں گا:

ان سب سے میں اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گا لیکن میں نے ان کو لمبی تاریخیں دینی ہیں۔ قیامت کے دن

حشر ہوگا۔

نشر ہوگا۔

حساب و کتاب ہوگا۔

میزان و پل صراط سے گزرنا ہوگا۔

ان مولویوں۔مفتیوں۔واعظوں۔عابدوں۔زاہدوں۔مفسروں اور محدثوں کو اور کائنات کے تمام انسانوں کو۔

پہلے موت کا ذائقہ چکھنا ہوگا۔

پھر قبروں میں جانا ہوگا۔

پھر محشر میں آنا ہوگا۔

جنت ضرور دوں گا مگر یہ تمام مراحل طے کروا کے طویل ترین تاریخیں ڈال کر۔ لمبے سفر کروا کے۔

صدیق و فاروق:

مگر اے محبوب! یہ تیرے جو دو دوست ہیں۔

یہ تیرے جو دو یار ہیں۔

یہ تیرے جو دو پیارے ہیں۔

جنہیں ابوبکر و عمر کہا جاتا ہے۔

ان سے میں ادھار نہیں کرتا۔ ان کو تاریخیں نہیں دیتا۔ ان کے ساتھ نقد وعدہ ہے کہ

حشر بعد میں۔

نشر بعد میں۔

حساب و کتاب بعد میں۔

پل صراط و میزان بعد میں۔

جنت کا قیام بعد میں ہوگا۔

مگر صدیق و فاروق کو میں جنت پہلے ہی الاٹ کرنے لگا ہوں۔

سمجھ گئے نا آپ۔

بڑی ساری سی بات ہے۔

بڑی سیدھی سی بات ہے۔

کوئی جھگڑا نہیں۔

کوئی مناظرہ نہیں۔

کوئی مجادلہ نہیں۔

مولویوں کو موت پہلے جنت	بعد میں
مولویوں کا حساب کتاب پہلے جنت	بعد میں
مولویوں کو قبر پہلے جنت	بعد میں
مولویوں کو حشر نشر پہلے جنت	بعد میں
لیکن صدیق اکبر کو جنت پہلے	یہ سب کچھ بعد میں
فاروق اعظم کو جنت پہلے	یہ سب کچھ بعد میں

یہ کون سی جنت ہے؟:

یا اللہ یہ جنت کون سی ہے جو ان کو ملے گی؟ جو ان کو الاٹ ہوگی؟

فرمایا میرے حبیب نے الاٹ کرنی ہے اس سے پوچھ لے۔ میں نے اپنے آقا سے پوچھا تو جواب ملا۔ آ میں تجھے نقشہ کھینچ کر بتا دوں۔ آ آ میں تجھے اس جنت

کا حدود اربعہ سمجھا دوں۔ فرمایا کہ

میرا گھر:

مَابَیْنَ بَیْتِیْ

اٹھا پیمانے ۔ گز اٹھا اور ناپ لے اگر ناپ سکتا ہے تو ۔ میں تجھے جنت کی جگہ بتانے لگا ہوں اس کا ایڈریس سمجھانے لگا اور تجھے وہ دکھانے لگا ہوں کیونکہ وہ جنت میں ہے۔

نہ تو تم سے — الاٹ کروائی ہے — نہ کسی مفتی سے
نہ کسی فرقے سے — الاٹ کروائی ہے — نہ کسی ملاں سے

الاٹ کرنے والا الاٹ کر کے پرچی مجھے دے چکا ہے اور اگر تو ناراض نہ ہو تو سیٹیں بھی ریزرو ہو چکی ہیں۔

مَابَیْنَ بَیْتِیْ — یہ ہے میرا گھر

ناپ اور میرے گھر سے شروع ہو جا۔

بَیْتِیْ — میرا گھر بھی شامل

گھر کے تمام حجرے بھی شامل۔
گھر کے تمام رہنے والے بھی داخل۔

آ تجھے اپنا گھر دکھاؤں:

کوئی کتابوں کی ضرورت نہیں ۔ ہمارے ساتھ جھگڑا نہ کیا کر ۔ میں تجھے کتابیں نہیں دکھاتا ۔ میں تو مصطفیٰ پیارے کے روضہ اطہر کے تالے کھول کر اس کی زیارتیں کرواتا ہوں۔

فرمایا: بَیْتِیْ آ تجھے میں اپنا گھر دکھاؤں

ایک گھر ہے کسی — مولوی کا
ایک گھر ہے کسی — پیر کا

ایک گھر ہے کسی — محدث کا
ایک گھر ہے کسی — مفسر کا
ایک گھر ہے کسی — خطیب کا
ایک گھر ہے کسی — ادیب کا
ایک گھر ہے کسی — فصیح کا
ایک گھر ہے کسی — بلیغ کا
ایک گھر ہے کسی — لیڈر کا
ایک گھر ہے کسی — گورنر کا
ایک گھر ہے کسی — وزیر کا
ایک گھر ہے کسی — تاجر کا
ایک گھر ہے کسی — زاہد کا
ایک گھر ہے کسی — عابد کا
ایک گھر ہے کسی — فرمانروا کا
ایک گھر ہے کسی — بادشاہ کا

نہیں نہیں ۔ ایک گھر ہے کسی صحابی کا ۔ اسے بھی رہنے دے اور دیکھ کہ

ایک گھر ہے — آدم علیہ السلام کا
ایک گھر ہے — ابراہیم علیہ السلام کا
ایک گھر ہے — زکریا علیہ السلام کا
ایک گھر ہے — حسن کے بادشاہ یوسف علیہ السلام کا
ایک گھر ہے — موسیٰ علیہ السلام کا
ایک گھر ہے — عیسیٰ علیہ السلام کا
اور ایک گھر ہے — بَیْتِیْ میرا گھر

میں آج تجھے اپنے گھر لے جانا چاہتا ہوں۔ اس کی سیر کروانا چاہتا ہوں۔ اس کا ایڈریس بتانا چاہتا ہوں۔ اس کا حدود اربعہ سمجھانا چاہتا ہوں۔

یا رسول اللہ! یہ آپ کا گھر ہے؟

فرمایا: بَیْتِیْ -میرا گھر ہے- ناپ جنت کی زمین کو اور شروع ہو جا۔

میرے گھر کی دیواروں سے شروع ہو جا۔

ان کھجور کی چھتوں سے شروع ہو جا۔

ان کھجور کی چٹائیوں سے شروع ہو جا۔

ان کھجور سے بھرے ہوئے تکیوں سے شروع ہو جا۔

جس کونڈے میں عائشہ آٹا گوندھتی ہیں اس کونڈے سے شروع ہو جا۔

جس چکی میں فاطمہ آٹا پیستی ہے اس چکی سے شروع ہو جا۔

ان مٹی کے کچے برتنوں سے شروع ہو جا۔

جہاں میں اپنے حسنین کی سواری بنتا ہوں اس جگہ سے شروع ہو جا۔

اس مصلے سے شروع ہو جا جس پر میں تہجد کی نماز پڑھتا ہوں اور عائشہ جس پر سر رکھ کر لیٹی ہوتی ہے۔

یہاں پہرے دار رحمان ہے:

یہ سب کچھ میرا گھر ہے میرا

''مَابَیْنَ بَیْتِیْ''

یا اللہ! یہ تیرے محبوب کا گھر ہے؟

فرمایا! مولوی یہ میرے محبوب کا گھر ہے۔

تیرے گھر کا پہرے دار — تیرا شاگرد ہوگا

تیرے گھر کا پہرے دار — تیرا مرید ہوگا

تیرے گھر کا پہرے دار — تیرا ملازم ہوگا

تیرے گھر کا پہرے دار — تیرا ساتھی ہوگا

تیرے گھر کا پہرے دار — تیرا رفیق ہوگا

تیرے گھر کا پہرے دار — تیرا بھائی ہوگا

تیرے گھر کا پہرے دار — تیرا بیٹا ہوگا

تیرے گھر کا پہرے دار ہے — پٹھان

محبوب کے گھر کا پہرے دار ہے — رحمان

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (پ ۶ سورۃ المائدہ آیت ص۶۴)

اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچا کر رر کھے گا۔

یہ میرا گھر ہے:

فرمایا یہ میرا گھر ہے۔ بَیْتِیْ

یہ چھوٹی چھوٹی چھتوں والا — یہ میرا گھر ہے

یہ چھوٹی سی دہلیز والا — یہ میرا گھر ہے

یہ چھوٹی سی چکی والا — یہ میرا گھر ہے

یہ کچے سے پیالوں والا — یہ میرا گھر ہے

یہ کنکریوں کے فرش والا — یہ میرا گھر ہے

یہ کھجور کی چٹائیوں والا — یہ میرا گھر ہے

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ — یہ میرا گھر ہے

اس گھر سے شروع ہو جا- اس کی دیواروں سے شروع ہو جا- پھر کیا کروں یا رسول اللہ؟

فرمایا تو میرا امتی ہے ذرا ناپنا شروع کر دے۔ گز کے ساتھ- پیمانوں کے ساتھ- ہاتھوں کے ساتھ ناپ ذرا جنت کی زمین ناپ۔

بَیْتِیْ- میرے گھر سے شروع ہو جا- یا رسول اللہ کہاں تک آؤں؟

فرمایا مِنۡبَرِیۡ - میرے منبر تک آجا - ناپ لے منبر تک ۔

گھر بھی　　شامل

ممبر بھی　　شامل

یا رسول اللہ! میں نے ناپ لیا۔

یہ گھر سے منبر تک کی جگہ کیا ہے؟

اس کا ایڈریس کیا ہے؟

اس کا عنوان کیا ہے؟

اس کا پتہ کیا ہے؟

اگر میں نے معلوم کرنا ہو تو کیا کہوں کہ میں نے فلاں جگہ جانا ہے! کیا نام لوں۔

فرمایا کہ رَوۡضَۃٌ مِّنۡ رِّیَاضِ الۡجَنَّۃِ

یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

جس نے جنت دیکھنی ہو:

جس نے جنت دیکھنی ہو اسے دور جانے کی ضرورت نہیں۔ طویل مسافت کاٹنے اور لمبا سفر کرنے کی ضرورت نہیں۔

سیدھا ریلوے اسٹیشن سے گاڑی پر بیٹھ کر آجائے　　کراچی

کراچی سے ہوائی جہاز پر بیٹھ کر آجائے　　جدہ

جدہ سے کار پر بیٹھ کر آجائے　　مدینہ منورہ

مدینہ منورہ سے سیدھا آجائے　　میری مسجد میں

بڑے ادب سے۔

نگاہیں نیچی کر کے۔

باوضو ہو کر۔

عطر لگا کر۔

ادھر ادھر نہ جائے بس۔

میرے گھر آجائے:

مَا بَیۡنَ بَیۡتِیۡ وَ مِنۡبَرِیۡ رَوۡضَۃٌ مِّنۡ رِّیَاضِ الۡجَنَّۃِ (بخاری شریف، جلد اول، ص ۱۵۹)

میرا گھر - میرا منبر دونوں کے درمیان جنت ہے۔

جو گھر کے اندر ہیں وہ بھی　　جنت والے

جو منبر کے اوپر ہیں وہ بھی　　جنت والے

اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی علیہ الرحمۃ کی روح کو وجد آگیا اور نقشہ کشی فرما دی کہ

؎ اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

صدیق و فاروق　　گھر میں　　اس لئے جنت والے

صدیق و فاروق　　منبر پر　　اس لئے جنت والے

؎ اس گنبد خضریٰ میں رحمت کے خزینے ہیں
جب نظر پڑی میری دو یار نظر آئے

فرمایا کہ رَوۡضَۃٌ مِّنۡ رِّیَاضِ الۡجَنَّۃِ

یہ جنت کا باغ ہے۔ ذرا خیال کرنا پنڈی والو۔

یہ کسی دنیادار کا گھر نہیں:

یہ کسی مولوی کا گھر نہیں

ذرا ٹھہر جانا۔

یہ کسی　　پیر کا گھر نہیں

یہ کسی　　پولیس والے کا گھر نہیں

یہ کسی لائن لارڈ کا گھر نہیں

یہ کسی تاجر کا گھر نہیں

یہ کسی عابد کا گھر نہیں

یہ کسی امیر کا گھر نہیں

یہ کسی وزیر کا گھر نہیں

یہ میرا گھر ہے:

یہ میرا گھر ہے بَیْتِیْ

یہ یَدُاللّٰہِ والے کا گھر ہے

یہ مِنَ اللّٰہِ والے کا گھر ہے

یہ مَعَ اللّٰہِ والے کا گھر ہے

یہ وَجْہِ اللّٰہِ والے کا گھر ہے

یہ لِسَانُ اللّٰہِ والے کا گھر ہے

یہ اُذُنُ اللّٰہِ والے کا گھر ہے

یہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ والے کا گھر ہے

یہ حُجَّۃُ اللّٰہِ والے کا گھر ہے

یہ ہِدَایَتُ اللّٰہِ والے کا گھر ہے

یہ عَنَایَتُ اللّٰہِ والے کا گھر ہے

یہ سِرُّ اللّٰہِ والے کا گھر ہے

یہ نُوْرُ اللّٰہِ والے کا گھر ہے

یہ لَوْلَاکَ والے کا گھر ہے

یہ مَازَاغَ والے کا گھر ہے

یہ وَالضُّحٰی والے کا گھر ہے

یہ وَالَّیْلِ والے کا گھر ہے

یہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی والے کا گھر ہے

یہ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی والے کا گھر ہے

یہ اَلَمْ نَشْرَحْ والے کا گھر ہے

یہ یٰسِیْن والے کا گھر ہے

یہ مُزَمِّل والے کا گھر ہے

یہ مُدَثِّر والے کا گھر ہے

یہ فَاطِمَۃ کے بابل کا گھر ہے

یہ حَسْنَیْنُ کے نانا کا گھر ہے

بَیْتِیْ - یہ مصطفٰے علیہ السلام کا گھر ہے۔ ذرا خیال سے آنا اس گھر میں

بلا اجازت کوئی:

آدم علیہ السلام بھی بلا اجازت نہیں آسکتے

نہیں جا سکتا:

نوح علیہ السلام بھی بلا اجازت نہیں آسکتے

ابراہیم علیہ السلام بھی بلا اجازت نہیں آسکتے

اسماعیل علیہ السلام بھی بلا اجازت نہیں آسکتے

یوسف علیہ السلام بھی بلا اجازت نہیں آسکتے

موسیٰ علیہ السلام بھی بلا اجازت نہیں آسکتے

عیسیٰ علیہ السلام بھی بلا اجازت نہیں آسکتے

حکم خداوندی ہے کہ

لَاتَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ (پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ص۵۳)

نبی کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہ ہونا۔

یہ جبرائیل کھڑے ہیں دروازہ پر:

دیکھ ذرا یہ دروازہ پر کون کھڑا ہے۔

یا رسول اللہ! یہ نوریوں کا سردار- بیت المعمور کا خطیب- ملائکہ کا امام- رسل ملائکہ کا سردار تمام آسمان کتابوں کا حافظ- تمام انبیاء کا صحابی- سدرۃ المنتھی کا مکین- حامل وحی خدا جبرائیل ہے۔

جبریل یہاں کیوں کھڑے ہو؟

اندر کیوں نہیں جاتے؟

جواب آیا! جب تک اندر والا اجازت نہ دے میں اندر نہیں جاسکتا۔

اجازت ملے گی تو جائے گا ورنہ کوئی نہیں جاسکتا۔

یہ عزرائیل اجازت طلب کرتے ہیں:

یہ عزرائیل علیہ السلام ہیں۔ تین مرتبہ اجازت مانگتے ہیں مگر اجازت نہیں ملتی۔

اے عزرائیل! تو نے تو کبھی کسی سے اجازت طلب نہیں کی۔ اب بار بار کیوں اجازت مانگتے ہو؟

فرمایا مولوی! تجھے پتہ نہیں یہ مصطفیٰ کا گھر ہے۔ بَیْتِی میرا گھر

ادھر حکم خدا ہے

ادھر بیت مصطفیٰ ہے

بے اجازت ان کے گھر جبریل بھی آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدرو شان اہل بیت

اجازت ضروری ہے:

گرامی حضرات!

کسی کے گھر جانا چاہو تو پہلے پہریدار کی اجازت ضروری پھر مالک مکان کی۔

اس جنت کے باغ کا- اس رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ کا- اس عائشہ کے حجرے کا۔

پہرے دار — خدا

مالک مکان — مصطفیٰ

میں مناظرہ مجادلہ کیوں کروں؟:

اب میں کسی سے مناظرہ کیوں کروں؟

میں کسی کو گالی کیوں دوں؟ میں کسی پر تبرہ کیوں کروں؟ میں کسی پر سب دشتم کیوں کروں؟ میں کسی پر لعنت کیوں بھیجوں؟ میں ماتھا کیوں پیٹوں؟ سر کیوں پھاڑوں؟ اپنے منہ پر تھپڑ کیوں ماروں؟ میں جزع فزع کیوں کرو؟ مجھے اس کی کیا ضرورت ہے اس لیے کہ جب میں اس ریاض الجنۃ میں جا کر محبوب کے پڑوس میں دیکھتا ہوں تو وہاں اندر جو نظر آتے ہیں وہ میرے ہیں۔ میرے محبوب کے ساتھ اندر جو لیٹے ہوئے ہیں وہ میرے ہی مقتدا و پیشوا ہیں۔

شان صدیق و فاروق دا کیہہ دساں کیتا اللہ نے جہناں دا اچا نشاں
سبز گنبد دے اندر جو بچدی سی تھاں کملی والے دے یاراں دے کم آ گئی

اس لیے مجھے کوٹنے پیٹنے لعنت بھیجنے تبرا کرنے کی کیا ضرورت- یہ کام تو وہ کریں جو جوار مصطفیٰ کے خوش نصیبوں سے بغض رکھتے ہیں۔ صدیق و فاروق سے عداوت رکھتے ہیں۔

بغض ہو جس سینے میں صدیق اور فاروق کا
ہے مناسب ایسا سینہ رات دن پٹتا رہے

جو دھونس سے آئے:

فرمایا

گھر میرے محبوب کا — پہرا میرا

اب یہاں جو دھونس سے داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔

طاقت کے بل بوتے پر اندر آنا چاہے گا۔

اسلحہ کے زور پر اندر آنا چاہے گا۔

میں ٹخنے توڑ دوں گا۔ زمین میں دھنسا دوں گا کیونکہ پہرا میرا۔

شب ہجرت:

شب ہجرت یہ ساری گستاخ اینڈ کمپنی سب گستاخان رسالت پروگرام بنا کے آئے کہ پہلے تو

ہم نے ان کے گلے میں ٹپکا ڈالا	یہ باز نہ آئے
ہم نے ان کے راستے میں کنڈے بچھائے	یہ باز نہ آئے
ہم نے ان کے اوپر اوجھ پھینکی	یہ باز نہ آئے
سر بازاران کو مارا پیٹا	یہ باز نہ آئے
جوانوں سے ان پر پتھراؤ کروایا	یہ باز نہ آئے
شعب ابی طالب میں محصور رکھا	یہ باز نہ آئے

بس آج ان کو (معاذ اللہ) قتل کر دینا ہے۔ قتل کے ارادہ سے آئے قریش کے روسا

قتل کے ارادہ سے آئے	مکہ کے سربراہ
قتل کے ارادہ سے آئے	گستاخان مصطفےٰ
قتل کے ارادہ سے آئے	تلواروں والے
قتل کے ارادہ سے آئے	طاقت والے
قتل کے ارادہ سے آئے	دولت والے
قتل کے ارادہ سے آئے	کلوں والے

اللہ نے فرمایا خبردار آگے مت بڑھنا کیونکہ

گھر مصطفےٰ کا ہے	پہرہ خدا کا ہے

بڑھو آگے:

میں نے عالم تصور کیا۔

اے ابوجہل اور اس کی پارٹی والو۔

اے عتبہ شیبہ ابولہب اینڈ کمپنی والو۔

بڑھو آگے۔ تمہیں کس نے روکا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی دیواریں ہے پھلانگ لو انہیں اور چلے جاؤ اندر۔ تھوڑا سا ہاتھ بڑھاؤ تو چھت تک پہنچتا ہے جانا کوئی مشکل تو نہیں پھلانگ لو۔

طاقت والے	تم
دولت والے	تم
اسلحہ والے	تم
مکہ کے رئیس	تم
قریش کے سردار	تم
گستاخوں کے امیر	تم
باطل کے اسیر	تم

بڑھو اور پھلانگ لو دیواریں۔ اندر تو صرف مصطفےٰ ہی ہے یا مرتضیٰ چلے جاؤ اور کام انجام دو اپنا؟ آواز آتی ہے خبردار جو ایک قدم بھی آگے بڑھا ذرا دیکھ کے آنا اور خیال کر کے آنا کیونکہ پہرا میرا۔ حضرت علی نے دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ دشمن آ گئے۔ فرمایا تم گھبراؤ مت یہ تو اب آئے ہیں بچانے والا پہلے موجود ہے کیونکہ پہرا اس کا۔ (پ۱۰ سورۃ التوبہ آیت)

پیچھے لگ گئے تو صدیق اکبر نے عرض کیا حضور یہ قریب پہنچ گئے ہیں فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا یہ تو بعد میں آئے ہیں اللہ پہلے ہمارے ساتھ ہے کیونکہ پہرا اس

کا۔

اس کے ساتھ اللہ ہے:

اوہ بے ایمانو بڑھو۔ آگے تم کہتے ہو یہ اکیلا ہے۔ تم سمجھتے ہو تنہا ہے مگر یہ تنہا نہیں اس کے ساتھ اللہ ہے اور وہ فرماتا ہے کہ پہرا میرا۔

یہ اکیلا نہیں اس کے ساتھ وہ ہے جس کی شان یہ ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(پ ۲۹ سورۃ الملک آیت ص ۱)

تو پھر

وہ ڈراتا ہوا وحدت کا دم بھرتا ہوا نکلا
تلاوت سورۂ یٰسین کی کرتا ہوا نکلا
کھنچی ہی رہ گئیں خونخوار خوں آشام شمشیریں
کسی نے کھینچ دی ہوں جس طرح کاغذ کی تصویریں

محبوب ان کو نظر نہ آئے:

میرے آقا علیہ السلام ان کے درمیان سے نکلے مگر اس قادر و قیوم پہرے دار نے اس وقت ان کی آنکھیں ہی اندھی کر ڈالیں کہ انہیں نظر نہ آئے۔

اگر حاضر ناظر ہیں تو دکھاؤ:

آج کہا جاتا ہے کہ اگر نبی حاضر و ناظر ہیں تو دکھاؤ۔

ہم کہتے ہیں اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ "بیٹا باپ کا راز ہوا کرتا ہے تو جب۔

ابوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے:

باپوں کو نظر نہ آئے حالانکہ درمیان سے گذرے تو بیٹوں کو کیسے نظر آ سکتے ہیں؟

ابوجہل کو نظر نہ آئے حالانکہ درمیان سے گزرے تو اس کی نسل کو کیسے نظر آ سکتے

ہیں؟

ابولہب کو نظر نہ آئے حالانکہ درمیان سے گزرے تو اس کی اولاد کو کیسے نظر آ سکتے ہیں؟

عتبہ کو نظر نہ آئے حالانکہ درمیان سے گزرے تو اس کی ذریت کو کیسے نظر آ سکتے ہیں؟

شیبہ کو نظر نہ آئے حالانکہ درمیان سے گزرے تو اس کے ماننے والوں کو کیسے نظر آ سکتے ہیں؟

یہ جمال تو صدیق دیکھے
یہ حسن تو فاروق دیکھے
یہ رخسار تو عثمان دیکھے
یہ چاند سا چہرا تو حیدر دیکھے

کیونکہ

صدیقوں سے محبوب چھپائے نہیں جاتے

اور

بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

یہ دیکھ ہی نہیں سکتے:

قرآن نے نقشہ کشی کی کہ جب محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو یہ بے ایمان دیکھنا بھی چاہیں تو دیکھ نہیں سکتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَی الْهُدٰی لَا یَسْمَعُوْا وَتَرٰىهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ وَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ○ (پ ۹ سورہ الاعراف آیت ص ۱۹۸)

اور اگر تم بلاؤ انہیں ہدایت کی طرف تو وہ نہ سنیں گے اور تو دیکھے گا انہیں کہ دیکھ رہے ہیں تیری طرف حالانکہ انہیں کچھ نظر نہیں آتا۔

"ان کی مصنوعی آنکھیں آپ کی طرف کھلی ہوئی تو ہیں لیکن ہیں بے نور انہیں دکھائی کچھ نہیں دیتا" (تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم ص ۱۱۷)

آپ ہدایت کی طرف بلاتے ہیں تو سنتے نہیں تو جب ہدایت نہیں سنتے تو ان کو نور نہیں ملتا اور جب نور نہیں تو نظر کیسے؟

یہ نسل قیامت تک یونہی بھٹکتی رہے گی کیونکہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ

نبی ہدایت نہیں دے سکتے۔

ہدایت کا نور تو اسے ملتا ہے جسے مصطفٰے عطا فرمائیں۔

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا

جب آپ ہدایت کی طرف بلائیں تو یہ نہیں سنیں گے۔

تو جب نہیں سنیں گے تو یہ نور نہیں پائیں گے اور جب یہ نور نہ ہوگا تو باوجود آپ کو دیکھنے کے۔

وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

یہ آپ کو نہیں دیکھتے۔

آپ ان کے درمیان میں   بھی ہوں
انہیں ہدایت کی تلقین بھی   فرمائیں
یہ آپ کی طرف تکتے بھی ہوں   مگر پھر بھی

وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

یہ آپ کو دیکھ نہیں پائیں گے۔

آپ کو فی الحقیقت دیکھنا ہے تو   چشم بلال چاہیے
آپ کو فی الحقیقت دیکھنا ہے تو   صحابہ کی آنکھ چاہیے

اندر وہی جائے گا جسے اجازت ہوگی:

عرض کر رہا تھا کہ یہاں اندر وہی جائے گا جسے اجازت ہوگی۔ اگر سعودی

فرمانروا بھی چاہیں تو اندر دفن نہیں ہو سکتے بلکہ

کوئی ولی   اندر دفن نہیں ہوسکتا
کوئی غوث   اندر دفن نہیں ہوسکتا
کوئی قطب   اندر دفن نہیں ہوسکتا
کوئی ابدال   اندر دفن نہیں ہوسکتا
کوئی اوتاد   اندر دفن نہیں ہوسکتا
کوئی امام   اندر دفن نہیں ہوسکتا
کوئی شہید   اندر دفن نہیں ہوسکتا
کوئی صالح   اندر دفن نہیں ہوسکتا
کوئی بادشاہ   اندر دفن نہیں ہوسکتا
کوئی وزیر   اندر دفن نہیں ہوسکتا
کوئی امیر   اندر دفن نہیں ہوسکتا
کوئی سفیر   اندر دفن نہیں ہوسکتا
بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی نبی بھی   اندر دفن نہیں ہوسکتا

کیونکہ سیٹیں ریزرو ہو چکی ہیں بس ایک ہی سیٹ خالی ہے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلوہ افروز ہوں گے اور ان کا مزار اقدس بنے گا۔

کسی کو اجازت نہیں سوا   عیسیٰ علیہ السلام

حجرہ عائشہ اور تین چاند:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

رَاَيْتُ ثَلٰثَةَ اَقْمَارٍ سُقُوْطًا فِيْ حُجْرَتِيْ فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ لِيْ يَا عَآئِشَةُ لَيُدْفَنَنَّ فِيْ بَيْتِكَ ثَلٰثَةٌ هُمْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ

فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُفِنَ فِيْ بَيْتِيْ قَالَ لِيْ اَبُوْبَكْرٍ هٰذَا وَاحِدٌ مِّنْ اَقْمَارِكِ وَهُوَ خَيْرُهُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (دلائل الخیرات، ص ۲۲۱-۲۲۲ مطبوعہ لاہور)

میں نے دیکھا تین چاندوں کو کہ وہ میرے حجرے میں گرے ہیں۔ میں نے اپنا خواب حضرت ابو بکر سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ تمہارے گھر میں تین ایسے اشخاص دفن کئے جائیں جو تمام اہل زمین سے بہتر ہوں گے پس جب وصال فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضور کو میرے گھر میں دفن کیا گیا تو مجھے ابو بکر نے کہا۔

تیرے چاندوں میں سے ایک یہ ہے اور وہ ان سے بہتر ہے۔

اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ

دُفِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّهْوَةِ وَدُفِنَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُفِنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عِنْدَ رِجْلَيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَبَقِيَتِ السَّهْوَةُ الشَّرْقِيَّةُ فَارِغَةً فِيْهَا مَوْضِعُ قَبْرٍ يُقَالُ لَهٗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُدْفَنُ فِيْهِ وَكَذٰلِكَ جَآءَ فِي الْخَبَرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(دلائل الخیرات، ص ۲۲۰-۲۲۱ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

دفن کئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چبوترہ میں اور دفن کئے گئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور دفن کئے گئے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت ابو بکر کے دونوں قدموں کے نزدیک اور شرقی چبوترہ رہ گیا جو ابھی خالی ہے۔ اس میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے۔ کہا جاتا ہے اللہ بہتر جانتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

اس میں دفن کئے جائیں گے۔ اسی طرح حدیث پاک میں آیا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

صدیق و فاروق کو اجازت تھی:

گرامی قدر سامعین!

ثابت ہوا کہ اس بیت مشرفہ روضۃ من ریاض الجنہ میں

داخل ہونے کی اجازت تھی تو — صدیق کو فاروق کو
داخل ہونے کی اجازت تھی تو — اہلسنت کے ان دونوں اماموں کو
داخل ہونے کی اجازت تھی تو — نبی کے ان دونوں یاروں کو
داخل ہونے کی اجازت تھی تو — ان ہدایت کے ستاروں کو

یا پھر اگر وہاں داخلے کی اجازت کسی کو مل چکی ہے تو وہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو ملی ہے۔

ہر کوئی اندر نہیں جا سکتا۔ اندر وہی جاتا ہے جسے اندر والا بلائے اور اندر والا اسے ہی بلاتا ہے جو اس کو محبوب ہو پسند ہو۔

اندر کون آ سکتا ہے؟

میرے گھر کا کوئی دروازہ کھٹکھٹائے تو میں دیکھتا ہوں کہ کون ہے؟

اگر میرا دوست ہوگا — تو اندر آ سکتا ہے
اگر میرا رشتہ دار ہوگا — تو اندر آ سکتا ہے
اگر میری پسند کا ہوگا — تو اندر آ سکتا ہے
دشمن اندر — نہیں آ سکتا
بیگانہ اندر — نہیں آ سکتا
غیر رشتہ دار اندر — نہیں آ سکتا

جسے نہ چاہوں وہ اندر   نہیں آسکتا

فرمایا: بَیْتِیْ یہ میرا گھر ہے۔ یہاں بھی ہر کوئی اندر نہیں آسکتا۔ اندر وہی آئے گا جسے اجازت ہوگی۔ یہاں پر

اندر وہی داخل ہوسکتا ہے جو	خدا کی پسند	کیونکہ پہرا خدا کا
اندر وہی داخل ہوسکتا ہے جو	مصطفیٰ کی پسند	کیونکہ گھر مصطفیٰ کا
اندر وہی داخل ہوسکتا ہے جو	عائشہ کی پسند	کیونکہ حجرہ عائشہ کا

اور اگر ناراض نہ ہو تو سن جملہ فقیر کا- اندر وہی آسکتا ہے جو مرتضیٰ کی پسند کیونکہ دروازہ مرتضیٰ۔

أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے۔

دروازے سے پوچھو:

اب اس دروازے سے پوچھ یہ اندر کیسے چلے گئے؟

جواب آتا ہے جانے یاعلی!- یہاں فٹ آگیا جانے یاعلی۔

اے دروازے یہ بتا یہ اندر کیسے گئے؟

حبیب سے ملا دو:

تو فرمایا اس باب مدینۃ العلم نے کہ میں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق جنازہ اپنے پاس اس روضۃ من ریاض الجنۃ کے اندر رکھ کر عرض کیا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

''یہ یارِ غار حاضر ہے یارِ مزار بننے کی اجازت چاہتا ہے''

تو دروازہ کھل گیا تھا اور آواز آئی تھی کہ

اُوْصِلُوا الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ (تفسیر کبیر، جلد پنجم، ص ۴۶۵)

ملا دو حبیب کو حبیب سے

میں نے ملا دیا

شناختی علامات:

آپ نہیں دیکھتے روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ سرکاری آفسوں میں دروازہ پر ایک آدمی کھڑا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اندر آنا چاہے تو وہ روک کر کہتا ہے کہ شناختی کارڈ دکھاؤ۔ اگر اس کی علامات شناختی کارڈ پر درج شدہ علامات سے مل جائیں تو وہ اندر ورنہ باہر۔

مولائے کائنات دروازہ پر- جنازہ صدیق کا آگیا- اندر جانے لگا تو فرمایا ٹھہرو! ذرا میں اس کی علامات چیک کرلوں! اس کے شناختی کارڈ پر درج ہے کہ ایک علامت تو یہ ہوگی آنے والے کے کندھے پر قدمانِ مصطفیٰ کے نشان ہوں گے۔ دوسری علامت یہ کہ اس کے قدموں پر کالے ناگ کے کاٹنے کا نشان ہوگا۔

ذرا کندھے چیک کرو   جب دیکھا تو قدمانِ مصطفیٰ کے نشان موجود

ذرا اس کے قدم چیک کرو   جب دیکھا تو کالے ناگ کے کاٹنے کا نشان موجود

ادھر سے آواز آگئی۔ بس اب دیر نہ کرو اور جلدی جلدی۔

اُوْصِلُوا الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ (تفسیر کبیر، جلد پنجم، ص ۴۶۵)

ملا دو حبیب کو حبیب سے۔

فرمایا: بَیْتِیْ یہ کسی نتھو خیرے کا گھر نہیں! یہ میرا گھر ہے اور جب یہ عائشہ کا حجرہ میرا گھر بن گیا تو پھر

پہرا میرا:

گھر	مصطفیٰ کا
پہرا	خدا کا

اے محبوب یہ- گھر تیرا- پہرا میرا

اگر تو خلوت میں ہوتو پہرا میرا

اگر تو جلوت میں ہوتو پہرا میرا

اگر تو تنہا ہوتو پہرا میرا

اگر تو یاروں میں ہوتو پہرا میرا

اگر تو جنگل میں ہوتو پہرا میرا

اگر تو منگل میں ہوتو پہرا میرا

اگر تو پہاڑوں میں ہوتو پہرا میرا

اگر تو بحرو میں ہوتو پہرا میرا

اگر تو سدرہ سے آگے جائے گا تو اپنے آپ کو تنہا نہ سمجھنا میں انگلی پکڑلوں گا۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (پ۳۰ سورۃ الضحیٰ' آیت ۷)

اور جب اس سے بھی آگے بڑھے گا کہ جہاں۔

زمان نہ ہوگا

مکان نہ ہوگا

راستہ نہ ہوگا

سنگ منزل نہ ہوگا

کوئی حامی نہ ہوگا

کوئی مرحلہ نہ ہوگا

تو پھر بھی میں آپ تیرا بازو پکڑلوں گا۔

يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (پ۲۶ سورۃ الفتح' آیت ۲)

کیونکہ تیرے ہر لمحہ کا محافظ میں آپ ہوں۔

تیرے بچپن کا محافظ میں

تیری جوانی کا محافظ میں

تیرے بڑھاپے کا محافظ میں

تیرا غاروں میں محافظ میں

ساری کائنات کا محافظ تو اور تیرا محافظ میں کیونکہ پہرا میرا

ابولہب بڑھا:

ابولہب بڑھا آگے۔

آواز آئی خبردار! ٹھہر جا! سنبھل کے آنا یہ تیرے باپ کا گھر نہیں میرے مصطفٰے کا گھر ہے۔ رک گیا اور کہنے لگا! میں پہل نہیں کرنا چاہتا۔ آواز آئی تجھے پہل کی توفیق کہاں؟

پہل کی توفیق برائے صدیق:

یہ توفیقیں تو ابوبکر صدیق کے لئے ہیں۔

اسلام میں پہل کرے تو صدیق اکبر

خلافت میں پہل کرے تو صدیق اکبر

نماز میں پہل کرے تو صدیق اکبر

غار میں پہل کرے تو صدیق اکبر

مزار میں پہل کرے تو صدیق اکبر

خدا کے بعد مصطفٰی مصطفٰی کے بعد صدیق

ابولہب کیوں پہل کرے یہ تو گستاخ رسول ہے۔ پہل گستاخوں کا حصہ نہیں یہ عاشقوں کا حصہ ہوا کرتی ہے۔

اگر

بوڑھے عاشقوں میں پہل حاصل کرے تو صدیق

اگر جوانوں میں پہل کرے تو   علی

اگر بچوں میں پہل کرے تو   زید

اگر عورتوں میں پہل کرے تو   خدیجہ

ابوجہل پہل   کیوں کرے؟

ابولہب پہل   کیوں کرے؟

عتبہ۔عتیبہ۔شیبہ پہل   کیوں کرے؟

ان کی نسل پہل   کیوں کرے؟

انہیں پہل کا حصہ نا ملا ہے نہ ملے گا۔

مَابَیْنَ بَیْتِیْ:

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ

یہ میرے محبوب کا گھر ہے۔ ساری رات یہ گستاخ اینڈ کمپنی تلواریں لے کر کھڑی رہی۔ مجال ہے کہ کوئی آگے بڑھے اور دروازہ کھول دے۔ دیوار پھلانگ لے۔ اندر چلا جائے! انہیں جاسکتے آج بھی گستاخ نہ جاتے ہیں نہ جاسکتے ہیں۔

یہ گستاخان رسالت   روضۂ رسول پر نہیں جاسکتے

یہ دشمنان نبوت   روضۂ رسول پر نہیں جاسکتے

یہ غداران صحابہ   روضۂ رسول پر نہیں جاسکتے

یہ شاتمان اہل بیت   روضۂ رسول پر نہیں جاسکتے

یہ منکرین اولیاء   روضۂ رسول پر نہیں جاسکتے

وہاں جائیں تو   صحابہ کرام

وہاں جائیں تو   صدیق وفاروق

وہاں جائیں تو   عثمان وحیدر

وہاں جائیں تو   ستر ستر ہزار نوری صبح وشام

وہاں جائیں تو   بزرگانِ دین

وہاں جائیں تو   عشاقان رسالت

وہاں جائیں تو   احمد رضا بریلوی اوران کے ماننے والے

کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ

یہ روضۂ رسول   جنت سے اعلیٰ

یہ روضۂ رسول   عرش سے اعلیٰ

ودھ اے عاشق نوں جنت توں دریار دا اوہ دریارتوں دو جہاں واردا

جہڑا منگتا ہے سوہنے دے دربار دا اوس لیناں کی جنت دی گلزار توں

وقت آخر مدینے جے میں پونچ جاں روح میرے جسم نوں چھوڑ جاوے جدوں

تسیں میرا جنازہ میرے ساتھیو لے کے لنگھناں مدینے دے بازار چوں

بیتی۔ میرا گھر جنت کا باغ جس میں

شب وروز   درودوں کے پودے لگتے ہیں

صبح وشام   سلاموں کے تحفے پہنچتے ہیں

ہر ہر لمحہ   لاتعداد صلوٰۃ وسلام نچھاور کیا جاتا ہے

بتاؤ اے گستاخو!:

بتاؤ اے گستاخو!

جب حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس دریتیم اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے اس فرزند عظیم پر ہر آن صلوٰۃ وسلام کے تحفے پہنچتے ہوں گے۔

تو ان کا فیض انہیں نہ ملتا ہوگا جو ساتھ آرام فرما ہیں؟

کیا انہیں رحمت کی یہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں نہ لگتی ہوں گی۔

ہوا سب کو لگتی ہے:

گرامی حضرات!

یہ جو پنکھا چھت پر لگا ہوا ہے ہوا دے رہا ہے۔ اس کی ہوا کیا صرف اس کے نیچے بیٹھنے والے ایک شخص کو ہی لگتی ہے یا سب کو۔

سبھی کو لگتی ہے نا! تو پھر دروں کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں اور سلاموں کی مہکتی مہکتی صدائیں بھی میرے محبوب کے ساتھ ساتھ ان کے ارد گرد والوں کو پہنچتی ہیں۔ یہ ہوائیں صدیق و فاروق کو بھی لگتی ہیں اور لگتی رہیں گی۔

کیونکہ وہ

کل سے لے کر	آج تک
آج سے لے کر	قیامت تک

درود والے آقا کے سائے میں تھے اور ہیں اور رہیں گے۔

نہ تو انہیں وہاں سے کوئی نکال سکا — نہ نکال سکتا ہے۔ نہ ہی نکال سکے گا۔

دشمنانِ صدیق و فاروق:

لوگوں نے کوششیں کیں کہ ان کو وہاں سے نکال دیا جائے۔

بیتی سے جدا کر دیا جائے۔

رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ سے علیحدہ کر دیا جائے۔

مگر وہ نکالنے — جدا کرنے اور علیحدہ کرنے والے تباہ و برباد ہو گئے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے چنانچہ ملاحظہ ہو حوالہ کہ۔

''محب طبری نے ہارون سے بیان کیا ہے۔ اس نے اپنے باپ شیخ عمر بن زعب سے بیان کیا ہے۔ اس نے بتلایا کہ میں آج ایک عجیب و غریب واقعہ بتانا چاہتا ہوں۔ آپ ذرا توجہ ادھر مبذول کریں۔ وہ بیان کرتا ہے کہ میں مدینہ میں ٹھہرا ہوا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں کا شیخ تھا۔ وہاں پر شمس الدین صواب للحطی بھی موجود تھا اور میرے اس کے درمیان محبت تھی۔

میرا ایک دوست تھا جو بادشاہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا اور اس کے دربار کی خبریں

مجھے دیا کرتا تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا آج ایک عظیم واقعہ رونما ہوا ہے۔

حلب سے کچھ لوگ آئے ہیں انہوں نے امیر کو کچھ مال و دولت دے کر خوش کر لیا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو نکالنا چاہتے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد امیر کا پیغام لے کر ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ کو امیر نے یاد کیا ہے۔ چنانچہ میں اس کے پاس چلا گیا! وہ مجھے کہنے لگا ثواب دیکھو آج کچھ لوگ مسجد میں آئیں گے آپ ان کے لئے دروازہ کھول دیں۔ جو کچھ کرنا چاہیں آپ ان کے کام میں مداخلت نہ کریں اور ان کے کسی کام پر نکتہ چینی نہ کریں۔

میں نے کہا اچھا حضور!

اس کے بعد حجرہ شریف کی پچھلی جانب بیٹھ کر آنسوؤں کے ہار پرونے لگا اور عشاء کی نماز تک گریہ وزاری میں مشغول رہا۔ پھر عشاء کی نماز کے بعد تمام دروازے بند کر دیئے۔

تھوڑی دیر کے بعد کسی نے باب السلام پر دستک دی۔

میں نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں کا ایک گروہ عظیم یہاں پر جمع ہے۔ وہ یکے بعد دیگرے اندر آنے لگے۔ ان کے ہاتھوں میں کدال اور دیگر آلات کھدائی کے تھے۔ وہ کل چالیس افراد تھے۔

وہ سیدھے حجرہ شریف کی طرف چلے لیکن نجدا ابھی تک منبر کے پاس نہ پہنچنے پائے تھے کہ ان کو زمین نے نگل لیا اور ان کا سامان بھی ان کے ساتھ نگل لیا۔

امیر نے کچھ دیر تک ان کی خبر کا انتظار کیا پھر مجھے بلایا۔ پوچھا۔

اے ثواب تمہارے پاس کچھ آدمی نہیں آئے؟

میں نے جواب دیا ہاں آئے تھے لیکن ان کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا یعنی زمین

ان کو نگل گئی اور وہ زمین میں دھنس گئے۔

امیر نے کہا دیکھو! کیا بات کہہ رہے ہو؟

میں نے کہا بالکل صحیح بیان کر رہا ہوں۔ اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو آ کر دیکھ لیں کہ کیا ان کا کوئی نشان باقی بچا ہے۔

(خلاصۃ الوفا ص ۳-۶، جلد ثانی، ص ۶۵۳، تاریخ حرمین شریفین از علامہ کرادہ مصری، ص ۱۶۷-۱۶۸)

انجام دشمنانِ صحابہ:

حضرات محترم!

آپ نے سنا کہ دشمنانِ صدیق و فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے جب ان کو ریاض الجنۃ سے نکالنا چاہا تو وہ کس طرح سے زمین میں دھنسا دیئے گئے۔

ذرا توجہ فرمائیں! یہ کس نے زمین میں دھنسا دیئے؟ اسی نے جس نے فرمایا تھا کہ محبوب پریشان نہ ہونا آپ جہاں بھی ہوں گے محافظ میں ہوں آپ کی حفاظت کروں گا۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (پ ۶، سورۃ المائدۃ، آیت ۶۷)

آج بھی جب یہ دشمنانِ صدیق و فاروق غلط ارادہ سے آئے تو قدرت کی آواز آئی اے میرے محبوب اور اس کے یاروں کے دشمنو! خبردار ہٹ جاؤ اور آگے آنے کی جرأت نہ کرو دیکھو پہرے دار میں آپ ہوں۔

یہ دروازہ — میرے یار کا

اس پر — پہرا میرا

نہیں باز آتے تو بڑھو آگے! زمین میں نہ دھنسا دوں تو محبوب کا خدا نہ کہنا۔

وہ بڑھے آگے اور دھنس گئے زمین میں۔

آوازِ قدرت:

آوازِ قدرت آئی۔

تم جن حدود کو پھلانگ رہے ہو وہ جنت کی حدود ہیں۔ یہ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ ہے۔

یہ جنت کا باغ ہے۔

اس جنت میں — جہنمیوں کا کیا کام؟

عاشقوں کے اندر — فاسقوں کا کیا کام؟

اپنوں کے اندر — بیگانوں کا کیا کام؟

یہ صدیق و فاروق کا مقام ہے — یہاں دشمنوں کا کیا کام؟

اگر یہاں آنا ہے تو:

اگر یہاں آنا ہے تو ان یارانِ نبی کے وفادار بن کے آؤ۔

صدیق و فاروق کے — غلام بن کے آؤ

ابوبکر و عمر کے — گدا بن کے آؤ

اصحابِ رسول کے — خوشہ چیں بن کے آؤ

نجوم شمسِ نبوت کے — نیاز آگیں بن کے آؤ

آؤ آؤ! یہ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ ہے۔

یہاں آ کر

جنت کو بھی — دیکھو

جنت والوں کی بھی — زیارت کرو

ریاض الجنت کو بھی — دیکھو

صدیق و فاروق کو بھی — سلام کرو

صدیق عمر دی قسمت توں لکھ وار میں جندڑی واراں

جنت کولوں ودھ مدنی دار روضہ جتھے مانن موج بہاراں

توں شان اوہناں دی پھنا ایں کملا جہناں دیاں نال نبی دے مزاراں

پل پل دکھرا پہنچے جتھے تے درود سلام ہزاراں

اور جناب صائم چشتی نے فرمایا۔

شان صدیق فاروق دا کیہہ دساں کیتا اللہ نے جہاں دا اچا نشاں

سبز گنبد دے اندر جو بچدی سی تھاں کملی والے دے یاراں دے کم آ گئی

دعائیہ شعر:

آخر میں دعا ہے کہ اے تقدیر لکھنے والو

قسمت میں میری چین سے جینا لکھ دے ڈوبے نہ کبھی میرا سفینہ لکھ دے

جنت بھی گوارا ہے مگر میرے لئے اے کاتب تقدیر مدینہ لکھ دے

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ ۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

معزز سامعین کرام! اس خطبہ میں تمام مومنوں کی روحانی اماں جان، محبوبہ محبوبِ خدا، آرامِ جانِ مصطفیٰ، راحتِ قلبِ صدیق اکبر، اسلام کی سب سے بڑی دینی سکالر، دو تہائی ذخیرہ حدیث کی راویہ، موجب آیات تیمم، صدیقہ اعظم، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پیارا پیارا ذکر خیر کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اس ماہ رمضان کی سترہ تاریخ آپ کا یوم وصال ہے۔

کون عائشہ صدیقہ؟:

جن کا مقام طہارت خود قرآن میں بیان کیا گیا اور جن کی پاکیزگی کی گواہی رب کائنات نے دی۔

کون عائشہ صدیقہ؟:

جو محدثین کے تمام علوم کا مرکز اور مفسرین کے تمام معلومات کا محور ہیں۔ اگر کسی صحابی کو تفسیر کی سمجھ نہ آئے تو در دولت عائشہ پر حاضری دے اور اگر کسی کو حدیث کا مفہوم سمجھنا ہو تو عائشہ کی چوکھٹ کی چومے۔

کون عائشہ صدیقہ؟:

جن کے وجود کی برکت سے آیات تیمم اتریں اور قیامت تک آنے والی امت اس فیضان ام المومنین سے فیضیاب ہوتی رہے گی۔

کون عائشہ صدیقہ؟:

جن کا حجرہ مقدسہ آرامگاہ مصطفیٰ بن جائے اور اسے جنت کی کیاری قرار دے دیا جائے اور اس کا زائر کبھی شفاعت سے محروم نہ لوٹے۔

کون عائشہ صدیقہ؟:

جن کا فتویٰ ہر دور کے دارالافتاء کی زینت ہو اور خلافت راشدہ ان کے اس فتویٰ کی مرہون منت ہو۔

؎ تیرے فتویٰ سے رہی مسند افتا روشن
عہد صدیق سے تا دور خباب حیدر

۱؎ مولانا غلام رسول سعیدی رقمطراز ہیں کہ
عروہ نے کہا میں نے فقہ طب اور شعر میں حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو عالم نہیں دیکھا۔ (شرح صحیح مسلم، سعیدی، جلد ۶، ص ۱۰۱۱)

عہد خلافت صدیق ہے — فتویٰ عائشہ کا
عہد خلافت فاروق ہے — فتویٰ عائشہ کا
عہد خلافت عثمان ہے — فتویٰ عائشہ کا
عہد خلافت حیدری ہے — فتویٰ عائشہ کا

جو صدیق اکبر کی بھی روحانی ماں:

جو صدیق اکبرؓ کے گھر ہو تو صدیق کی بیٹی اور مصطفیٰ علیہ السلام کے شانۂ اقدس کی زینت ہو تو اسی صدیق کی روحانی اماں۔

تمام مومنوں کی ماں:

جو تمام مومنین کی روحانی اماں جان

داتا ہجویری کی — روحانی ماں
خواجہ اجمیری کی — روحانی ماں
غوث جلی کی — روحانی ماں
میرے علی کی — روحانی ماں
صدیق و فاروق کی — روحانی ماں
عثمان غنی کی — روحانی ماں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ

(پ ۳ آل عمران آیت ۸۱)

پھر جب یہ رسول عظیم جو کہ تصدیق فرمانے والا ہے اس کا جو تمہارے پاس ہے تو تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد بھی کرنا

چنانچہ شب معراج تمام انبیاء نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی اور ایمان لائے تو وہ ہو گئے مومن اور عائشہ صدیقہ ان کی بھی روحانی اماں جان۔

نہیں نہیں بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام بھی مومن اور عائشہ صدیقہ ان کی بھی روحانی ماں۔

ازواجِ مطہرات:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّہٰتُہُمْ ۔

نبی (علیہ السلام) تمام مومنوں کے مولیٰ ہیں اور ان کی ازواج (مطہرات) ان (مومنین) کی مائیں ہیں۔

روحانی مائیں:

عورتیں جو بھی میرے آقا علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہوگئیں وہ روحانی مائیں ہیں۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا   سب مومنوں کی ماں
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا   سب مومنوں کی ماں
حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا   سب مومنوں کی ماں
تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن   سب مومنوں کی مائیں
مگر عائشہ وہ ماں   جو محبوبۂ محبوب خدا ہے
عائشہ وہ ماں   جو مشہودِ ذات خدا ہے
عائشہ وہ ماں   جو محسنہ امت مصطفیٰ ہے
عائشہ وہ ماں   جو مصداق آیات ھدیٰ ہے
عائشہ وہ ماں   جو دو تہائی دین کی امینہ ہے
عائشہ وہ ماں   جو حاملہ انوار قرآن ہے
عائشہ وہ ماں   وہ وارثہ علوم مصطفیٰ ہے

عائشہ وہ ماں ہے۔ جسے دامن محبوب سے وابستہ کرنے والی ذات باری تعالیٰ ہے۔

کسی کو اس کے بھائی نے چاہا تو وہ   وابستہ دامن مصطفیٰ ہوگئی
کسی کو باپ نے چاہا تو وہ   وابستہ دامن مصطفیٰ ہوگئی
کسی کو حبشہ کے حاکم نے چاہا تو وہ   وابستہ دامن مصطفیٰ ہوگئی
کسی کو خود مصطفیٰ نے چاہا تو وہ   وابستہ دامن مصطفیٰ ہوگئی
مگر عائشہ کو خدا نے چاہا تو وہ   وابستہ دامن مصطفیٰ ہوگئی

آسمانوں پر نکاح:

گرامی حضرات!

یہ جبرائیل امین علیہ السلام حاضر بارگاہ نبوت ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں آقا۔

ذرا یہ ملاحظہ کیجئے یہ کیا ہے؟ یہ ریشم کے کپڑے پر کیا بنا ہوا ہے؟
جب ملاحظہ فرمایا تو تصور عائشہ! فرمایا جبرائیل یہ کیا؟
عرض کیا آقا اللہ فرماتا ہے یہ دنیا و آخرت میں آپ کی زوجہ ہے۔

(تفہیم البخاری جلد پنجم ص۴۴۷۔ بخاری شریف جلد ثانی ص ۱۰۳۸)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ:

اُرِیْتُکِ فِی الْمَنَامِ ثَلٰثَ لَیَالٍ جَآءَ نِیْ بِکِ الْمَلَکُ فِیْ سَرَقَۃٍ مِّنْ حَرِیْرٍ یَقُوْلُ ھٰذِہٖ امْرَاَتُکَ فَاَکْشِفُ عَنْ وَجْھِکِ فَاِذَا اَنْتِ فَاَقُوْلُ اِنْ یَّکُ ھٰذَا مِنْ عِنْدِاللّٰہِ یُمْضِہٖ (مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۸۵)

تم تین راتوں تک مجھے خواب میں دکھائی گئیں ایک فرشتہ تمہیں (تمہاری تصویر کو) ریشم کے ایک ٹکڑے میں لے کر آیا۔ وہ کہتا تھا کہ یہ تمہاری زوجہ ہیں ان کا چہرہ کھولئے۔ پس میں نے دیکھا تو وہ تم تھیں میں نے کہا

اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اس کو پورا کر دے گا۔

تمام بیبیوں کے نکاح — زمینوں پر

عائشہ کا نکاح — آسمانوں پر

تمام بیبیوں کے نکاح خوان — مخلوق

عائشہ کا نکاح خواں — خالق

ایسا دامن محبوب سے وابستہ کیا کہ آج بھی محبوب حجرہ عائشہ میں آرام فرما ہے۔

ہے کوئی مائی کا لال جو اس دامن سے عائشہ کو جدا کر دے؟

ہے کوئی مائی کا لال جو اس حجرہ سے محبوب کو جدا کر دے؟

محبوب کل بھی — حجرہ عائشہ میں تھے

محبوب آج بھی — حجرہ عائشہ میں ہیں

محبوب قیامت کو بھی — حجرہ عائشہ سے جلوہ گر ہوں گے

گواہ میں ہوں:

محترم سامعین کرام!

منافقوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ اس پاک خاتون کو کاشانہ نبوی سے علیحدہ کیا جائے۔ ایک منظم پروگرام بنایا اور اس پر عمل درآمد کرتے ہوئے تہمت لگا دی۔

آوازِ قدرت آ گئی اے منافقو!

اے محبوب کے گھر کی زینت — میں نے بنایا تھا

اب اس کی طہارت کا گواہ بھی — میں ہی بنوں گا

یہ آپ کے لئے بہتر ہے:

ارشاد فرمایا:

میرے حبیب — مت گھبرا

میرے صدیق — مت گھبرا

یہ تہمت تو ایک بہانہ ہے بلکہ اس میں آپ کی طمانیت کا ایک بہت بڑا خزانہ ہے۔

تہمت لگانے والا اسفل السافلین سے بدتر ہے۔ تمہارے لئے یہ بہت بہتر ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ

بے شک جنہوں نے جھوٹی تہمت لگائی ہے۔ وہ ایک گروہ ہے تم میں سے تم اسے اپنے لئے برا خیال نہ کر۔

بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے لئے۔

قیامت تک یہ منافق لعنت در لعنت کھاتے رہیں گے اور قرآن پڑھنے والے عائشہ کی طہارت کے گن گاتے رہیں گے کیونکہ

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ

اس گروہ میں سے ہر شخص کیلئے اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا۔

وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ

جس نے سب سے زیادہ حصہ لیا ہے۔

وہ عبداللہ ابن ابی ہو — یا اس کی معنوی اولاد

وہ رئیس المنافقین ہو — یا اس کی پارٹی کے منافقین

لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (پ۱۸ سورۃ النور آیت ص۱۱)

اس کیلئے عذاب عظیم ہوگا۔

محبوب نہ گھبرا۔ ان کالے چہروں والوں کو۔

ان تہمت لگانے والوں کو

ان گستاخانِ عائشہ کو
ان منافقوں اور ان کے سردار کو
عذابِ عظیم میں مبتلا نہ کروں تو تیرا خدا کیا؟
جہنم کا ایندھن نہ بناؤں تو عظمتِ عائشہ کیسی؟
اور تیرے یہ جو غلام ہیں
عائشہ کے یہ جو فرزند ہیں
ان کو تو پہلے ہی کہہ دینا چاہئے تھا کہ عائشہ پاک ہے۔
فرمایا

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ (پ۸ ح' سورۃ النور' آیت ص۱۲)

ایسا کیوں نہ ہوا جب تم نے یہ (افواہ) سنی تو گمان کیا ہوتا مومن مردوں اور مومنہ عورتوں نے اپنوں کے بارے میں نیک گمان اور کہہ دیا ہوتا یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے۔

لفظ سبحان:

مجھے اپنی کبریائی کی قسم
مجھے اپنی پاکیزگی کی قسم
میں نے جس طرح منکرین معراج کا رد لفظ سبحان سے کیا
میں نے جس طرح مشرکوں کا رد لفظ سبحان سے کیا
میں نے جس طرح اپنی توحید کا اثبات لفظ سبحان سے کیا
میں اسی طرح
ان منافقوں کا رد بھی اسی لفظ سبحان سے کرتا ہوں
عائشہ کی پاکیزگی کا اعلان بھی اسی لفظ سبحان سے کرتا ہوں

یہ مومن قیامت تک اس طہارت کا اعلان کرتے رہیں گے۔ فرمایا۔

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا

اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سنی تو تم نے کہہ دیا ہوتا ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم گفتگو کریں اس کے متعلق

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (پ۸ ح' سورۃ النور' آیت ص۱۶)

اے اللہ تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

الزام مجھ پر ہے:

اے محبوب پاک
یہ الزام لگانے والے عائشہ پر تہمت نہیں لگا رہے۔ آپ پر لگا رہے ہیں
اور سچ پوچھو آپ پر بھی نہیں۔ یہ تہمت مجھ پر لگا رہے ہیں۔
کیونکہ تجھے عائشہ دینے والا میں ہوں۔

میں بھی پاک
محبوب بھی پاک
عائشہ بھی پاک

یہ کہیں سُبْحٰنَكَ
کیونکہ الزام مجھ پر لگایا مشرکوں نے تو میں نے فرمایا۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

الزام تجھ پر لگا منکرین معراج نے تو میں نے فرمایا۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ

اور الزام لگانے والے میری عائشہ پر تہمت لگائیں تو فرمایا۔

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

مریم کا گواہ مسیح علیہ السلام:

گرامی حضرات!

الزام لگے حضرت مریم سلام اللہ علیہا پر

مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا (پ۱۶ سورۂ مریم آیت ص۲۸)

اے مریم! تیرا باپ بھی ایسا مرد نہ تھا اور تیری ماں بھی ایسی بدچلن نہ تھی تو یہ بچہ کہاں سے آ گیا؟

تو جواب دے مسیح ابن مریم علیہ السلام

وَبَرًّا بِوَالِدَتِىْ میری والدہ پاک ہیں۔

یوسف کا گواہ بچہ:

الزام لگے حسن کے بادشاہ یوسف علیہ السلام پر تو گواہی دے بچہ

شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ (پ۱۲ سورۂ یوسف آیت ۲۶)

وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ
(پ۱۱ سورۂ یوسف آیت ص۲۷)

گواہی دی اس (زلیخا) کے اہل سے (بچے نے)

اگر قمیض آگے سے پھٹا ہوا ہے تو زلیخا سچی۔

اگر قمیض پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو یوسف سچے۔

عائشہ تیری گواہی میری:

مگر اب

عائشہ تیری ہے　　　گواہی میری ہے

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

یعنی وہ سورہ نور جن کی گواہ
ان کی پرنور صورت پہ لاکھوں سلام

میں قادر ہوں:

اے حبیب پریشان نہ ہونا۔

میں قادر ہوں۔

میں طاقت ور ہوں۔

اگر تیرے جدامجد خلیل اللہ علیہ السلام سے منسوب حضرت سارہ کو میں نے درندہ صفت بادشاہ سے محفوظ رکھا تو تجھ سے منسوب عائشہ کو بھی محفوظ رکھوں گا۔

میں نے ہاتھ ہی شل کر دیا تھا اس درندہ صفت بادشاہ کا

کسی بے ایمان کی کیا مجال　　　میری عائشہ کی طرف ہاتھ بڑھائے؟

میں ہاتھ شل نہ کردوں تو قادر کیا؟

کسی منافق کی کیا مجال　　　میری عائشہ کو میلی آنکھ سے دیکھے

میں آنکھ ہی نہ پھوڑ دوں تو طاقت ور کیسا؟

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

اے پیارے مت گھبرا۔

میں نے آسیہ کو فرعون سے محفوظ رکھا۔

میں نے زلیخا کو عزیز مصر سے محفوظ رکھا۔

یہ کالی بوتھی والے۔ یہ کالے لباس والے۔ یہ عبداللہ بن ابی اور اس کے حواری کوئی میری دسترس سے باہر تو نہیں؟ میری شان تو یہ ہے کہ

تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ
(پ۲۹ سورۃ الملک آیت ص۱)

زور لگالیں:

قیامت تک نہ بے ایمان۔

پنجے آزمالیں۔

یہ تقریریں کریں گے	قرآن جواب دے گا
یہ تحریریں کریں گے	قرآن جواب دے گا
یہ تبرا کریں گے	قرآن جواب دے گا
یہ سب دشنام کریں گے	قرآن جواب دے گا

بکنے والو تم جھوٹے ہو۔

بھونکنے والو تم کاذب ہو۔

تہمت لگانے والو تم مفتری ہو۔

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

نہ گھبرا اے حبیب یہ تو تیرے لئے بہتر ہے۔

بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

مولوی کہتا ہے:

مولوی کہتا ہے کہ حضور کو۔

اگر علم ہوتا تو پریشان کیوں ہوتے؟

اگر علم ہوتا تو پوچھ گچھ کیوں کرتے؟

اگر علم ہوتا تو وحی کا انتظار کیوں کرتے؟

میں کہتا ہوں:

میں کہتا ہوں بخاری پڑھ۔ مسلم پڑھ

میرے آقا نے ارشاد فرمایا۔

وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِيْ اِلَّا خَيْرًا وَمَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِيْ مِنْ سُوْءٍ

(بخاری شریف، جلد ثانی ص ۶۹۷)

خدا کی قسم میں اپنے اہل میں سوائے بہتری کے کچھ نہیں جانتا اور میں اپنے اہل میں کوئی برائی نہیں جانتا۔

تہمت لگانے والے	آیات ھدی کے منکر
تہمت لگانے والے	کلام خدا کے منکر
اور بے علم کہنے والے	فرقان مصطفےٰ کے منکر
بے علم کہنے والے	حدیث مصطفےٰ کے منکر
ہیں وہ بھی بے ایمان	ہیں یہ بھی بے ایمان
عائشہ بھی پاک	مصطفےٰ علیہ السلام بھی عالم غیب اور پاک

کیونکہ نبی مولا ہے اور عائشہ مومنوں کی ماں ہے۔

جو نبی کو مولا نہ مانے	مومن وہ بھی نہیں
اور جو عائشہ کو ماں نہ مانے	مومن وہ بھی نہیں

یہ تو موذی رسول ہیں:

میرے آقا کی ازواجِ مطہرات بالخصوص سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تبرا کرنے والا دراصل موذی رسول ہے۔ سرکار علیہ السلام نے فرمایا۔

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَّعْذِرُنِيْ مِنْ رَّجُلٍ قَدْ بَلَغَنِيْ اَذَاهُ فِيْ اَهْلِيْ

اے گروہ مسلمانان! اس شخص کے بارے میں مجھے کون معذور رکھتا ہے جس کی اذیت رسانی میرے اہل خانہ کے بارے میں مجھ تک پہنچی ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن، جلد سوم ص ۲۹۷)

فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهٖ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اُبَيٍّ ابْنِ سَلُوْلٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مَنْ یَعْذِرُنِیْ مِنْ رَّجُلٍ بَلَغَنِیْ اَذَاہُ فِیْ اَھْلِیْ (بخاری شریف جلد اوّل ص۳۵۹-ص۳۶۴،۳۶۴ وجلد ثانی ص۶۹۷)

جناب رسول اللہ ﷺ نے اس روز خطبہ دیا اور عبداللہ ابی بن سلول سے انصاف کی بات چاہی اور فرمایا ﷺ کون شخص ہے جو ایسے شخص کے مقابلے میں میری مدد کرے جس سے مجھے میری بیوی کے متعلق اذیت پہنچی ہے؟

معلوم ہوا کہ

۱- حضور علیہ السلام کو آپ کے اہل کے بارے میں برے خیالات رکھنا باعث ایذا ہے۔

۲- جو ایسا جرم شنیع کرے حضور اس کے مقابلہ میں مدد طلب فرماتے ہیں۔

۳- جو ایسے مجرم کو کیفر کردار تک پہنچائے حضور اس سے خوش ہوتے ہیں۔

موذی رسول لعنتی ہے:

لہٰذا حضرت عائشہ صدیقہ کی شان میں گستاخی کرنے والا موذی رسول ہے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا (سورۃ الاحزاب، آیت ص۵۷)

بے شک وہ لوگ جو ایذا پہنچاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت اور تیار کر رکھا ہے ان کے لئے رسوا کن عذاب۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (پ۱۰، سورۃ التوبۃ آیت ص۶۱)

اور جو لوگ ایذا پہنچاتے ہیں اللہ کے رسول کو ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

اے آنسو بہانے والو:

اے نواسہ رسول کے مصائب پر آنسو بہانے والو اور یہ کہنے والو کہ وہ میدان کربلا میں یوں فرماتے رہے کہ

هَلْ مِنْ نَاصِرٍ تَنْصُرُنَا هَلْ مِنْ مُّغِیْثٍ یُغِیْثُنَا

ہے کوئی مددگار جو ہماری مدد کرے۔ ہے کوئی فریاد سننے والا جو ہماری فریاد کو سنے۔

جس وقت خود تم رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتے ہیں اور آپ کی اہلیہ پر تہمت کا بازار گرم کرتے ہو اور رسول اللہ فرماتے ہیں

مَنْ یَّعْذِرُنِیْ مِنْ رَّجُلٍ بَلَغَنِیْ اَذَاہُ فِیْ اَھْلِیْ (بخاری شریف، جلد اول، ص۳۵۹)

ہے کوئی شخص جو میری مدد کرے۔ ایسے شخص کے مقابلہ میں جس نے مجھے میری اہلیہ کے بارے میں ایذا پہنچائی ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن، جلد سوم ص۲۹۷)

بتاؤ کہ تم یزیدی کردار سے آلودہ نہیں ہوتے؟

اس وقت تمہارے آنسو کیوں نہیں بہتے جب رسول اللہ مدد طلب فرماتے ہیں؟

اس وقت تمہاری غیرت ایمانی اور خاندان رسول کی محبت کے دعوےٰ کہاں دفن ہو جاتے ہیں۔ جسے رسول اللہ علیہ السلام کی ایذا پر آنسو نہ آئیں وہ نواسہ رسول کی ایذا پر آنسو بہائے تو یہ فراڈ ہے دھوکہ ہے۔ عیاری و مکاری ہے۔

یہ کامل الایمان ہے:

اور جو شخص ایسے موذی رسول کو جہنم رسید کرے وہ پکا مومن ہے کیونکہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے جو کوئی منکر (برے کام) کو دیکھے تو

اسے ہاتھ سے روکے

زبان سے روکے

دل سے برا جانے

مگر یہ ضعیف الایمان ہونے کی نشانی ہے۔ (مسلم شریف' جلد اول' ص ۵۱)

پکا مومن وہی ہے جو ہاتھ سے روکے۔ یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ کون ہے جو میری مدد کرے تو۔

فَقَامَ سَعْدٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ اَنَا وَاللهِ اَعْذِرُكَ مِنْهُ اِنْ كَانَ مِنَ الْاَوْسِ ضَرَبْنَا عُنُقَهُ (بخاری شریف' جلد اول' ص ۳۶۴)

چنانچہ سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! بخدا آپ کی طرف سے میں اس کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو ہم ان کی گردن اڑاتے ہیں۔

اسی طرح حضرت سعد بن عبادہ نے عرض کیا اور اسی طریقہ سے اسید بن حضیر نے اظہار جذبات فرمایا۔ نبی کے جانثاروں نے حق وفاداری ادا کر دیا۔

اسی لئے منافق ام المومنین پر بھی تبرے کرتے ہیں
اور ان کے معاونین پر بھی تبرے کرتے ہیں

مومن ان کی گردنیں اڑانے کا عزم رکھتے ہیں۔ یہ ان کے کامل الایمان ہونے کی نشانی ہے۔

اگر کوئی بے ایمان تبرا کرے؟:

اگر کوئی بے ایمان میری
روحانی اماں عائشہ کو گالی دے
روحانی اماں حفصہ کو گالی دے
روحانی اماں ام حبیبہ کو گالی دے
روحانی اماں کسی زوجہ رسول کو گالی دے۔
اور میں خاموش رہوں تو یہ کمزور ایمان ہونے کی نشانی ہے۔

اگر کوئی شخص ان تبروں کو سنتا ہے اور دل میں انہیں اچھا جانتا ہے وہ مومن نہیں ہے۔

اگر وہ ہاتھوں سے جہاد نہیں کر سکتا تو زبان سے قلم سے کرے جیسا کہ علماء کرتے ہیں۔

اگر یہ نہیں کر سکتا تو دل سے ان لوگوں پر لعنت بھیجے۔

اگر ایسا بھی نہیں تو وہ ازواج رسول کا فرزند نہیں ہو سکتا۔

اُمَّهَاتُهُمْ دا میں معنی ڈساواں نبیاں دے ازواج ھن مومن دیاں مانواں
او جاہل حیا کر حلالی دا کم نئیں ایہہ ماواں دے شکوے حرامی کرین

فاطمہ و عائشہ مقابلہ نہ کرو:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جی اس طرح حضرت فاطمہ کا مقام کم ہو جائے گا؟
ان کے دماغ کا فتور ہے۔
ان کی عقل کا قصور ہے۔
ان کے عقیدے میں شیطان کا دخل ضرور ہے۔
عائشہ صدیقہ اپنے مقام پر اعلیٰ
فاطمہ الزہرا اپنے مقام پر اعلیٰ

جہتیں دو ہیں:

جہتیں مختلف ہیں اہلسنّت کا عقیدہ ہے۔
زوجہ رسول ہونے کی جہت سے عائشہ افضل
کیونکہ عائشہ زوجہ مصطفیٰ ہے
اور فاطمہ زوجہ مرتضیٰ ہے
بنت رسول ہونے کی بنا پر فاطمہ افضل
کیونکہ فاطمہ بنت مصطفیٰ ہے

اور عائشہ بنت صدیق ہے

مقابلہ نہ کرو دونوں میرے حبیب کی صورتیں ہیں۔

اگر کسی سے سوال کرو:

اگر کسی سے سوال کرو کہ قرآن کی سورتوں میں سے۔

سورۃ یٰسین افضل ہے یا سورۃ الرحمٰن؟

تو وہ کہے گا میں کچھ نہیں کہتا کیونکہ دونوں قرآن کی ہی سورتیں ہیں۔

اسی طرح اس سے پوچھو عائشہ افضل ہیں یا فاطمہ؟

تو جواب یہی ہوگا کہ میں کچھ نہیں کہتا دونوں مصطفیٰ کی صورتیں ہیں۔

فاطمہ بیٹی کی صورت	عائشہ بیوی کی صورت
اگر فاطمہ سیدۃ النساء ہے	تو عائشہ اسکے ساتھ ساتھ سید الرجال بھی ہے کیونکہ
فاطمہ بیٹی ہے	عائشہ ماں ہے
فاطمہ کی شان	روایت میں
عائشہ کی شان	قرآن کی آیت میں
فاطمہ تمام	عورتوں کی سردار
عائشہ تمام	مردوں اور عورتوں کی ماں
فاطمہ کا سردار ہونا	حدیث نے بتایا
عائشہ کا سردار ہونا	قرآن نے بتایا

فاطمہ کو جب بنت رسول کی حیثیت سے ملاحظہ کرو گے تو وہ عائشہ سے افضل ہے

عائشہ کو جب زوجہ رسول کی حیثیت سے دیکھو گے تو وہ فاطمہ سے افضل۔

دونوں ہی افضل- دونوں ہی اہل بیت- ایک بیٹی ہے- ایک زوجہ ہے-

؎ باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت

یہ بنت صدیق ہے:

گرامی حضرات!

ایک مرتبہ حضرت عائشہ کی فصاحت کلام سے متاثر ہوکر وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى والی زبان والے آقا نے فرمایا۔ ”ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ بنت صدیق ہے۔“ ملاحظہ ہو حدیث پاک۔

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی کریم علیہ السلام کی پھوپھی زاد بہن تھیں خوددار اور مزاج کی تیز تھیں چنانچہ اسی لئے ان کو پہلے شوہر سے مفارقت کرنی پڑی۔ اس کے علاوہ وہ رشتہ میں سب بیویوں سے زیادہ آپ کے قریب تھیں اس بنا پر وہ اپنے آپ کو اوروں سے زیادہ عزت کی مستحق سمجھتی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ”تمام بیبیوں میں سے یہی میرا مقابلہ کیا کرتی تھیں“

ازواجِ مطہرات نے پہلے تو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھیج کر اپنی معروضات حضور کو بھیجی کہ یارسول اللہ لوگوں سے کہیں کہ اپنے ہدیے وہیں بھیجا کریں جہاں (جس زوجہ کے گھر) آپ جلوہ افروز ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کی تخصیص نہ کیا کریں مگر سرکار خاموش ہوگے۔

پھر حضرت زینب بنت جحش کو یہی عرض کرنے کیلئے بھیجا گیا۔

انہوں نے بڑی دلیری سے آ کر تقریر کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چپ چاپ ان کی باتیں سنتیں اور کنکھیوں سے آپ کی طرف دیکھتی جاتی تھیں۔ حضرت زینب جب خاموش ہوئیں تو سرور عالم ﷺ کی مرضی پا کر یہ کھڑی ہوئیں۔ ایسی سکت اور مدلل گفتگو کی کہ حضرت زینب لاجواب ہوکر رہ گئیں۔ نبی مکرم ﷺ نے مسکرا کر فرمایا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَبَسَّمَ اَنَّهَا اِبْنَةُ اَبِيْ بَكْرٍ

(مسلم شریف، جلد ثانی، ص ۲۸۵)

پس نبی کریم علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا (ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ) ابوبکر کی بیٹی ہے۔ اولاد باپ کا راز ہوا کرتی ہے۔

سرکار نے فرمادیا کیونکہ

باپ اعلیٰ خطیب — بیٹی اعلیٰ خطیبہ
صدیق اعلیٰ خطیب — صدیقہ اعلیٰ خطیبہ

یہ بنت مصطفےٰ ہے:

تو ذرا توجہ رکھیے۔

مصطفےٰ سب سے اعلیٰ خطیب — فاطمہ سب سے اعلیٰ خطیبہ
کیونکہ میرا نبی باپ ہے — سیدہ ان کی لخت جگر ہے

یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمائی۔ آپ فرماتی ہیں کہ

مَارَئَیْتَ اَحَدً اَشْبَہَ سَمَتًا وَدَلًّا وَّھَدْیًا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْ قِیَامِھَا وَقُعُوْدِھَا مِنْ فَاطِمَةِ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۲۷)

میں نے حسن سیرت حسن صورت قیام وقعود میں رسول اللہ علیہ السلام سے مشابہ کسی کو فاطمۃ الزہرا سے نہ دیکھا۔

تو حسن خطابت بھی وراثت مصطفوی تھا اور حسن سیرت میں شامل۔

مناظرہ مابین فاطمہ و عائشہ:

گرامی قدر سامعین! مست بادہ قیوم حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا کہ

گفتگوئے رفت درخانہ رسول
درمیاں صدیقہ و زہرا بتول

ایک دن گفتگو کا سلسلہ بیت رسول میں صدیقہ و زہرا کے درمیان چل نکلا۔

وہ بھی خطیبہ — یہ بھی خطیبہ
وہ بھی ادیبہ — یہ بھی ادیبہ
وہ بھی فصیحہ — یہ بھی فصیحہ
وہ بھی بلیغہ — یہ بھی بلیغہ
اس نے اپنی افضلیت کا دعویٰ کیا — اس نے اپنی افضلیت کا دعویٰ کیا
اس نے اپنے دعویٰ کے دلائل دے — اس نے اپنے دعویٰ کے دلائل دے

میں آپ افضل ہوں:

حضرت فاطمۃ الزہرا اسلام اللہ علیہا نے دعویٰ کیا۔ اے امی جان میں آپ سے افضل ہوں۔

گفت اے مادر من از توا فضلم

دلیل یہ ہے کہ:

زانکہ من مضغات جسم مرسلم

دلیل یہ ہے کہ

میں رسول کی بیٹی — آپ امتی کی بیٹی
میں نبی کی بیٹی — آپ امتی کی بیٹی
میں مطاع کی بیٹی — آپ مطیع کی بیٹی
میں کلمے والے کی بیٹی — آپ کلمہ پڑھنے والے کی بیٹی
میں پیر کی بیٹی — آپ مرید کی بیٹی

بَضْعَةُ الرَّسُوْل:

میرے متعلق فرمایا گیا کہ

فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِیْ (بخاری شریف جلد اول ص ۵۳۲)

فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ میرے جسم منور کا حصہ ہے۔
اس لئے میں افضل ہوں۔

میں تم سے افضل ہوں:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میری بیٹی تو نے بڑی مضبوط دلیل دی ہے مگر اس کے باوجود میں تجھ سے افضل ہوں۔ میری دلیل بھی سن کر تیرے ابا جان نے ایک مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ نیک بیویاں اپنے نیک شوہروں کے ساتھ جنت میں جائیں گی۔ بیٹی اس محشر کے میدان میں

جنت تو بھی جائے گی — جنت میں بھی جاؤں گی
تیرے جانے کا انداز اور ہوگا — میرے جانے کا انداز اور ہوگا
میں جنت جاؤں گی تو ہاتھ میرا ہوگا — انگلی مصطفیٰ کی ہوگی
تو جنت جائے گی تو ہاتھ تیرا ہوگا — انگلی مرتضیٰ کی ہوگی

من باحمد ہاشم وتو باعلی:

من باحمد ہاشم و تو با علی
فرق کن دراین و آں گر عاقلی

ذرا خود ہی بتا
ذرا توجہ سے اور غور کر کے بتا کہ کون افضل ہے۔
جس کے ہاتھ میں امام الانبیاء کی انگشت مبارکہ ہے وہ افضل ہے؟
یا جس کے ہاتھ میں امام الاولیاء کی انگشت مبارکہ ہے وہ افضل ہے؟
کل قیامت کے میدان میں عجیب وغریب نظارہ ہوگا۔
میں مصطفیٰ علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہو کر محشر میں جاؤں گی تو اللہ فرمائے گا۔ محشر والو! دیکھو یہ میرے صدیق کا داماں کون ہے؟

آواز لے آئے گی مولا تیرے صدیق کا داماں — امام الانبیاء

تیرے صدیق کا داماد — سرور دوسرا
تیرے صدیق کا داماد — شب اسریٰ کا دولہا
تیرے صدیق کا داماد — شافع محشر
تیرے صدیق کا داماد — ساقی کوثر
تیرے صدیق کا داماد — احمد مجتبےٰ
تیرے صدیق کا داماد — محمد مصطفیٰ ﷺ

اور تو علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے دامن سے وابستہ ہو کے محشر میں جائے گی تو آواز آئے کہ محشر والو ذرا دیکھو میرے حبیب کا داماد کون ہے؟

آواز آئے گی تیرے حبیب کا داماد — مرتضیٰ
تیرے حبیب کا داماد — شکل کشاء
تیرے حبیب کا داماد — شیر خدا
تیرے حبیب کا داماد — تاجدار ھل اتی
تیرے حبیب کا داماد — امام الاولیاء
تیرے حبیب کا داماد — قاتل عنتر
تیرے حبیب کا داماد — فاتح خیبر

اب فیصلہ تو خود ہی کرلے کہ

من باحمد ہاشم و تو با علی
فرق کن دراین وآں گر عاقلی

آخر یہ صدیق کی بیٹی ہے نا اس کے دلائل کا جواب نہ اس کے باپ کے دلائل کا جواب۔ رومی کہتے ہیں۔

چوں شنید ایں فاطمہ بگریست زار
جب یہ دلیل حضرت فاطمہ نے سنی تو زار وقطار رونے لگیں۔

جب بیٹی رونے لگی تو ماں کی ممتا بھی تڑپنے لگی

سیدہ عائشہ اپنی جگہ سے اٹھیں سینہ سے لگا محبت فرمائی۔ پیار کیا اور فرمایا۔ فاطمہ میری بیٹی نہ رو تیرا مقام۔تو یہ ہے کہ ''کاش میں تیرے سر کا ایک بال ہوتی''۔

(مثنوی مولانا روم)

بیٹی تو بھی اسے محبوب رکھ:

میرے آقا نے حضرت فاطمہ کو حضرت سے محبت کا حکم فرمایا۔ واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود سیّدہ عائشہ سے نہایت محبت فرماتے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کی خوشی کیلئے تحائف وہدایا اسی دن بھیجتے۔جس روز سرکار حجرہ عائشہ میں جلوہ افروز ہوتے۔ دیگر ازواجِ مطہرات کو اس بات کا ملال ہوتا لیکن کوئی ٹوکنے ہمت نہ کرتیں آخر سب نے مل کر حضرت فاطمہ کو آمادہ کیا اور وہ پیغام لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالی مرتبت میں حاضر ہوئیں۔فرمایا اے لختِ جگر

''جس سے میں محبت کروں تم اس سے محبت نہیں کرو گی''

(سیرت عائشہ ص ۳۸)

سنی بھی ان کے عقیدت مند ہیں:

گرامی حضرات!

ازواجِ مطہرات کو یہ بخوبی علم تھا کہ سرکار اپنی لختِ جگر کی بات نہ ٹالیں گے۔

اور

سرکار کو معلوم تھا میری لختِ جگر میری بات پر لبیک کہے گی۔تو پتہ چلا

جو حضور کو محبوب وہی فاطمہ بنت رسول کو محبوب

عائشہ اگر محبوبہ محبوب خدا ہے تو محبوبہ فاطمہ الزہرا بھی ہے

ان کے مابین شکر رنجیاں ڈالنے والے یہ مقرر وخطیب اور یہ مصنف وادیب ذرا غور فرمائیں کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ

جس سے آقا علیہ السلام محبت فرمائیں! اس سے آقا کی لختِ جگر پیار نہ کرے

تو جس سے آقا اور ان کی لختِ جگر محبت کریں اس کو اہلسنت مرکز عقیدت نہ سمجھیں۔

یاد رکھیں! جو حضرت عائشہ کا گستاخ ہے وہ سنی ہرگز نہیں ہے۔

انفرادیت عائشہ الصدیقہ:

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک تحفہ ہار نبی اکرم علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو سرکار نے فرمایا:

''میں یہ ہار اسے دوں گا جو دنیا میں مجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہوگا''

سب صحابہ نے گمان کیا کہ یہ حضرت عائشہ کو دیا جائے گا۔ بعد میں وہ ہار حضرت زینب کی صاحبزادی امامہ کو عنایت فرمایا۔ (مسند حنبل جلد ششم ص ۱۰۱)

ثابت ہوا کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نگاہ میں حضور کا وہ محبوب حضرت عائشہ بھی تھیں۔حضرت عمرو بن العاصؓ نے دریافت کیا یارسول اللہ!

''آپ دنیا میں سب سے زیادہ کس کو محبوب رکھتے ہیں''

ارشاد ہوا ''عائشہ کو''

عرض کیا ''مردوں میں''

فرمایا عائشہ کے باپ کو

(بخاری شریف جلد اول ص ۵۱۷)

محبوبہ محبوب خدا:

ایک مرتبہ حضرت سیّدنا فاروق اعظم نے اپنی شہزادی ام المومنین حضرت حفصہ کو سمجھایا کہ

يَا بُنَيَّةُ لَا تَغُرَّنَّكَ هٰذِهِ الَّتِي أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا يُرِيْدُ عَائِشَةَ (بخاری شریف جلد ثانی ص ۷۸۵)

اے بیٹی (نبی کریم حضرت عائشہ کو محبوب رکھتے ہیں) تو اس کی ریس نہ کیا کر کہ وہ تجھ سے خوبصورت ہے۔ ایک مرتبہ دوران سفر حضرت عائشہ کی سواری کا اونٹ بدک گیا اور انہیں لے کر ایک طرف کو بھاگا۔ تو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اس قدر بے قرار ہوئے کہ بے اختیار زبان مبارک سے نکل گیا۔

''وَاعُرُوْسَاہُ'' ہائے میری دلہن (مسند امام احمد بن حنبل جلد ششم' ص ۲۴۸)

سیدہ کی ناز برداریاں:

ایک مرتبہ عید کا دن تھا۔ حبشی عید کی خوشی میں نیزے ہلا ہلا کر پہلوانی کے کرتب دکھا رہے تھے۔ حضرت عائشہ نے یہ تماشہ دیکھنا چاہا۔ آپ آگے اور وہ پیچھے کھڑی ہوگئیں اور جب تک وہ خود تھک کر پیچھے نہ ہٹ گئیں آپ برابر اوٹ کیے کھڑے رہے۔ (بخاری شریف' جلد ثانی' ص ۷۸۰)

دعوت کی قبولیت:

ایک دفعہ ایک ایرانی پڑوسی نے سرکار کی دعوت کی آپ نے فرمایا۔ عائشہ بھی ہوں گی؟

اس نے کہا نہیں۔

ارشاد ہوا تو میں بھی قبول نہیں کرتا۔

میزبان دوبارہ آیا اور پھر یہی جواب وسوال ہوا اور وہ واپس چلا گیا۔

تیسری مرتبہ پھر آیا۔ آپ نے پھر پوچھا۔ ''عائشہ کی بھی دعوت ہے؟''

عرض کی جی ہاں۔

اس کے بعد آپ اور حضرت عائشہ اس کے گھر گئے۔

(مسلم شریف' جلد ثانی' ص ۱۷۶)

نزول آیات تیمم:

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صدقہ سے آیات تیمم نازل ہوئیں۔ واقعہ

یوں ہے کہ ایک سفر میں حضرت عائشہ حضور علیہ السلام کے ساتھ تھیں اور ہار گلے میں تھا۔ قافلہ واپس ہو کر مقام ذات الجیش میں پہنچا تو وہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ فوراً نبی اکرم ﷺ کو مطلع کیا۔ صبح قریب تھی۔ آپ نے پڑاؤ ڈال دیا اور ایک آدمی اس کے ڈھونڈنے کو دوڑایا۔

اتفاق یہ کہ جہاں فوج نے منزل کی تھی وہاں پانی مطلق نہ تھا۔ نماز کا وقت آ گیا۔ لوگ گھبرائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوج کو کس مصیبت میں ڈال رکھا ہے؟ وہ سیدھے حضرت عائشہ کے پاس پہنچے تو حضور انور ﷺ ان کے زانوں پر سر رکھ کر آرام فرما رہے ہیں۔ بیٹی کو کہا ہر روز تم نئی مصیبت سب کے سر لاتی ہو اور غصہ سے ان کے پہلو کئی کونچے دیے لیکن وہ آپ کی تکلیف کے خیال سے ہل بھی نہ سکیں۔

آپ صبح کو بیدار ہوئے تو واقعہ معلوم ہوا۔

اسلام کے تمام احکام کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ہمیشہ مناسب واقعات کی تقریب سے نازل ہوئے ہیں۔ اسلام میں نماز کیلئے وضو فرض تھا لیکن بیسیوں موقع ایسے پیش آئے ہیں جہاں پانی نہیں ملتا۔ یہ موقع بھی اسی قسم کا تھا۔ چنانچہ اس موقع پر قرآن مجید کی یہ آیات نازل ہوئیں۔

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا

(پ ۶' سورۃ المائدہ' آیت ص ۶)

اور اگر ہو تو بیمار یا سفر میں یا آئے تم میں سے قضا حاجت سے یا ہاتھ لگایا ہو تم نے اپنی عورتوں کو پھر نہ پاؤ تم پانی تو (اس صورت میں) تیمم کرو پاک مٹی سے (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) ہاتھ پھیرو اپنے چہروں پر اور

اپنے بازوؤں پر بے شک اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا بڑا بخشنے والا ہے۔

ابھی ابھی مجاہدین کا پرجوش گروہ جو اس مصیبت میں تلملا رہا تھا۔ اس ابر رحمت کو دیکھ کر مسرت سے لبریز ہوگیا۔

اسلام کے فرزند اپنی ماؤں کو دعائیں دینے لگے۔ حضرت اسید بن حضیر ایک بڑے پایہ کے صحابی تھے جوش مسرت میں بول اٹھے۔

''اے صدیق کے گھر والو اسلام میں یہ تمہاری پہلی برکت نہیں''

(صحیح بخاری' کتاب التیمم)

صدیق اکبرؓ نے جو ابھی لخت جگر کی تادیب کیلئے بے قرار تھے فخر کے ساتھ صاحبزادی کو خطاب کر کے فرمایا۔

''جان پدر! مجھے معلوم نہ تھا کہ تو اس قدر مبارک ہے۔ تیرے ذریعہ سے خدا نے مسلمانوں کو کتنی آسانی بخشی'' (مسند امام احمد بن حنبل' جلد ششم ص ۲۷۲)

اس کے بعد قافلہ کی روانگی کیلئے جب اونٹ اٹھایا گیا تو وہیں اسی کے نیچے ہار پڑا ملا۔ (صحیح بخاری کتاب التیمم)

سامعین گرامی قدر!

اگر سورہ نور کی آیات ملیں تو	صدقہ عائشہ صدیقہ کا
اگر تیمم کی آیات ملیں تو	صدقہ عائشہ صدیقہ کا
اگر دو تہائی ذخیرہ حدیث ملا تو	صدیقہ عائشہ صدیقہ کا

ملاں کہتا ہے۔

اگر نبی کو علم ہوتا کہ ہار تو اسی جگہ ہے تو بتا دیتے؟

میں کہتا ہوں۔

اگر بتا دیتے تو تیمم کی آیات کیسے ملتیں؟

ملاں کہتا ہے۔

اگر علم ہوتا تو واقعہ افک میں پریشان نہ ہوتے۔

میں کہتا ہوں۔

اگر پریشان نہ ہوتے تو شان عائشہ کی گواہی رب سے کیسے ملتی؟

اس لئے فرمایا محبوب یہ سب کچھ تمہارے لئے برا نہیں بلکہ

بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

اس ام المومنین کی عظمت کو سلام۔

جن کے قدموں کی برکت سے تیمم ملا۔

اس عائشہ کے ان نعلین مقدس پر نثار۔

جن کے ذروں کی وجہ سے سورہ نور ملی۔

قرآن تا قیام قیامت اعلان کرتا رہے گا۔

قاری ان آیات کی تلاوت کرتے رہیں گے۔

علماء ان آیات کا بیان کرتے رہیں گے۔

اور اے امی عائشہ!

تیری عظمت بیان ہوتی رہے گی۔

تیرا مقام بلند ہوتا رہے گا۔

تجھے تیرے روحانی فرزندوں کا سلام پہنچتا رہے گا۔

جلنے والے جلتے ہیں تو جلا کریں۔

سڑنے والے سڑتے ہیں تو سڑا کریں۔

کوئلے کی طرح جل جل کر راکھ ہو جائیں۔

مگر تیری عظمت کے ڈنکے بجتے رہیں گے۔

اور کل قیامت میں
آیات تیمم نکلیں گی تو تیرے حجرے سے
آیات سورہ نور نکلیں گی تو تیرے حجرے سے
بلکہ سراپا نور۔ اللہ کا محبوب برآمد ہوگا تو تیرے حجرے سے
محبوب کا محبوب برآمد ہوگا تو تیرے حجرے سے
اگر فاروق اعظم برآمد ہوں گے تو تیرے حجرے سے
پھر فیصلہ ہو جائے گا۔
انگلی مصطفیٰ کی
سایہ صدیق کا
ساتھ فاروق کا

''وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ''

لیلۃ القدر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى ○ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتِمِ الْاَنْبِيَآءِ ۔ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى اٰلِهِ التُّقٰى وَاَصْحَابِهِ النَّقٰى ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ○ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ○ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ○ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

یہ نزول قرآن کی رات ہے:

گرامی حضرات! اس ذات ازلی و ابدی کا لاتعداد شکر ہے کہ جس نے ہمیں زندگی میں ایک مرتبہ پھر لیلۃ القدر کی یہ شب مبارکہ نصیب فرمائی کہ ہم اس کی برکت

سے اپنی مغفرت کا سامان تیار کر سکیں۔

یہ نزولِ قرآن کی رات ہے۔

یہ امت کی بخشش کی رات ہے۔

یہ عبادت وریاضت کی رات ہے۔

یہ فرشتوں اور جبرائیل کے اترنے کی رات ہے۔

اور اس رات تا قیام طلوع فجر ملائکہ ہر امر سلام کے ساتھ نازل ہوتے رہیں گے۔

ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر:

میں نے عرض کیا مولا تو نے اس رات کو اتنی عظمتوں سے نوازا ہے۔ اس قدر انعامات سے سرفراز فرمایا۔ آخر کیوں؟ یہ ایک شب عبادت میں ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ کیا وجہ؟ فرمایا اس لئے کہ

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ (پ ۳۰' سورۃ القدر آیت ص ۱)

ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔

یہ نزولِ قرآن کی شب ہے۔

میرے حبیب پر جو کتاب نازل ہوئی اسی رات میں نال ہوئی۔ اس لئے یہ رات ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ سامعین مکرم ذرا توجہ رہے۔ آپ کو بات سمجھ آ ہی گئی ہوگی کیونکہ یہ اتنی دقیق بات نہیں جس کی سمجھ ہی نہ آئے۔

بڑی آسان سی بات ہے۔

نزولِ قرآن کی وجہ سے یہ رات بزرگ ترین ہے۔

نزولِ قرآن کی وجہ سے یہ رات اہمیت کی حامل ہے۔

نزولِ قرآن کی وجہ سے یہ رات ''خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ'' کی فضیلت رکھتی ہے۔

قرآن کی حقیقت کیا ہے؟:

آیئے ذرا قرآن سے پوچھیں کہ قرآن کی حقیقت ہے؟

جس قرآن سے نسبت کی وجہ سے یہ رات محترم ومعظم ہوگئی وہ قرآن کیا چیز ہے؟

ارشاد ہوا کہ

اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ (۳۰' سورۃ التکویر آیت ص ۱۱)

بے شک یہ (قرآن) البتہ قول رسول کریم ہے۔

ذرا توجہ رہے۔ قول ہے صفت اور قائل (رسول کریم) ہے موصوف۔

یہ خلق رسول ہے:

میں ذرا اس بات کو اور آسان کردوں تاکہ سمجھ آسکے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا۔

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ (تفسیر ضیاء القرآن' جلد پنجم ص ۳۳۲)

نبی کریم علیہ السلام کا خلق ہے قرآن۔

یہ قرآن جو سب آسمانی کتابوں سے افضل ہے۔

یہ قرآن جو ہر چیز کا بیان ہے۔

یہ قرآن جس میں ہر صغیر وکبیر مستقر ہے۔

ہر رطب و یابس اسی قرآن میں موجود ہے۔

یہ کلام خداوندی ہے۔

پندرہ سو سال سے اس کی تفسیر ہو رہی ہے تشریح وتوضیع ہوتی چلی آرہی ہے اس کے باوجود آج تک ہر مفسر قرآن نے اپنا سارا زور تفسیر صرف کر کے پھر یہی کہا کہ

؎ تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا
زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے

تو یہ میرے آقا علیہ السلام کی ایک صفت ہے۔

پندرہ سو سال میں جس موصوف کی صفت کو کما حقہ کوئی جان نہیں سکا۔ سمجھ نہیں سکا۔

اس موصوف کی حقیقت کو کوئی کس طرح سمجھ سکتا ہے؟

جس قائل کے اس قول کی پوری وضاحت کوئی ماں کا لال نہ کر سکا۔

اس قائل کی وضاحت کوئی کس طرح کر سکتا ہے؟

میری حقیقت کو کوئی نہیں جانتا:

گرامی قدر سامعین! میرے آقا نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ ارشاد فرمایا۔

اے ابوبکر!

لَمْ يَعْرِفْنِيْ حَقِيْقَةً غَيْرُ رَبِّيْ (مطالع المسرات)

میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اے صدیق!

کوئی صداقت کا تاجدار بھی ہو پھر بھی میری حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا
تمام صحابہ کا سردار بھی ہو پھر بھی میری حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا
نبیوں کے بعد تمام مراتب و کمالات کا حامل ہو پھر بھی میری حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا

تو یہ چند فنون کا حامل یہ کچھ علوم کا عالم ایک مولوی ملاں میری حقیقت کو کیا سمجھے گا؟

غور فرمایئے! میرے حبیب کی اس صفت خلق کا مقام یہ ہے۔

اگر تمہیں شک ہے تو؟:

میرے آقا علیہ السلام کی ایک صفت قول کا یہ مرتبہ ہے کہ اللہ کریم نے ارشاد

فرمایا کہ

یہ کہنے والو کہ یہ کلام باری نہیں ہے۔

یہ کہنے والو کہ یہ قول بشر ہے۔

وَإِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا (پ۱ سورۃ البقرۃ آیت ص۲۳)

اگر تمہیں کوئی شک ہے اس میں جو کچھ ہم نے اپنے عبد خاص پر نازل فرمایا تو

فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

اس کی مثال ایک چھوٹی سی سورۃ لا کر دکھاؤ۔

اکیلے نہیں بلکہ

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

(پ۱ سورۃ البقرۃ آیت ص۲۳)

بلالو اپنے تمام مددگاروں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو تو

تو تم تمام مل کر بھی

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا (پ۱ سورۃ البقرۃ آیت ۲۴)

ہرگز اس کی مثال نہ لا سکے ہو نہ لا سکو گے۔

تو جس کی ایک صفت کی مثال پیدا نہ کر سکے ہو نہ کر سکو گے۔ اس موصوف کی مثال کیسے لا سکتے ہو؟

جس کے قول کی مثال نہیں ہو سکتی اس قائل کی مثال کیسے ہو سکتی ہے؟

؎ تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیری مثل نہیں ہے خدا کی قسم

اگر صفت موجود ہے تو موصوف بھی موجود:

سامعین محترم! عرض یہ کر رہا تھا کہ

یہ قرآن قول رسول کریم ہے۔

یہ قرآن صفت خلق عظیم ہے۔

قاعدہ یہ ہے کہ صفت کا وجود موصوف کے وجود سے قائم ہوتا ہے۔ اسی طرح قول کا وجود قائل کے وجود سے قائم ہے۔ پتہ چلا کہ صفت قائم ہے تو موصوف بھی قائم۔ اگر قائل کا قول موجود ہے تو وہ قائل بھی موجود۔ اسی طرح اگر قرآن موجود ہے تو صاحب قرآن بھی موجود۔

اگر قرآن یعنی صفت قائم ہے تو موصوف یعنی صاحب قرآن بھی قائم یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ قول تو موجود ہو اور قائل موجود نہ ہو اور صفت تو قائم ہو اور موصوف قائم نہ ہو؟

معلوم ہوا کہ

؎ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانیوالے

جشن نزول قرآن:

تو جب رات اس صفت کا نزول ہوا وہ رات
خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (پ۳۰، سورۃ القدر، آیت ص۳)
ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر۔
تو جس رات یہ موصوف اس عالم شہود میں جلوہ گر ہوا اس رات کا مقام ہوگا؟
شب قدر کو جشن نزول قرآن مناتے ہو تو
شب میلاد کو جشن ولادت محبوب کیوں نہیں مناتے

جشن میلاد مصطفیٰ:

توجہ کیجئے۔

شب قدر کو — چراغاں جائز
شب قدر کو — جھنڈیاں جائز

شب قدر کو — تبرک کھانا کھلانا جائز
شب قدر کو — جشن منانا جائز
شب میلاد کو — یہ سب کچھ ناجائز

کیا یہ انصاف ہے؟
کیا یہ دین ہے؟
کیا یہ رسول اللہ علیہ السلام سے محبت کا ثبوت ہے؟

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

؎ مثل فارس زلزلے ہو نجد میں
ذکر آیات ولادت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
ذکر اس کا اپنی عادت کیجئے

نام نہ ذکر فرمایا:

گرامی حضرات! ارشاد فرمایا
اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (پ۳۰، سورۃ القدر، آیت ص۱)
بے شک ہم نے (اس قرآن کو) لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے جل شانہ نے قرآن کریم کا نام نہیں ذکر فرمایا بلکہ ضمیر غائب سے ذکر فرمایا۔ ''اس کو نازل کیا'' کیوں؟

اس لئے کہ اللہ قرآن کریم کا ادب سکھانا چاہتا ہے۔

کسی عظیم چیز کا ذکر کیا جائے تو ادب کرتے ہوئے نام اس کا نام نہیں لیا جاتا۔
آپ جب بھی اپنے بزرگوں کا ذکر کریں گے تو ادب سے کریں گے اور یوں کہیں

گے۔

میرے والد صاحب تشریف لائے

میری والدہ ماجدہ تشریف لائیں

کبھی آپ ان کا نام نہیں لیں گے کہ

میرا والد ''زید'' آیا یعنی یہ نہ کہو گے کہ زید آیا۔

میری والدہ ''ہندہ'' آئیں یعنی کہ یہ نہ کہو کہ ہندہ آئی۔

اسی طرح قرآن کریم کا ادب سکھاتے ہوئے فرمایا۔

ہم نے اسے نازل فرمایا۔

یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے قرآن کو نازل فرمایا۔

حالانکہ کہا جا سکتا تھا کہ

اِنَّآ اَنْزَلْنَا الْقُرْاٰنَ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ (پ ۳۰ سورۃ القدر آیت ص ۱)

بے شک ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔

ادب سکھانے کیلئے:

بالکل اسی طرح فرمایا جا سکتا تھا۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

البتہ تحقیق تمہاری طرف تشریف لائے محمد ﷺ

لیکن یہ نہیں فرمایا بلکہ ارشاد ہوا۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ (پ ۱۱ سورۃ التوبۃ آیت ص ۱۲۸)

البتہ تحقیق تمہاری طرف تشریف لائے اور رسول کریم ﷺ

تاکہ بارگاہ نبوت کا احترام سکھایا جائے۔

آداب القابات کے ساتھ ذکر فرمایا۔

پورے قرآن میں صرف چار مرتبہ نام نامی یاد فرمایا اور باقی مقامات القابات

سے ذکر کیا۔

کہیں فرمایا	یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ
کہیں فرمایا	یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ
کہیں فرمایا	یٰۤاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ
کہیں فرمایا	یٰۤاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ
کہیں فرمایا	یٰسٓ
کہیں فرمایا	طٰسٓ
کہیں فرمایا	طٰہٰ

القاب کیسے کیسے خدا نے کیے عطا

اپنے حبیب پاک کو قرآں میں جا بجا

چاہئے تو یہ تھا:

چاہئے تو یہ تھا کہ تیس سپاروں میں کم از کم تیس مرتبہ تو نام نامی یاد فرمایا جاتا مگر صرف چار مرتبہ نام نامی لیا اور آداب بارگاہ محبوب کو اتنا اہم رکھا کہ

بے لقب ان کا نام مبارک کہیں ان کے معبود نے بھی پکارا نہیں

فرمایا کہ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ (پ ۳۰ سورۃ القدر آیت ص ۱)

بے شک ہم نے اسے لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔

سوال یہ ہے:

سوال یہ ہے کہ دوسرے مقام پر فرمایا۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ مُبَارَکَۃً (پ ۲۵ سورۃ الدخان آیت ص ۳)

بے شک ہم نے اسے لیلۃ مبارکہ (شب برات) میں نازل فرمایا۔

تو اس مقام پر تمام علماء شب برات یعنی شعبان المعظم کی پندرھویں شب مراد

لیتے ہیں اور اس مقام پر لیلۃ القدر یعنی رمضان المبارک کی ستائیسویں شب مراد لیتے ہیں تو پھر دونوں میں سے کون سی رات مراد ہے۔

جواب یہ ہے:

جواب یہ ہے کہ

لوح محفوظ سے آسمانوں پر ایک ہی مرتبہ قرآن کریم نازل ہوا شب براءت میں
اور اس کی تنزیل شروع ہوئی شب قدر میں۔

کیونکہ قرآن کریم کا نازل ہونا دو طرح سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دو طرح کے صیغے ذکر کیے گئے۔ کہیں باب افعال اور کہیں باب تفعیل۔ کہیں فرمایا انزلناہ اور کہیں فرمایا تنزیل یا نزل تو جہاں باب افعال ہے یعنی انزلناہ تو وہاں ایک ہی مرتبہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہونا مراد ہے جو کہ شب برات میں ہے اور جہاں باب تفعیل ہے یعنی ''تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ'' یا ''نَزَّلَ عَلٰى قَلْبِكَ'' تو وہاں ٹھہر ٹھہر کر وقفہ وقفہ سے نازل ہونا مراد ہے۔ جس کی ابتداء لیلۃ القدر سے ہوئی۔

لیلۃ القدر کیا ہے؟:

فرمایا کہ

وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (پ۳۰ سورۃ القدر آیت ص۲)

اور آپ کیا جانیں کہ لیلۃ القدر (کی شان) کیا ہے؟

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضور علیہ السلام اس سے واقف نہیں بلکہ قرآن کریم کے نزول کی وجہ سے اس کی اہمیت خصوصی طور پر جتلائی جا رہی ہے کیونکہ یہ ایک محب کی طرف سے اپنے محبوب کو تحفہ دیا گیا ہے۔

آپ کا مشاہدہ ہے:

آپ کا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ

جب کوئی دوست کسی کو کوئی تحفہ دے تو وہ اس کی خصوصی طور پر اہمیت جتلاتا ہے جیسے کہ میں کسی کو تحفہ میں قرآن پاک دوں تو وہ قرآن کریم کی اہمیت سے واقف تو ہو گا مگر میں یہی کہوں گا کہ یہ عام کتاب نہیں قرآن کریم ہے۔ اسی طرح فرمایا۔ اے محبوب! یہ عام رات نہیں بلکہ نزول قرآن کی شب ہے اور اس کی وجہ سے اب اس رات کی شان یہ ہے کہ

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (پ۳۰ سورۃ القدر آیت ص۳)

لیلۃ القدر ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔

یہ رات کیوں دی گئی:

گرامی قدر سامعین!

لیلۃ القدر امت مصطفویہ کو کیوں عطا فرمائی گئی؟ اس کی وجہ مفسرین کرام نے یہ بیان فرمائی کہ میرے لجپال آقا نے صحابہ کرام سے بنی اسرائیل اور گزشتہ اقوام کے حالات بیان فرمائے۔

یہ کیسا منظر ہوگا؟:

یہ کیسا منظر ہوگا کہ

سامعین ہوں گے — صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

اور تقریر فرماتے ہوں گے — امام الانبیاء ﷺ

ایک شاعر نے یوں نقشہ کشی فرمائی کہ

؎ جب حاضر خدمت تھے ان کی بوبکر و عمر عثمان و علی
اس وقت رسول اکرم کے دربار کا عالم کیا ہوگا
آج تقریر میں کرتا ہوں۔ آپ سنتے ہیں۔
وہ کتنے خوش قسمت تھے جنہیں

تقریر محدث اعظم نے سنائی   انہوں نے سنی

تقریر اعلیٰ حضرت نے سنائی   انہوں نے سنی

تقریر غوث اعظم نے سنائی   انہوں نے سنی

تقریر مولائے کائنات نے سنائی   انہوں نے سنی

لیکن ان کے مقدر پر قربان جنہیں

تقریر خطیب الانبیاء نے سنائی   انہوں نے سنی

ہم مقررین سے سنتے ہیں وَالضُّحٰی   لیکن دیکھتے نہیں

ہم مقررین سے سنتے ہیں وَالَّیْلِ   لیکن دیکھتے نہیں

ہم مقررین سے سنتے ہیں یَدُاللّٰہِ   لیکن دیکھتے نہیں

مگر صحابہ یہ سنتے بھی تھے۔ دیکھتے بھی تھے۔

؎ صحابہ وہ صحابہ ہر صبح جن کی عید ہوتی تھی
خدا کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

میں صحابہ کی عظمت پر قربان کہ وہ والضحیٰ کا چہرہ دیکھتے اور اس کی تلاوت بھی اسی والضحی والے آقا سے سنتے۔

میں نبی کے یاروں کی شان پر نثار کہ وہ والیل کی زلفیں ملاحظہ کرتے اور اس کی تلاوت بھی اسی والیل والے محبوب سے سنتے۔

میں رسول اللہ کے جان نثاروں پر فدا کہ وہ یَدُاللّٰہِ کے دست مبارک کا مشاہدہ بھی کرتے اور اسی کی تلاوت بھی یَدُاللّٰہِ والے رسول سے سنتے۔ عرض کرتے آقا

آپ کی دید   ہماری عید ہے

محبوب علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ

پچھلے انبیاء کی عمریں   طویل

ان کی اقوام کی عمریں   طویل

میرے حبیب کے یار پریشان ہوگئے کہ

جب ان کی عمریں طویل تو   ان کی عبادات ہم سے زیادہ

جب ان کی عمریں طویل تو   ان کے سجدے ہم سے زیادہ

جب ان کی عمریں طویل تو   ان کی نمازیں ہم سے زیادہ

جب ان کی عمریں طویل تو   ان کے روزے ہم سے زیادہ

اللہ نے فرمایا جبرائیل!

عرض لَبَّیْکَ یَا جَلِیْلُ!

عبادت ان کی ثواب میرا:

فرمایا کیا تو نے دیکھا نہیں میرے محبوب کے یار پریشان ہو رہے ہیں؟ جلدی جا اور محبوب کو میرا سلام کہہ اور پیغام دے کہ اے محبوب ان سے فرما دو کہ پریشان نہ ہوں۔ میں انہیں ایک تحفہ دیتا ہوں۔

ایک ہی رات ایسی دیتا ہوں کہ

لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (پ۳۰ سورۃ القدر آیت ص۳)

یہ رات ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر۔

اس رات میں عبادت   تیرے یار کریں

اس رات میں نوافل   تیرے امتی پڑھیں

ان کو ہزار ماہ سے بہتر ثواب میں دوں گا۔ (تفسیر عزیزی جلد چہارم ص۴۳۴)

ایک رات کی عبادت کا ثواب   ہزار مہینوں سے بہتر

اس لئے کہ تم میرے یار کے امتی ہو۔

تم میرے محبوب کا کلمہ پڑھتے ہو   عبادت تم کرو ثواب میں دوں گا

میں نے کسی سے پوچھ کر نہیں دینا۔

مجھے کسی کی اجازت کی حاجت نہیں۔

بس میرے محبوب کی نسبت تم سے ہے تو یہ ثواب تمہارا منظر ہے۔

؎ محمد سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

میرے حبیب سے نسبت رکھنے والو

یہ عظمتیں صرف تمہارے لئے ہیں
یہ بلندیاں صرف تمہارے لئے ہیں

دوسرے انبیاء کی امتیں ساری عمر عبادت کریں تو وہ ثواب نہ پائیں جو تم ایک ہی رات میں پالو گے۔

لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ (پ۳۰' سورۃ القدر' آیت ص۳)

ایالو طیارہ:

گرامی حضرات!

ہزاروں میل کی مسافت کوئی طے کرتا تھا اونٹ پر
ہزاروں میل کی مسافت کوئی طے کرتا تھا گدھے پر
ہزاروں میل کی مسافت کوئی طے کرتا تھا بس پر
ہزاروں میل کی مسافت کوئی طے کرتا تھا کار پر
ہزاروں میل کی مسافت کوئی طے کرتا تھا ہوائی جہاز پر
اور تم یہ مسافت طے کرو ایالو طیارہ میں

اب ایالو آ گیا۔ مہینوں کی مسافت منٹوں میں طے۔

لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ (پ۳۰' سورۃ القدر' آیت ص۳)

لیلۃ القدر ایالو طیارہ ہے ہزاروں مہینوں کا سفر ایک ہی رات میں لے۔

نہ ایالو طیارہ کا کوئی مقابلہ کر سکے نہ لیلۃ القدر کا
نہ اس کے مسافروں کا کوئی مقابلہ کر سکے نہ محبوب کے صحابہ کا

ایالو بھی بے مثال لیلۃ القدر بھی لاجواب
وہ مسافر بھی بے مثال میرے یار کے صحابہ بھی لاجواب

لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ (پ۳۰' سورۃ القدر' آیت ص۳)

محبوب علیہ السلام نے پیغام خدا سنا دیا۔

پریشانیاں ختم۔

ایک شاعر نے کہا۔

؎ جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا اور فلسفیوں سے کھل نہ سکا
وہ راز اک کملی والے نے سمجھا دیا چند اشاروں میں

میرے محبوب کا صدقہ!

خوشیاں مل گئیں
راحتیں آ گئیں
رونقیں لگ گئیں

؎ غم ہو گیا کم سکھالا اے
اوہ آ گیا کملی والا اے

لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ

مفسرین نے تحریر فرمایا:

بعض مفسرین کرام نے بیان فرمایا کہ اللہ کے ایک ولی سابقہ امتوں میں حضرت شمعون نامی گزرے ہیں۔ ان کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ وہ تمام تمام رات قیام کرتے اور نوافل پڑھتے رہتے اور سارا سارا دن جہاد کرتے اور روزے سے رہتے۔

لوہے کی نہایت وزنی زنجیر کو بغیر کسی آلے کے ہاتھوں سے کاٹ دیتے اور مضبوط لوہے کو توڑ دیتے تھے۔ اس طرح انہوں نے ایک ہزار ماہ ہر شب عبادت اور

ہر روز جہاد و روزہ سے گزارا۔

کفار نے منصوبہ بنایا کہ حضرت شمعونؑ کو کس طرح ناکام کیا جائے تو انہوں نے ان کی بیوی سے ساز باز کی اور ایک خطیر رقم کا وعدہ کر کے اس بات پر آمادہ کیا کہ جب حضرت آرام فرما رہے ہوں تو وہ موقع پا کر آپ کو رسیوں سے جکڑ دے۔

جب آپ بیدار ہوئے تو اپنے آپ کو بندھا ہوا پایا تو اپنی طاقت سے اعضاء کو حرکت دی چنانچہ رسیاں ٹوٹ گئیں۔ آپ نے بیوی سے پوچھا کہ مجھے کس نے رسیوں سے باندھا تھا تو اس نے کہا کہ میں نے آپ کی طاقت دیکھنے کیلئے ایسا کیا تھا۔

اس مرتبہ ناکام ہونے کے بعد وہ دوبرہ تاک میں رہی اور پھر ایک مرتبہ یہ فعل دہرایا۔ آپ نے پھر ایک ہی جھٹکا سے رسیاں توڑ ڈالیں اور آپ کے سوال پر اس نے پھر وہی جواب دیا۔

اس مرتبہ آپ نے اپنی بیوی کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دنیاوی طاقت کے ساتھ ساتھ روحانی طاقت بھی مرحمت فرمائی ہے اور مرتبہ ولایت سے سرفراز فرمایا ہے۔

مگر اس بدبخت نے دنیاوی لالچ کے پیش نظر تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی کیا مگر اس مرتبہ باوجود طاقت کے آپ رسیوں سے آزاد نہ ہو سکے اور دشمنوں نے آپ کو پکڑ لیا اور انتہائی بے دردی سے آپ کے ہاتھ پاؤں ناک کان کاٹ دیئے اور آنکھیں نکال دیں۔

اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش آیا۔ اس عورت پر ایسا عذاب نازل ہوا کہ وہ قہر خداوندی سے جل کر راکھ ہوگئی۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ واقعہ حضرت صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے بیان فرمایا تو ان کو حضرت شمعون پر رشک آیا۔

بارگاہ محبوب میں عرض کیا کہ ہماری تو عمریں بہت قلیل ہیں اور ان میں بھی ہم

دنیاوی امور پر بھی وقت صرف کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم تو حضرت شمعون کی طرح عبادت نہ کر سکیں گے۔ اس طرح بنی اسرائیل کی عبادت ہم سے بڑھ جائے گی۔ صحابہ کرام کی یہ معروضات سن کر حضور علیہ السلام غمگین ہوئے تو وس وقت حضرت جبرائیل امین سورۃ قدر لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بارگاہ محبوب کریم میں حاضر ہوئے اور تسلی دی کہ اے آقا آپ کی امت کو ہر سال ایک ایسی رات عطا کر دی گئی ہے کہ اگر وہ اس شب مبارکہ میں عبادت کریں گے تو انہیں حضرت شمعون کی اس ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ثواب عطا کیا جائے گا۔ (تفسیر عزیزی، جلد چہارم ص ۴۳۴)

ہزار شہیدوں کے ثواب سے بہتر:

اسی طرح بعض مفسرین کرام نے حضرت کعب الاحبار سے ایک روایت نقل کی ہے۔ حضرت کعب الاحبارؓ ایک مشہور تابعی ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی علیہ السلام کے ذریعہ حکم فرمایا کہ وہ اپنی تمنا بیان کرے۔

جب اسے یہ پیغام الٰہی ملا تو اس نے عرض کیا کہ میری آرزو ہے۔ اے میرے خالق و مالک میں اپنے مال اولاد اور جان سے تیری راہ میں جہاد کروں۔

اللہ تعالیٰ نے اسے ایک ہزار فرزند عطا فرمائے۔ وہ اپنے ایک ایک شہزادے کو اپنے مال کے ساتھ جہاد کیلئے تیار کرتا اور پھر اسے مجاہد بنا کر اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے روانہ کر دیتا۔

ہر شہزادہ ایک مہینہ جہاد کرنے کے بعد شہید ہو جاتا۔ اس کے ساتھ ساتھ بادشاہ رات کو عبادت کرتا اور دن کو روزہ رکھتا۔

ایک ہزار ماہ میں اس کے ایک ہزار شہزادے شہید ہو گئے اور ان کے بعد خود جہاد کیلئے نکلا اور شہید ہو گیا۔ لوگوں نے کہا اس بادشاہ کا مرتبہ تو کوئی شخص نہ پا سکے گا تو اللہ کریم نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ

لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (پ۳۰، سورۃ القدر، آیت ص۳)

لیلۃ القدر ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔

یعنی کہ اے میرے محبوب کے غلامو! تم اس ایک رات میں عبادت کرتو اس بادشاہ کے ان ایک ہزار شہزادوں کی شہادت اور اس کی ایک ہزار ماہ کی عبادت پھر اس کی شہادت سے بہتر ثواب تمہیں عطا کیا جائے گا۔ (تفسیر قرطبی، جلد دہم ص۹۳)

کتنا بڑا انعام ہے:

گرامی حضرات!

اس پیارے آقا علیہ السلام کا صدقہ اس کی امت پر یہ کتنا بڑا انعام ہے کہ اس کی ایک رات کی عبادت۔

ہزار شہیدوں کی شہادت سے بہتر

ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر

ہزار مہینوں کے روزوں سے بہتر

ہزار مہینوں کے جہاد سے بہتر

ملائکہ اترتے ہیں اس رات میں: اور پھر فرمایا کہ

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ (پ۳۰، سورۃ القدر، آیت ص۴)

اس رات میں ملائکہ جماعت در جماعت اترتے ہیں اور جبرائیل امین علیہ السلام بھی زمین پر تشریف لاتے ہیں۔ ہر سلامتی والے امر کے ساتھ۔

ہر سلامتی والے امر کے ساتھ

کیا اعزاز ہے امت محبوب کا

کیا اکرام ہے غلامان رسول کا

فرشتے آ گئے۔

روح الامین آ گئے۔

کسی کے پاس۔

اے گنہگارو! تمہارے پاس۔

تمہیں دیکھنے کیلئے۔

تمہارے ساتھ ملاقات کرنے کیلئے۔

آدھی رات کے بعد جب تم۔

عبادت میں مشغول تھے۔

اپنے گناہوں پر نادم تھے۔

اپنے ربّ سے معافی مانگ رہے تھے۔

رو رہے تھے اور گڑگڑا کر آنسو بہا رہے تھے۔

ان نوریوں نے تمہیں دیکھا۔

فرشتوں نے تمہیں ملاحظہ فرمایا۔

اور واپس لوٹے اللہ تعالیٰ کے پاس۔

فرمایا! آ گئے ہو فرشتو

جی یا اللہ! آ گئے ہیں۔

فرمایا! میرے بندے کیا کر رہے تھے؟

یا اللہ! وہ رو رہے تھے۔

آنسو بہا رہے تھے۔

اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہے تھے۔

فرمایا! فرشتو یاد کرو۔ تم نے اس وقت کیا کہا تھا جبکہ میں نے آدم کو خلیفہ بنانا چاہا اور تم سے مشورہ لیا تھا تو تم نے یہ نہ کہا تھا کہ

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ

کیا اسے خلیفہ بناؤ گے جو فساد کرے گا اور خون بہائے گا۔

اور تم نے اپنی عبادت کو پیش کر دیا تھا کہ

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ

ہم تیری تسبیح کریں گے اور ہم تیری تقدیس کریں گے۔

میں نے فرمایا تھا کہ

قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ (پ۱ سورۃ البقرۃ آیت ۳۰)

فرمایا۔ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

آج تم بتاؤ کہ میں تمہاری تسبیح و تقدیس کو دیکھوں یا ان کی عبادت کو۔

میں تمہاری سبحان اللہ سبحان اللہ کی آوازوں کو سنوں یا ان کی گریہ وزاری کو آج میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ عظمت آدم کیا ہے۔

میرے بندوں کو روتا ہوا چھوڑ کر آنیوالے فرشتو۔

گواہ ہو جاؤ! میں نے ان سب کو معاف کر دیا۔

اور جاؤ یہ تمہاری ڈیوٹی ابھی ختم نہ ہوگی بلکہ

طلوع فجر تک:

هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ (پ۳۰ سورۃ القدر آیت ۵)

یہ سلسلہ طلوع فجر تک جاری رہے گا۔

وہ فجر تک مجھ سے مانگتے رہیں گے اور میں عطا فرماتا رہوں گا۔

وہ فجر تک گڑگڑاتے رہیں گے میں انہیں معاف فرماتا رہوں گا۔

وہ فجر تک روتے رہیں گے اور میری رحمت کو جوش آتا رہے گا۔

آج میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ

میری رحمت کے خزانے بہت وسیع و عریض ہیں۔

آج میرا غضب پیچھے رہ جائے گا اور رحمت اس پر سبقت لے جائے گی۔

میاں محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

؎ جے میں ویکھاں عملاں ولے تو کجھ وی نہیں میرے پلے
جے میں ویکھا رحمت ربدی تے بلے بلے بلے
فضل تیرے دی آس کریما تے ہور غرور نہیں کوئی
صدقہ اپنے پاک نبی دا بخش خطا جو ہوئی
عدل کریں تے تھرتھر کمبن وڈیاں شاناں والے
فضل کریں تو بخشے جاون اساں جے منہ کالے
عدل کریں تے پکڑیا جاواں فضل کریں چھٹکارا
یارب تیری رحمت باجھوں ہوگیا جیون بھارا

فرمایا: **هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ** (پ۳۰ سورۃ القدر آیت ۵)

یہ سلسلہ فجر تک جاری رہے گا۔

رات کو یہ میری بارگاہ میں آئے تھے تو گنہگار تھے اب فجر کو واپس جائیں گے تو مغفور ہوں گے۔

رات کو یہ میری بارگاہ میں آئے تھے تو رو رہے تھے اب فجر کو واپس جائیں گے تو مسرور ہوں گے۔

رات کو یہ میری بارگاہ میں آئے تھے تو گریہ کناں تھے اب فجر کو واپس جائیں گے تو مغفرت سے بھرپور ہوں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا (پ۲۴ سورۃ الزمر آیت ۵۳)

میں سارے گناہ معاف کر دوں گا۔

میں ان کی خالی جھولیاں بھر دوں گا۔

میں ان پر عفو و کرم کی بارش کر دوں گا۔

میں ان پر رحمتوں کی برسات کر دوں گا۔

آؤ ربّ سے التجا کریں:

گرامی حضرات! آؤ آج اس سے مانگنے کی انتہاء کر دیں۔

آؤ آج اپنے گناہ سامنے رکھ کر نادم ہو لیں۔

آؤ آج اس کے دربار میں گڑگڑا کر ہاتھ پھیلائیں۔

کسی عاشق نے کیا خوب کہا کہ

؎ اب تنگی دا ماں پہ نہ جا مانگ ارے مانگ
ہیں آج وہ مائل بعطا مانگ ارے مانگ

اور

؎ مانگ لو مانگ لو چشم تر مانگ لو
درد دل اور حسن نظر مانگ لو
کملی والے کی نگری میں گھر مانگ لو
مانگنے کا مزا آج کی رات ہے
ابر رحمت ہیں عالم پہ چھائے ہوئے
آسماں سے ملائک ہیں آئے ہوئے
خود محمد ہیں تشریف لائے ہوئے
کس قدر جاں فزا آج کی رات ہے
اس طرح دھوم ہے اس طرف دھوم ہے
ہے وہ بدبخت جو آج محروم ہے
پھر یہ آئے گی شب کس کو معلوم ہے
ہم پہ لطف خدا آج کی رات ہے

معمولاتِ شبِ قدر:

گرامی حضرات! میں نے عرض کیا۔

شب قدر میں ملائکہ اور سیّدنا جبرائیل امین علیہم السلام زمین پر اترتے ہیں۔

امام صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے رقم فرمایا کہ

شب قدر کے جھنڈے:

یہ فرشتے اور حضرت جبرائیل امین چار جھنڈے گاڑتے ہیں۔

ایک جھنڈا میرے آقا علیہ السلام کے روضہ انور پر۔

ایک جھنڈا کعبۃ اللہ کی چھت پر۔

ایک جھنڈا بیت المقدس پر۔

ایک جھنڈا زمین و آسمان کے درمیان۔

پھر وہ فرشتے تمام اطراف میں پھیل جاتے ہیں اور کوئی ایسا گھر باقی نہیں رہتا۔ جہاں وہ داخل نہ ہوں۔ جو شخص عبادت میں مشغول ہوتا ہے فرشتے اس کو سلام دیتے ہیں اور یہ نقشہ طلوع فجر تک باقی رہتا ہے۔ (نزہت المجالس جلد اول ص ۱۴۰)

میلاد کے جھنڈے:

امام یوسف نبھانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

شب ولادت محبوب بھی تین جھنڈے فرشتوں نے گاڑے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

رَئَيْتُ ثَلَاثَةَ اَعْلَامٍ مَضْرُوْبَةٍ عُلَمًا بِاالْمَشْرِقِ وَعُلَمًا بِاالْمَغْرِبِ وَعُلَمًا عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۲۴)

میں نے تین جھنڈے دیکھے۔ ایک مشرق پر۔ ایک مغرب پر اور ایک جھنڈا کعبۃ اللہ کی چھت پر۔ مگر یہ منکرین میلاد شب قدر کے جھنڈے تو تسلیم کرتے ہیں۔ میلاد النبی کے جھنڈوں کو بدعت کہتے ہیں۔

؎ روح الامین نے گاڑا کعبہ کی چھت پر جھنڈا
تا عرش اڑا پھریرا صبح شب ولادت

موت کی سختیوں سے آسانی:

علامہ صفوری فرماتے ہیں کہ جو شخص شب قدر میں چار رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ھو اللہ احد تین بار پڑھے۔ اس سے قبل سورۃ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرِ ۔ ایک مرتبہ پڑھے تو موت کی سختیوں سے آسانی ہوگی اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ (نزہتہ المجالس' جلد اول ص ۱۲۹)

رحمت خدا برسے گی:

دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص سات بار پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد سات مرتبہ استغفر واللہ پڑھے تو اپنی جگہ سے نہیں اٹھے گا کہ اس پر اور اس کے والدین پر اللہ تالیٰ کی رحمت برسنا شروع ہو جائے گی۔ (فضائل الایام والشھور ص ۴۴۱)

ہزار محل جنت میں:

چار رکعت نماز نفل ایسے ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ القدر ایک بار سورۃ اخلاص ستائیس بار پڑھے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ہزار محل عطا فرمائے گا۔ (فضائل الایام والشھور ص ۴۴۱)

شب قدر کا ثواب:

دو رکعت نفل یوں پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد اِنَّآ اَنْزَلْنَا ایک بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تین بار پڑھے تو اللہ کریم اسے شب قدر کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اس کے نوافل قبول فرمائے گا۔

اسے حضرت ادریس' شعیب' ایوب' داؤد اور حضرت نوح علیہم السلام جیسا ثواب عطا فرمائے گا اور اس کو جنت میں مشرق سے مغرب تک ایک شہر عنایت فرمائے گا۔

(فضائل الایام والشھور ص ۴۴۲)

تمام گناہوں کی بخشش:

چار رکعت نماز نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ القدر تین مرتبہ اور سورۃ اخلاص پچاس مرتبہ پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد سجدہ میں ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔ اس کے بعد جو بھی دعا مانگے۔ انشاء اللہ قبول ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اسے بے شمار نعمتیں عطا فرمائے گا اور اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔ (فضائل الایام والشھور ص ۴۴۲)

محروم لوگ:

گرامی قدر حضرات!

کچھ لوگ شب قدر کی برکتوں سے محروم بھی رہتے ہیں۔ خواہ وہ کتنی ہی عبادت کرلیں ان کی مغفرت نہیں ہوتی اور وہ لوگ یہ ہیں۔

۱۔ مشرک
۲۔ والدین کا نافرمان
۳۔ ہمیشہ شراب پینے والا
۴۔ بلاوجہ رشتہ داروں سے تعلق توڑنے والا
۵۔ کینہ پرور
۶۔ غیبت کرنے والا
۷۔ شلوار یا چادر (تہبند) کو تکبر سے ٹخنوں کے نیچے کرنے والا

یہ لوگ آج کی رات کے فیضان سے محروم رہیں گے۔

مشرک کی بخشش نہ ہوگی:

مشرک تو قطعی محروم ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (پ۵ سورۃ النساء آیت ص۴۸)

یقیناً اللہ تعالیٰ مشرک کی مغفرت نہ فرمائے گا۔

والدین کا نافرمان:

والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے کیونکہ یہ ارشاد باری کی صریح خلاف ورزی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

عبادت کرو میری اور اطاعت کرو والدین کی۔

نحویوں کا اصول ہے کہ جب دو امر متصل آ جائیں تو دونوں پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے جیسا کہ

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (پ۱ سورۃ البقرہ آیت ص۴۳)

نماز پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

اب یہ دونوں امر متصل ہیں لہٰذا دونوں پر عمل کرنا پڑے گا۔ اگر ایک پر عمل کیا اور دوسرے کو چھوڑا تو پورا عمل نہ ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہ ہوگا۔

اسی طرح اگر عبادت تو کی مگر والدین کی اطاعت نہ کی تو یہ عبادت قبول نہ ہوگی۔

دائمی شرابی:

ہمیشہ شراب پینا اور نشہ کی حالت میں رہنا بھی ارشادِ خداوندی کی صریح مخالفت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ

(پ۷ سورۃ المائدہ آیت ص۹۰)

شراب۔ نشہ۔ جوا اور جوئے کے آلات رجس (ناپاک) اور عمل شیطان سے ہیں ان سے بچو۔

قطع رحمی کرنیوالا:

رشتہ داروں سے قطع تعلقی بھی ناقابل معافی جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ (پ۲۶ سورۃ محمد آیت ۲۳-۲۲)

اور قطع رحمی کی جن لوگوں نے ان پر اللہ کی لعنت۔

کینہ پرور:

کینہ پرور اس فرمان رسول کا مخالف ہے کہ

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ (بخاری شریف جلد اول ص۶)

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

اور کینہ پرور سے یہ ممکن نہیں۔

غیبت کرنیوالا:

غیبت کرنیوالا اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا

(پ۲۶ سورۃ حجرات آیت ص)

اور نہ غیبت کرو بعض کی تم بعض کیا تم میں سے کوئی اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟

تکبر کرنے والا:

شلوار یا تہبند کو ٹخنوں سے نیچے بغرض تکبر کرنے والا متکبر ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (پ۵ سورۃ النساء آیت ص۳۶)

اللہ تعالیٰ تکبر اور غرور کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ

مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَآءَ لَمْ يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(بخاری شریف' جلد اول' ص ۵۱۷)

جو شخص تکبر سے اپنے کپڑے کھینچ کر چلے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو نظر کرم سے نہ دیکھے گا۔ (تفہیم البخاری' جلد پنجم ص ۵۶۰)

حضرات گرامی!

اب ہم اپنے آپ کو احتساب کے کٹہرے میں کھڑا کر کے دیکھیں تو

جو شخص والدین کا نافرمان ہے اسے چاہئے کہ عبادت سے قبل والدین کو راضی کرے اور اگر وہ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں تو ان کی قبروں پر حاضر ہو کر ان سے معافی مانگے۔ پھر عبادت کرے۔ جو شخص شراب کا عادی ہے وہ پہلے شراب نوشی سے مکمل طور پر توبہ کرے اور آئندہ شراب نوشی ترک کرنے کا اللہ تعالیٰ سے عہد کرے۔ پھر عبادت میں مشغول ہو۔

اگر کسی شخص سے کوئی عزیز رشتہ دار ناراض ہے تو اسے پہلے راضی کر لیا جائے۔

غیبت جیسا فعل شنیع جو کثرت سے ہم سب میں پایا جاتا ہے۔ معاشرہ کا ہر فرد اس معصیت میں گرفتار ہے۔ اس سے توبہ کریں اور آئندہ اس سے اجتناب کرنے کا کامل عہد کریں۔

شلوار اور تہبند کو ٹخنوں سے نیچے رکھنے سے بھی کلی طور پر توبہ کریں اور پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ رحمت میں اپنے آپ کو پیش کر دیں۔

آئیں اور توبۃ النصوح کر کے

اپنے معبود حقیقی کو راضی کر لیں۔

اپنے خالق و مالک کی رضا حاصل کر لیں۔

اپنی اولاد' روزگار کیلئے دعائیں کریں۔

اپنے ملک و ملت کے لئے خصوصی معروضات بارگاہ رب العزت میں پیش کریں۔

اپنے آقا و مولا علیہ السلام کی سنت کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کریں۔

مذہب مہذب مسلک اہلسنت پر قائم و دائم رہنے کی التجا اللہ کریم سے کریں۔

اپنا خاتمہ بالایمان ہونے کی دعا کریں۔

قبر میں سرکار علیہ السلام کی زیارت اور حشر میں آپ کی شفاعت کی درخواست کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

''وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ''

سراپا خیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ○

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

صاحب صدر و حاضرین مجلس میرے استاد بھائی حضرت علامہ مولانا محمد جمیل الوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی اس جامع مسجد نورانی میں یوم سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اہتمام کیا ہے اور اس میں یہ مجھے ہر سال خصوصی دعوت دیتے ہیں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ میں نے کئی سال اسی مقام پر اکیس ۲۱ رمضان المبارک مولانا الوری ہی کی دعوت پر یوم شیر خدا کرم اللہ وجہہ پر بیان کیا۔ تو ہم دونوں پر ایک سنی ہونے کی حیثیت سے یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ جس طرح ہم یوم شیر خدا مناتے ہیں اسی طرح

یوم صدیق اکبر منایا کریں۔ تو کئی سال سے یہ تقریب اس مقام پر منائی جاتی ہے اور فقیر یہاں خطاب کیا کرتا ہے۔

تلاوت کردہ آیت کریمہ:

گرامی حضرات!

تلاوت کردہ آیت کریمہ کا ترجمہ کرنے سے قبل آپ کی پریشانی دور کردوں کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت سارے چہرے مضطرب نظر آرہے ہیں؟ شاید اس وجہ سے کہ یہ آیت جو تلاوت کی گئی ہے اکثر علماء شانِ ولایت یا گیارہویں شریف کے موضوع پر تلاوت کرتے ہیں اور میں نے اس آیت کو آج اس محفل میں عنوان بنایا ہے جو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مناسبت رکھتی ہے؟

تو عرض کرتا ہوں کہ یہ آیت کریمہ نچوڑ ہے شانِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور اگر بنظر عمیق اسے بار بار پڑھ کر سمجھا جائے تو اس آیت سے سورج کی طرح شانِ صدیق چمکتی ہوئی نظر آتی ہے کیونکہ وہ محسن اعظم ہیں۔ اس سراپا خیر اور آیت میں محسنین کی عظمت بیان کی گئی ہے۔

حضور محسن عظیم ہیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (پ آل عمران آیت ص ۱۶۴)

البتہ تحقیق اللہ نے مومنوں پر احسان عظیم فرمایا جب کہ ان میں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مبعوث فرمایا۔

یعنی رسول اللہ علیہ السلام کی ذات پاک نعمت عظمیٰ ہے اور حضور اس امت مومنہ کے محسن عظیم ہیں۔

ارشاد محسن عظیم:

یہی محسن عظیم علیہ التحیۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں کہ

مَالِاَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَهُ بِهَا مَا خَلَا اَبَابَكْرٍ فَاِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيْهِ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ترمذی شریف الصواعق المحرقہ ص۷۰)

ہم نے ابو بکر کے سوا ہر آدمی کے احسان کا بدلہ دے دیا ہے اس کے اسقدر ہم پر احسانات ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے ان کا بدلہ دے گا۔ (برق سوزاں ص۲۴۸)

صدیق محسن اعظم ہیں:

اس ارشاد نبوی سے واضح ہوا کہ حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امت کے سب سے بڑے محسن ہیں بلکہ سید المحسنین ہیں کیونکہ جسے اللہ تعالیٰ نے محسن عظیم قرار دیا ہے وہ سیدنا صدیقؓ اکبر کو محسن اعظم قرار دے رہے ہیں۔

اب ترجمہ سنیے آیت کا:

اب ترجمہ سنیے! اس آیت کریمہ کا جسے تقریر کا عنوان بنایا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (پ سورۃ الاعراف آیت ص۵۶)

یقیناً اللہ کی رحمت محسنین کے قریب ہے۔

معلوم ہوا کہ اگر اللہ کی رحمت کو پانا ہے تو محسنین کے دربار میں حاضری دو

یہ سب محسنین ہیں:

گرامی حضرات!

محسنین — اولیائے کاملین بھی ہیں

محسنین — سلف صالحین بھی ہیں

محسنین — علماء ربانیین بھی ہیں

محسنین — بزرگانِ دین بھی ہیں

محسنین — یہ تمام ہستیاں ہیں

مگر زبان نبوت سے جس کے بار احسان کا ذکر ہو رہا ہے — وہ ہیں سیدنا صدیق اکبرؓ

محسن عظیم خود جس کے احسانات کا اعلان فرما رہے ہیں — وہ ہیں سیدنا صدیق اکبرؓ

تو پتہ چل گیا کہ اگر اللہ کی رحمت لینی ہے تو میرے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم چوم لو۔

سارے یار نبی دے سوہنے پر کوئی ہو یائیں چاراں ورگا
نہ اس دھرتی پیدا کیتا اہناں جان نثاراں ورگا
نہ کوئی ہو یا نے نہ کوئی ہوسی ایناں حب داراں ورگا
اعظم شان صدیق کی پچھنا ایں اکو یار ہزاراں ورگا

ہر کوئی رحمت کا متلاشی ہے:

اس کائنات رنگ و بو میں ہر کوئی رحمت کا متلاشی ہے۔

سنی — رحمت کا متلاشی

دیوبندی — رحمت کا متلاشی

وہابی — رحمت کا متلاشی

شیعہ — رحمت کا متلاشی

ہر مکتب فکر اور ہر فرقہ — رحمت کا متلاشی

رحمت صدیق کے پاس ہے:

مگر رحمت صدیق کے قدموں میں ہے۔

رحمت صدیق کے وجود میں ہے۔

رحمت صدیق کے قریب ہے۔

قرآن رحمت ہے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

(پ۱۵' سورۃ الاسرا' آیت ص ۸۳)

اور ہم نے نازل کی قرآن سے شفا اور رحمت مومنوں کیلئے۔

ادھر قرآن جمع کرنے کی مہم آئی تو ربّ نے صدیق کو چن لیا۔

حضور رحمت ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے حبیب!

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ۱۷' سورۃ الانبیاء' آیت ص ۱۰۷)

اور ہم نے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

ادھر ہجرت کی رات کافر تلاش کرتے رہے اور اس رحمت کی حفاظت کے لئے میرے خالق نے صدیق کو چن لیا۔ ادھر فرمایا رحمت کے متلاشیو میری رحمت محسنین سے ملے گی۔

ادھر مصطفےٰ کریم نے فرمایا صدیق محسن اعظم ہے۔

پتہ چلا

اللہ کی رحمت قرآن کی صورت میں ہے تو بھی ملے گی صدیق سے

اللہ کی رحمت نبی کی صورت میں ہے تو بھی ملے گی صدیق سے

جو صدیق کا منکر وہ رحمت خدا کا منکر

جو صدیق کا منکر وہ ذات مصطفےٰ کا منکر

جو صدیق کا منکر وہ کتاب ھدا کا منکر

گنبد خضریٰ میں دیکھ لو:

منکرین آج بھی جا کر دیکھ لیں رحمت خدا صدیق کے پاس ہے۔

گنبد خضریٰ کے اندر محبوب آج بھی صدیق کے پاس آرام فرما ہے۔

کل غار میں پہلو صدیق کا تھا وجود مصطفےٰ کا تھا

آج مزار میں پہلو مصطفےٰ کا ہے وجود صدیق کا ہے

فرمایا رحمت لینی ہے تو۔

صدیق کی صداقت کو تسلیم کر

صدیق کے قدم چوم

رحمت اسی پر جو صدیق کا غلام جو منکر عظمت صدیق ہے اس پر رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے۔

ارشاد رسول:

کیونکہ ارشاد رسول ہے کہ

حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ اِیْمَانٌ وَبُغْضُهٗ کُفْرٌ (الصواعق المحرقہ ص ۸۰)

ابو بکر کی محبت ایمان ہے اور اس کا بغض کفر

تو جس طرح ہے

حب اور بغض ایک مقام پر جمع نہیں ہو سکتے

ایمان اور کفر ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے

اسی طرح رحمت اور لعنت بھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے

میں دعوت فکر دیتا ہوں:

آ میں تجھے دعوت فکر دیتا ہوں۔

بغض کو چھوڑ دے اور محبت کو تھام لے

کفر کو چھوڑ دے اور ایمان کو تھام لے

لعنت کو چھوڑ دے اور رحمت کو تھام لے

ابو جہل کو چھوڑ دے اور صدیق کو تھام لے

صدیق مل گئے تو خدا مل جائے گا:

اگر دامن صدیق تھام لو گے۔

محبت بھی — مل جائے گی

رحمت بھی — مل جائے گی

ایمان بھی — مل جائے گا

مصطفیٰ بھی — مل جائیں گے

خدا بھی — مل جائے گا

کیونکہ ربّ العلاء کے بعد بلافصل ہے — مصطفیٰ

اور مصطفیٰ کے بعد بلافصل ہے — صدیق

صدیق مل گئے تو — مصطفیٰ مل گئے

مصطفیٰ مل گئے تو — خدا مل گیا

اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (پ سورۃ الاعراف آیت ص۵۶)

یقیناً اللہ کی رحمت محسنین کے قریب ہے۔

تو جب عام محسن کے قریب ہے تو سید المحسنین کے کتنی قریب ہوگی؟ اس محسن اعظم ﷺ کے کتنی قریب ہوگی؟

خسارے میں نہ پڑو:

میں دشمنان صدیق سے عرض کروں گا کہ خوامخواہ خسارے میں نہ پڑو غور کرو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

(پ سورۃ البقرہ آیت ص۶۴)

اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو البتہ ضرور تم ہوتے خاسرین میں سے۔

رحمت خدا ہے — وجود مصطفیٰ

اور اس کا حامل ہے — صدیق اکبر

لہٰذا اگر خسارے سے بچنا چاہتے ہو تو پہلے صداقت صدیق کو تسلیم کرو۔

دیکھو! قرآن کریم کو پڑھنا ہو تو پہلے اس کا غلاف اتار کر چومو گے پھر قرآن پڑھو گے۔ اسی طرح اگر رحمت خدا یعنی وجود مصطفیٰ کو حاصل کرتا ہے تو پہلے اس کے غلاف (محافظ) کو چوم لو۔

اگر خسارے سے بچنا ہے تو — پہلے غلام رسول بنو پھر غلام صدیق

اگر رحمت خدا حاصل کرنی ہے تو — پہلے غلام رسول بنو پھر غلام صدیقؓ

اگر فضل ربی کو پانا ہے تو — پہلے غلام رسول بنو پھر غلام صدیق

اگر قدمان مصطفیٰ تک پہنچنا ہے تو — پہلے صدیق کے قدم چومو

اگر قرآن سے رحمت لینی ہے تو — پہلے صدیق کے قدم چومو

مصطفیٰ اور صدیق:

مصطفیٰ اور صدیق کبھی جدا نہیں ہو سکتے۔

کبھی چہرہ مصطفیٰ کا — نگاہ صدیق کی

کبھی سراپا مصطفیٰ کا — گود صدیق کی

کبھی قدم مصطفیٰ کا — کندھا صدیق کا

کبھی ہاتھ مصطفیٰ کا — مال صدیق کا

کبھی رخسار مصطفیٰ کا — آنکھ صدیق کی

کبھی بیوی مصطفیٰ کی — بیٹی صدیق کی

آج تک ماں نے وہ لال نہیں جنا جو صدیق کی برابری کر سکے۔

؎ کیوں نہ اس نوں امام صداقت کہواں جد کہ صدیق اکبر ہے سوہنے داناں

دھی اوہدی مومناں ساریاں دی ہے ماں کرم کیڈا ہے ایہہ ربّ ستار دا

آنہ صدیق دے ویریا جوش وچہ آکھے صاتم دے لگ جاتے رہو ہوش وچہ
ہے اوہ جلوہ تکن اوہدی آغوش وچہ جہڑا مالک ہے جنت دی گلزار دا

تکمیل خواہش صدیق:

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواہش کی کہ یا اللہ کہیں ایسا ہو جائے۔

نگاہ میری ہو — چہرہ محبوب کا
مال میرا ہو — ہاتھ محبوب کا
بیٹی میری ہو — گھر محبوب کا

فرمایا! میرے محبوب کے محسن اگر تیری یہ خواہش ہے تو میری یہ رضا ہے۔

مصلی محبوب کا ہو — قدم صدیق کا
خلافت محبوب کی ہو — سراپا صدیق کا
گنبد خضریٰ محبوب کا ہو — مزار صدیق کا
اور پھر غار میں اس سے پہلے تو جائے گا — مزار میں تجھ سے پہلے وہ جائے گا

تا کہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے اب۔

محبوب صدیق کا — صدیق محبوب کا
جو محبوب کا وہی میرا اور جو محبوب کا — وہ صدیق کا
تو محبوب کا غلام — کائنات تیری غلام
تو محبوب کا مقتدی — کائنات اس کے بعد اب تیری مقتدی
تو نے بیعت کی محبوب کی — سب صحابہ اب بیعت کریں گے تیری
تیرا مال اعلیٰ — کیونکہ محبوب کے ہاتھ میں ہے
تیرا مقام اعلیٰ — کیونکہ وہ محبوب کا مصلیٰ ہے
تیرا نام اعلیٰ — کیونکہ وہ محبوب نے رکھا ہے
تیرا کام اعلیٰ — کیونکہ وہ محبوب کا کام ہے

تیرا مشن اعلیٰ — کیونکہ وہ محبوب کا مشن ہے
تیری گود اعلیٰ — کیونکہ اس میں محبوب کا سر ہے
تیری بیٹی اعلیٰ — کیونکہ وہ محبوب کی محبوبہ ہے
تیری خلافت اعلیٰ — کیونکہ وہ محبوب کی مسند ہے
تیری نماز اعلیٰ — کیوں کہ وہ محبوب کی اقتدا میں ہے
تیرا مزار اعلیٰ — کیونکہ وہ محبوب کے سبز گنبد میں ہے

جانے اللہ یا اللہ دا جانے نبی کیویں صدیق سند غلامی لئی
حد بھی سوہنے نوں کوئی ضرورت پئی ہر شئی گھر دی رہیا یارتوں وار دا

صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس:

میرے آقا علیہ السلام نے جہاد کے لئے مال لانے کا حکم فرمایا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے سوچا کہ آج موقعہ اچھا ہے صدیق سے آگے بڑھنے کا بس بات بن گئی۔ گئے گھر اور سارا مال ایک جگہ اکٹھا کر کے آدھا کر لیا اور آدھا مال لے کر محبوب کے قدموں میں حاضر ہو گئے۔

وہ آدھا مال بھی اس قدر کثیر تھا کہ کئی غلام اٹھا کر لائے۔ دل میں وہی بات کہ ہر موقعہ پر مجھ سے سبقت لے جانے والا یہ صدیق اکبر آج مجھ سے نہ بڑھ سکے گا۔ ہر مقام پر صدیق مجھ سے آگے مگر آج ایسا نہ ہوگا۔

سرکار علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا اور پوچھا اے فاروق؟ سارا سامان لے آئے ہو یا گھر والوں کے لئے بھی کچھ چھوڑ آئے ہو۔ تو عرض کیا آقا! آدھا مال لے آیا اور آدھا باقی گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ تھوڑی دیر گزری کہ

اتنے میں وہ یار غار بھی آگیا۔

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی مال لے کر بارگاہ محبوب میں حاضر ہو گئے۔ فرمایا ابو بکر گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو عرض کیا۔

اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (الصواعق المحرقۃ ص ۵۷/برق سوزاں ص ۲۶۸)

ان کے لیے میں نے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے۔

عاشق وجد میں آ گیا اور بول اٹھا کہ

پروانے کو چراغ عنا دل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

بتا تیری رضا کیا ہے؟:

ادھر صدیق حاضر۔ ادھر جبرائیل حاضر! میرے آقا علیہ السلام نے جبرائیل کو ملاحظہ فرمایا تو جو لباس صدیق کا وہی لباس جبرائیل کا فرمایا جبرائیل یہ کیا؟

عرض کیا آقا آج سب نوریوں اور تمام آسمانی فرشتوں نے یہی لباس پہنا ہے۔

اللہ سلام کے ساتھ فرماتا ہے کہ اپنے یار صدیق سے پوچھیں کیا وہ مجھ پر راضی ہے؟

(الصواعق المحرقۃ برق سوزاں ص ۲۶۷)

گرامی حضرات یہی وہ مقام ہے جہاں اقبال مرحوم نے کہا کہ

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

عرض یہ کر رہا تھا کہ سیّدنا صدیق اکبر محسن اعظم ہیں۔ سراپا احسان ہیں اور ان کا ہر ہر عضو نیکی اور بال بال خیر ہے۔

صدیق سراپا خیر:

ملاحظہ ہو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

خِصَالُ الْخَیْرِ ثَلٰثُمِاۃٍ وَسِتُّوْنَ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا جَعَلَ فِیْہِ خَصْلَۃً مِّنْھَا بِھَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفِیَّ شَیْءٌ مِّنْھَا قَالَ نَعَمْ جَمِیْعُھَا مِنْ کُلٍّ (الصواعق المحرقۃ ص ۴۴)

اچھے خصائل تین سو ساٹھ ہیں جب اللہ تعالیٰ کو کسی بندے کی بھلائی

مطلوب ہوتی ہے تو ان خصائل میں سے کوئی خصلت اس میں رکھ دیتا ہے اس سے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ان خصائل میں سے کوئی خصلت مجھ میں ہے۔ فرمایا وہ سب کی سب خصلتیں آپ میں موجود ہیں۔

ایک دوسری حدیث پاک میں نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

کُلُّھَا فِیْکَ ھَنِیْئًا لَّکَ یَا اَبَا بَکْرٍ (الصواعق المحرقۃ ص ۴۷)

اے ابوبکر! تمہیں مبارک ہو تم میں وہ سب خصائل موجود ہیں۔

حضرات سامعین! جس میں ایک خصلت پائی جائے وہ بفرمان رسالت قطعی جنتی ہے جس میں سب کی سب پائی جائیں تو ارشاد فرمایا۔

اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ یُحَاسِبُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ (الصواعق المحرقۃ ص ۴۷)

حضرت ابوبکر کے سوا سب سے حساب لیا جائے گا۔

کیونکہ ایک خیر والا جنتی ہے
جو سراپا خیر ہو اس کا حساب کتاب کیسا؟

پھر کس شان سے یہ جنت میں ہوں گے ملاحظہ ہو فرمایا۔

اِنَّ اَبَا بَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ مِثْلُ الثُّرَیَّا فِی السَّمَآءِ (الصواعق المحرقۃ ص ۷۸)

ابوبکر جنت میں ایسے ہوں گے جیسے آسمان پر ثریا۔

ثریا کسے کہتے ہیں دیکھئے المنجد

اَلثُّرَیَّا ۔ پروین۔ ستاروں کا جھمکا۔ برج ثور کی گردن کے سات ستارے

میرے آقا نے فیصلہ فرما دیا۔

جس میں ایک خصلت خیر کی ہو وہ جنتی
جس میں سب خصائل خیر کے ہوں جنتی ستاروں کا جھمکا

آسمان کے ستارے:

گرامی حضرات! عرض کر رہا تھا کہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سراپا خیر ہیں۔ ملاحظہ ہو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رات کے وقت میری گود میں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا سر انور تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر بھی ہوں گی۔

معلوم ہوا کہ ہمارے روحانی اماں جان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ان ستاروں کی گنتی کو بھی جانتے ہیں اور اپنے تمام غلاموں کی نیکیوں کو بھی اور پھر۔

کچھ نیکیاں ہوتی ہیں ظاہر

کچھ نیکیاں ہوتی ہیں باطن

کچھ نیکیاں کی جاتی ہیں اعلاناً

کچھ نیکیاں کی جاتی ہیں چھپ کر

میرے نبی کو اپنے غلاموں کی ہر نیکی کا علم ہے کبھی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سوال کیا۔ اب جواب میں سرکار نے یہ نہیں فرمایا! عائشہ مجھے کیا علم؟ ''لَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ'' میں غیب نہیں جانتا؟ بلکہ بقول ان ملاؤں کے مجھے تو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اور مجھ سے تو شیطان کا علم زیادہ ہے۔ (معاذ اللہ)

بلکہ فرمایا۔

نَعَمْ عُمَرُ

ہاں ہیں اور وہ میرا عمر ہے جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔

فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا تو ابوبکر کی نیکیاں کہاں گئیں۔ ارشاد فرمایا۔

اِنَّمَا جَمِیْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ کَحَسَنَةٍ وَّاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳)

عمر کی تمام نیکیاں گویا کہ ابوبکر کی ایک نیکی کی مثل ہیں۔

شانِ فاروق اعظم:

گرامی حضرات!

حضرت عمر وہ کہ جن کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔

حضرت عمر وہ کہ جو مرادِ مصطفیٰ ہیں

حضرت عمر وہ کہ جو ثمر دعائے رسول ہیں

حضرت عمر وہ کہ جس راستہ سے وہ گزر جائیں شیطان وہ راستہ چھوڑ دیتا ہے۔

حضرت عمر وہ کہ جن کے سائے سے قیصر و کسریٰ کانپتے ہیں۔

حضرت عمر وہ کہ جن کے فضائل سیّدنا جبرائیل بیان کریں۔

حضرت عمر وہ کہ جن کے مسلمان ہونے کی خوشی عرش پہ منائی جائے۔

حضرت عمر وہ کہ جن کا وجود حق و باطل میں امتیاز کر کے فاروق بن جائے۔

حضرت عمر وہ کہ جن کی زبان پر خود حق گفتگو فرمائے۔

حضرت عمر وہ کہ جن کی رائے کہ موافق کئی مرتبہ آیات نازل ہوں۔

وہ عمر صدیق اکبر کی ایک نیکی کی طرح ہیں کیونکہ صدیق اکبر سراپا خیر ہیں۔

ہر بات میں پورے صدیق:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَصْبَحَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ صَائِمًا — قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا

آج تم میں سے کوئی روزے سے ہے — عرض کیا میں ہوں

پھر فرمایا

فَمَنْ تَبِعَ مِنْکُمُ الْجَنَازَةَ — قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ اَنَا

آج تم میں سے کوئی جنازہ کے ساتھ گیا تھا؟ عرض کیا میں گیا تھا

پھر پوچھا

فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْكُمُ الْمِسْكِيْنَ يَوْمًا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا

آج تم میں سے کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ عرض کیا میں نے کھلایا ہے

پھر ارشاد فرمایا

فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا

آج تم میں سے کسی نے مریض کی عیادت کی ہے؟ عرض کیا میں نے کی ہے

فرمایا پھر سن لو۔

مَا اجْتَمَعْنَ فِيْ امْرِئٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

(مشکوٰۃ شریف، ص مسلم شریف، جلد ثانی، ص ۲۷۴)

جس شخص میں یہ تمام چیزیں جمع ہوں وہ جنتی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے۔

وَجَبَتْ لَكَ الْجَنَّةَ (مسلم شریف، جلد ثانی، ص ۲۷۴)

تجھ پر جنت واجب ہوگئی۔

کیا صدیق جانتے تھے؟:

حضرات گرامی!

کیا صدیق اکبر جانتے تھے آج یہ ارشادات ہوں گے؟

نہیں اور ہرگز نہیں۔

تو پھر جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرا ابوبکر ہر سوال میں پورا اترے تو کسی کے پیٹ میں درد کیوں؟

یہ اللہ کا طریقہ ہے:

اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے کہ جب کوئی اس کی آزمائش میں پورا اترے تو وہ اسے

امام بنا دیتا ہے۔ ملاحظہ ہو قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (پ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ص۱۲۴)

اور یاد کیجئے محبوب جب ابراہیم (علیہ السلام) کے رب نے انہیں مختلف کلمات سے آزمایا تو وہ (اس آزمائش میں) پورے اترے تو فرمایا میں نے تمہیں لوگوں کا امام بنا دیا۔

اسی طرح جب صدیق بھی ہر سوال میں پورے اترے تو فرمایا۔

مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ (بخاری شریف)

ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (برق سوزاں، ص ۹۵)

اللہ نے خلیل کو امام بنایا — نمرود نہیں مانتا نہ مانے

نبی نے صدیق کو امام بنایا — نمرود کی اولاد نہیں مانتی نہ مانے

اوہدی عظمت دا خورشید چڑھدا رہیا

ہر قدم تے اوہدا شان بڑھدا رہیا

پیچھے اوہدے نمازاں اوہ پڑھدا رہیا

جو امام آپ ہے سارے سنسار دا

یہ کالے اینڈ کالے کمپنی:

یہ کالے اینڈ کالے کمپنی جن کے

اعمال کالے

افعال کالے

عقائد کالے

قلوب کالے

آخر جہنم میں جل جل کر کالے

اور میرا صدیق	صحابہ کا امام
میرا صدیق	جنت کا ثریا
میرا صدیق	قطعی جنتی

فرمایا

وَجَبَتْ لَكَ الْجَنَّةَ

تجھ پر جنت واجب ہوگئی۔

تو سراپا خیر ہے۔

تو سید المحسنین ہے۔

جس نے جنت لینی ہے	تیرے قدم چومے
جس نے رحمت لینی ہے	تیرے قدم چومے

ٹکٹ علی دیں گے جنت کے:

مگر صدیق تیرے قربان ادھار تو نے بھی نہ رکھا۔ فرمایا دیا کہ

لَا يَجُوْزُ اَحَدٌ الصِّرَاطَ اِلَّا مَنْ كَتَبَ لَهٗ عَلِيٌّ الْجَوَازَ

(الصواعق المحرقہ ص ۱۲۶ - برق سوزاں ص ۴۲۹)

قیامت کے میدان میں

نفسی نفسی کے عالم میں

جب سورج سوا نیزہ بلندی پر ہوگا۔

جب ساری امت پسینہ سے شرابور ہوگی۔

ہر کسی کو پل صراط سے گذرنا ہوگا۔

سن لو! پل صراط سے وہی گذرے گا جسے ٹکٹ علی دے گا۔

اور میرے مولا نے فرمایا۔

تاجدار ہل اتی نے فرمایا۔

شیر خدا نے فرمایا۔

مشکل کشا نے فرمایا۔

ید اللہ اور اسد اللہ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا۔

ٹکٹ میں اسی کو دوں گا جو صدیق کا چاہنے والا ہوگا۔

ٹکٹ اسی کو ملے گا جو غلام صدیق کا اکبر ہوگا۔

اب کسی نے بھٹکتے رہنا ہو تو اس کی مرضی۔

اب کسی نے جہنم کا ایندھن بننا ہو تو اس کی مرضی۔

سنی صدیق اکبر کا بھی غلام۔

سنی مولا علی کا بھی کفش بردار۔

جو صدیق کا گستاخ ہے	سنی وہ بھی نہیں
جو علی کا گستاخ ہے	سنی وہ بھی نہیں
صدیق نبی کا	سسر ہے۔

علی نبی کا داماد ہے۔

صدیق کو نبی نے مصلیٰ دیا۔

علی کو نبی نے زوالفقار حیدری دی۔

وہ بھی فیصلہ	نبی کا
یہ بھی فیصلہ	نبی کا

اور دونوں فیصلے عین فطرت کے مطابق

بزرگوں کو	امامت دی جاتی ہے۔
جوانوں کو	تلوار دی جاتی ہے۔

علی لَا فَتٰى اِلَّا عَلِيٌّ لَا سَيْفَ اِلَّا ذُو الْفِقَار کا مصداق ہے

صدیق سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ کا مصداق ہے

(الصواعق المحرقہ ص ۷۷)

جنت   علی کی بھی مشتاق ہے

جنت   صدیق کی بھی مشتاق ہے

حضراتِ گرامی! گزارش کر رہا تھا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر سراپا خیر ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

جنت کے ہر دروازہ سے ندا آئے گی:

نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

جس شخص نے اللہ کی راہ میں کسی شئی کا جوڑا خرچ کیا اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اے اللہ کے بندے یہ خیر (بہتر) ہے۔

جو شخص نماز پڑھنے والوں میں سے ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا۔

جو شخص مجاہدین میں سے ہوگا اسے باب الجہاد سے پکارا جائے گا۔

اور جو شخص صدقات کرنے والوں میں سے ہوگا اسے باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔

اور جو شخص روزہ داروں میں سے ہوگا اسے باب الصیام اور باب الریان سے بلایا جائے گا۔

تو حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

مَا عَلٰی ھٰذَا الَّذِیْ یُدْعٰی مِنْ تِلْکَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضُرُوْرَۃٍ

جس شخص کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا اسے کوئی ضرر نہ ہوگی؟

پھر عرض کیا یا رسول اللہ!

ھَلْ یُدْعٰی مِنْھَا کُلِّھَا اَحَدٌ

کیا کوئی شخص سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟

تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

نَعَمْ وَاَرْجُوْا اَنْ تَکُوْنَ مِنْھُمْ یَا اَبَابَکْرٍ (بخاری شریف جلد اول ص ۵۱۷)

ہاں اور میں امید رکھتا ہوں کہ اے ابوبکر تم ان میں سے ہو۔

ہر خیر کے جامع:

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخصیت میں ہر خیر جمع ہے تو وہ ذات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

اَنْفَاق فی سبیل اللہ حضرت ابوبکر میں   موجود

ادائے صلوٰۃ بھی حضرت ابوبکر میں   موجود

جہاد فی سبیل اللہ بھی حضرت ابوبکر میں   موجود

ادائے صدقات بھی حضرت ابوبکر میں   موجود

روزہ داری بھی حضرت ابوبکر میں   موجود

تو سب دروازوں سے ندا آئے گی اے ابوبکر ''یَاعَبْدَاللّٰہِ ھٰذَا خَیْرٌ'' اے اللہ کے بندے یہ خیر ہے۔

اور میرے آقا نے مہر لگا دی کہ

اے ابوبکر تم ان لوگوں میں سے ہو جن کو ہر دروازے پر بلایا جائے گا۔

اے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے سردار   آجا یہ خیر ہے تیرے لئے یہ دروازہ کھلا ہوا ہے۔

اے نمازیوں کے سردار   آجا یہ خیر ہے تیرے لئے یہ دروازہ بھی کھلا ہوا ہے۔

اے مجاہدین کے سردار   آجا یہ خیر ہے تیرے لئے یہ دروازہ بھی کھلا ہوا ہے۔

اے صدقہ دینے والوں کے سردار   آجا یہ خیر ہے تیرے لئے یہ دروازہ بھی کھلا ہوا ہے۔

اے روزہ داروں کے سردار   آجا یہ خیر ہے تیرے لئے یہ دروازہ بھی کھلا ہوا ہے۔

ہر دروازہ سے ندا آئے گی۔

اے سراپا خیر! آج تیرے لیے سب کے سب دروازے کھلے ہوئے ہیں آ جس دروازہ سے تو چاہے جنت میں داخل ہو۔

دنیا میں تیرے لئے رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ کا درواہ کھل گیا تھا۔

آج تیرے لئے جنت کا ہر دروازہ کھل رہا ہے۔

صدیق کا دروازہ کھلا رہے:

میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا۔

لَا يُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابَ الْاَحَدِ اِلَّا بَابَ اَبِيْ بَكْرٍ

(بخاری شریف، جلد اول، ص ۵۱۶)

مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہ رہے مگر اسے بند کر دیا جائے اورابو بکر کا دروازہ بند نہ کیا جائے۔

اے پیارے یار غار!

مسجد میری	دروازہ تیرا
جنت میری	دروازہ تیرا
اگر کوئی جنت میں جانا چاہے تو	تیرے پاس آئے
اگر کوئی میری مسجد میں جانا چاہے تو	تیرے پاس آئے
جیسے میری مسجد میں امام میرے بعد	تو ہے۔
ایسے ہی جنت کا چمکدار ستارہ بھی	تو ہے۔

کیونکہ تو سراپا خیر ہے۔

کیونکہ تو جامع الحسنات ہے۔

فرمایا:

اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ٥

یقیناً اللہ کی رحمت محسنین کے قریب ہے۔

تو جب اللہ کی رحمت نمازی کے قریب ہے تو تو میرے تمام نمازیوں کا امام ہے۔

جب اللہ کی رحمت اس کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے قریب ہے تو تو ''وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰى'' کا مصداق ہے۔

فرمایا:

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى٥

(پ ۳۰، سورۃ الیل، آیت ص ۱۷-۱۸)

اور وہ اتقی جو اپنے مال کو دیتا ہے تا کہ اس کا تزکیہ ہو وہ عنقریب بچایا جائے گا۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر کے بارے میں نازل ہوئی۔

(برق سوزاں ص ۲۲۸)

جب اللہ کی رحمت مجاہد کے قریب ہے تو اے صدیق تو تو وہ مجاہد اعظم ہے کہ جو

بدری مجاہدین میں	شامل
احد کے مجاہدین میں	شامل
خندق کے مجاہدین میں	شامل
تمام غزوات کے مجاہدین میں	شامل

جب صدقہ دینے والے کے قریب ہے تو اے میرے صدیق تو ان میں بھی سر فہرست

جب اللہ کی رحمت روزہ داروں کے قریب ہے تو اے میرے ابو بکر تو ان میں بھی پیش پیش تیرے قریب کیوں نہ ہوگی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ کی رحمت صدیق کے قریب ترین ہے۔

کیونکہ وہ سراپا احسان ہے وہ سراپا خیر ہے۔

گرامی حضرات

مجھ سے قبل ملک کے نامور خطبا نے آپ سے خطاب فرمایا۔

رات کافی بیت چکی ہے اسی قدر قبول فرمائیں۔

یا زندہ صحبت باقی

''وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ''